ہمنوا
تھے
جو

از سحرش علی نقوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمنوا تھے جو

از سحرش علی نقوی

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول۔ ناولٹ۔ افسانہ۔ کالم۔ آرٹیکل۔ شاعری۔ پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

سرد سی حسین و دلکش رات تھی۔ایسی رات جس میں لگتا ہے کہ قسمت کا فیصلہ ہوچکا ہے۔آسماں پر چھائے بادل کبھی چاند کو چھپا دیتے تو کبھی عیاں کردیتے۔ہوا بھی اپنی مستی میں لہراتی،جھومتی ماحول کو مزید پُرسکون کرنے کی کوشش میں تھی ہر طرف گہری خاموشی تھی ایسی خاموشی جو روح تک کو سکون پہنچادے لیکن کبھی کبھی خاموشیاں بھی اضطراب میں ڈال دیا کرتی ہیں۔کچھ اسی طرح کے اضطراب میں وہ دونوں بھی تھے۔

وہ چھت پر خاموش اداس گم صم سے بیٹھے آسمان کی جانب دیکھ رہے تھے وہ کافی دیر سے یونہی خاموش بیٹھے تھے۔۔

ماہم بلیک کرتا پاجامہ میں تھی بال اس نے آج سلجھائے ہی نہیں تھے بس یونہی بالوں کو فولڈ کرکے کیچر لگایا ہوا تھا جب انسان خود الجھا ہوا ہو تو وہ کچھ اور کیا سلجھائے گا کیف بلیک ڈریس پینٹ اور وائٹ شرٹ میں ملبوس تھا ان دونوں میں ایک رشتہ بھی تھا اور نہیں بھی تھا اس آدھے آدھورے رشتے کی ڈور میں وہ پچھلے 3سال سے بندھے ہوئے تھے۔

آخر ماہم نے چپ کے شیشے کو توڑا۔

آپ سمجھتے کیوں نہیں کیف یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔آپ نے تو رشتوں کا مذاق ہی بنا دیا ہے میری زندگی کا مذاق بنا دیا ہے لوگ طرح طرح کی باتیں کررہے ہیں۔۔

تمہیں لوگوں کی کیا فکر ہے؟تمہاری زندگی میں لوگوں کی اہمیت زیادہ ہے یا میری؟کیف نے اپنا ہمیشہ والا فقرہ دہرایا۔

تو مطلب میری کوئی عزت نہیں ہے میں یوں ہی اس آدھ آدھورے رشتے کو نبھاتی جاؤں جبکہ مجھے اسکے انجام کی خبر ہی نہیں۔۔وہ بس رو دینے والی ہی تھی۔

ماہی میں مجبور ہوں۔تم سب جانتی ہو پھر بھی؟مجھے تھوڑا وقت دو مجھے بس میرے پاؤں پر کھڑا ہونے دو۔۔۔پچھلے 3 سالوں میں شاید وہ 300 بار اپنے رشتے کے بارے میں بحث کرچکے تھے۔

اور کتنا وقت چاہیے آپکو؟کیا 3 سال کم ہوتے ہیں؟جب آپ 3 سالوں میں کچھ نہیں کرسکے تو آگے بھی آپ سے کچھ نہیں ہوگا۔۔اس کے لہجے میں بہت مایوسی تھی۔

کیا تمہیں مجھ پہ بھروسہ نہیں ہے؟ایک بار پھر وہ بھروسے کی بات کررہا تھا۔

اب بھروسہ ہی تو نہیں ہے۔آپکے جب دل میں آتا ہے آپ میری زندگی میں آجاتے ہیں۔۔۔میرے قدموں میں اپنی محبت کی بیڑیاں ڈال دیتے ہیں۔۔اور جب جی میں آتا ہے میرے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں۔۔۔مجھے اس ادھورے رشتے کی زنجیروں سے آزاد کردیتے ہیں۔پر اب بس۔۔بہت ہوچکا۔۔انداز شکستہ تھا۔

میں کبھی تمہیں چھوڑ کر نہیں گیا ماہی۔۔۔میرے لیئے سب کچھ تم ہی ہو اور رہو گی۔یہ سب تمہاری خود کی سوچ کا فتور ہے جو سر چڑھ کے بول رہا ہے۔اس نے اپنا دفاع کیا۔

تو ثابت کیجیے کیف عالم کہ یہ صرف فتور ہے اور روک لیں مجھے ٹوٹ کے بکھرنے سے۔۔۔روک لیں مجھے اپنے ہاتھ سے پھسلنے سے۔۔میں آپ سے دور نہیں جانا چاہتی مگر آپ۔۔۔آپ۔۔۔۔۔مجھے مجبور کررہے ہیں۔۔اس نے جتایا تھا۔

کیوں دور جاؤ گی مجھ سے۔۔۔۔بولو۔۔۔کیوں؟کیا تمہاری محبت میں اب وہ شدت نہیں رہی۔۔۔۔یا تمہارے اس دل کا محبت سے جی بھر گیا ہے۔اس نے سوال کیا۔۔۔ایسا سوال جس پہ وہ طنزیہ ہنس دی۔

جن کا محبت سے جی بھر جائے وہ دور جانے سے گھبراتے نہیں ہیں۔میں تو بس آپ سے گزارش کررہی ہوں کہ مجھے روک لیں۔۔۔مجھے مجبور نہ کریں کہ میں کوئی ایسا فیصلہ کر بیٹھوں جو ہماری راہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے جدا کردے۔

تمہارے اس رویے کی وجہ جان سکتا ہوں؟تجسس سے بولا۔

بالکل جان سکتے ہیں۔۔بس یوں سمجھ لیں کہ میری سوئی ہوئی غیرت جاگ گئ ہے۔۔میرا ضمیر جاگ گیا ہے۔اب تک میں آپکی محبت میں اپنی عزت گنواتی آئی ہوں۔۔مزید اپنی عزت گنوانے کی سکت مجھ میں نہیں ہے۔مجھے اب احساس

ہونے لگا ہے کہ جس کے لیئے میں اپنی عزت داؤ پر لگاتی آئی ہوں۔۔۔اسکی خود کی نظر میں میری اہمیت دو کوڑی کی بھی نہیں۔۔وہ خود بھی مجھے عزت دینے سے قاصر ہے۔آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتے ہوئے بولی۔

تم میری محبت کی تذلیل کررہی ہو ماہم قریشی۔محبت میں خودغرضی نہیں ہوتی۔۔تم اس وقت صرف اپنے بارے میں سوچ رہی ہو۔۔۔میرے بارے میں نہیں۔اس نے جتا کر کہا۔

نہیں کیف عالم۔۔۔میں بس خود کو مزید تذلیل سے بچا رہی ہوں۔میں آپکو 3 ماہ کا وقت دے رہی ہوں۔۔۔ان 3 ماہ میں اگر آپ مجھے عزت نہیں دے سکے تو کم از کم مزید رسوا بھی مت کروایئے گا۔بہت کرلیا آپکا انتظار۔۔۔بہت سن لیں سب کی باتیں۔۔۔اب اور نہیں۔۔۔۔اور ہاں میں یہ باتیں غصے میں نہیں بول رہی۔اس دفعہ میں واقعی سیریس ہوں۔اب یا تو آپ مجھے سب کے سامنے اپنالیں یا ہمیشہ کے لیئے چھوڑدیں۔آج بھی فیصلہ آپکے ہاتھ میں ہے۔۔اسکے بعد انجام کے ذمہ دار بھی آپ ہی ہوں گے۔اب آپ نہ تو مجھے کوئی میسج کریں گے اور نہ ہی کوئی کال کریں گے۔ہاں اگر کچھ ضروری بات کرنی ہو تب کرلیجیئے گا۔وہ یہ کہہ کے کیف کا جواب جاننے کے لیئے رکی۔۔

مگر کیوں؟تم بخوبی جانتی ہو تم بن رہنا میرے اختیار میں نہیں۔۔پھر یہ پابندی کیوں؟؟ماتھے پر بل لائے بولا۔

کیونکہ میں کسی غیر سے کوئی بھی رابطہ نہیں رکھنا چاہتی۔۔لہجہ میں اجنبیت تھی۔

غیر؟اسے شاک لگا۔۔میں کب سے تمہارے لیے غیر ہوگیا ماہم قریشی؟؟

ہمیشہ سے تھے۔۔۔نہ تو آپ میرے شوہر ہیں اور نہ ہی پوری طرح سے منگیتر۔۔۔یہ تو میں تھی جو ایک غیر سے اک آدھ ادھورا رشتہ نبھاتی آئی ہوں۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی۔

تمہارے لیئے میں اب غیر سہی۔۔۔پر میرے لیئے میری پوری کائنات تم ہو۔۔۔تمہاری محبت کسی رشتے کی محتاج ہوگی۔۔۔پر میری محبت۔۔میری محبت نام کے رشتوں کی قید سے آزاد ہے۔۔اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بولا۔

کس وقت جانا ہے؟ڈیوو کا ٹائم تو ہوگیا ہے شاید۔۔۔وہ نرمی سے اس سے دور ہوتے ہوئے بولی۔وہ بات کو بدل رہی تھی اب۔

بس ٹائم ہونے والا ہے۔میں جانے ہی والا ہوں۔اس کی نیلی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

آپ بھی نا کمال کرتے ہیں۔وہ کیف کی آنکھوں میں آئی نمی اپنے دوپٹے کے پلوسے صاف کرتے ہوئے بولی۔

میں کیا کروں ماہی میرا دل ہی نہیں کرتا کہ یہاں سے جاؤں۔۔۔مجھے کچھ

ہونے لگتا ہے۔میں دل پر پتھر رکھ کر کراچی جاتا ہوں۔ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اپنا آپ چھوڑ کے جارہا ہوں۔انداز جذباتی تھا۔وہ دونوں ایسے ہی تھے۔۔۔پل میں تولہ۔۔۔پل میں ماشہ۔

مجھ سے اتنی محبت ہے تو جلدی شادی کرلیں نا۔وہ کیف پر شرارتی نظریں ڈالتے ہوئے بولی۔

تم جانتی ہو نا کہ۔۔۔وہ بول ہی رہا تھا کہ ماہم نے بات کاٹ دی۔

ہاں جانتی ہوں۔۔۔سب جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ اس بار آپ یہ 3 ماہ ضائع نہیں کریں گے۔اس نے اپنا دیا وقت یاد دلایا۔

میں پوری کوشش کروں گا ماہی۔آنکھ سے ایک آنسو چھلکا تھا۔

آپ اگر روکر جائیں گے تو وہاں دل لگا کر کیسے پڑھ سکیں گے۔۔اور آپ دل لگا کر پڑھیں گے نہیں تو۔۔اپنے پاؤں پر کیسے کھڑے ہوں گے اور پاؤں پر کھڑے نہیں ہوئے تو ہماری شادی کیسے ہوگی؟؟اس لیئے اب روئیں مت تاکہ جلدی سے ہماری شادی ہوجائے اور پھر آپ کو اپنے یہ قیمتی آنسو نہ بہانہ پڑیں۔یہ سب کہتے وہ ایک لمحے کو بھول گئی کے ان کی تقدیر کا فیصلہ آنے والے 3 ماہ کریں گے۔

کتنی ہی دیر کیف روتا رہا اور ماہی چپ کرواتی رہی۔پچھلے 3 سال میں کیف جب بھی ماہی کے گھر سے وآپس کراچی کے لیئے جاتا تو نجانے کتنی ہی دیر

روتا رہتا اور ماہی اسے تسلیاں دیتی رہتی۔حالانکہ کراچی سے سکھر کا فاصلہ چند گھنٹوں کا ہے اور لوگ تو ملک سے باہر جانے پر بھی اتنا نہیں روتے۔وہ ماہی سے وقتی دوری پر بھی غم زدہ ہو جاتا تھا۔آج بھی وہ تسلیاں لیئے وہاں سے چلا گیا ان دونوں میں بات چیت کا سلسلہ 5 سال پہلے شروع ہوا تھا۔

گرمیوں کی چھٹیوں میں ماموں اظہر کے گھر پر کیف کچھ دن رہنے آیا تھا اور اگلے ہی روز اتفاق سے ماہم بھی آپہنچی۔تب وہ 16 سالہ میٹرک کی اسٹوڈنٹ تھی اور کیف 20 سال کا گریجویٹ تھا۔اس سے پہلے ان دونوں نے کبھی ایک دوسرے کو سلام تک نہ کیا تھا حالانکہ وہ کزنز تھے۔کیف کی نیچر تھی کہ وہ کسی رشتےدار کے گھر نہیں جایا کرتا تھا۔اس لیئے انکا آمنا سامنا بھی دو چار بار ہی ہوا ہوگا۔۔وہ بھی کسی شادی بیاہ کے موقع پر۔ماہم بھی بچپن سے بہت ریزرو رہتی تھی۔وہ بہت کم لوگوں سے بات کرتی تھی۔اس لیئے کبھی اتفاق ہی نہیں ہوا کے وہ کیف سے کوئی بات کرے۔

ماموں اظہر کی فیملی میں انکی بیوی کوثر۔۔۔ دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ایک بیٹا دانش جو اپنی بیوی،بچوں کے ساتھ امریکہ سیٹل تھا۔ایک بیٹا سعد جو کے کیف کا ہم عمر اور دوست تھا اور بیٹی صدف جو کہ ماہم کی ہم عمر اور دوست تھی۔کیف صرف اور صرف سعد کے گھر ہر سال چھٹیوں میں آتا تھا۔صدف اور کیف کی بھی بہت بنتی تھی۔

جب کیف اور ماہم اکٹھے آگئے تو صدف کو کیف کے ساتھ بھی بیٹھنا ہوتا تھا اور ماہم کے ساتھ بھی۔اسی لیئے وہ تینوں اکٹھے ہی بیٹھ جاتے۔سعد بھی ان کو جوائن کرلیتا تھا۔کیف کی باتوں سے اس کی پرسنلٹی سے صدف بہت امپریس تھی۔وہ ہر وقت ماہم کے سامنے کیف بھائی ایسے ہیں کیف بھائی ویسے ہیں کی رٹ لگائے رہتی تھی۔شروع میں ماہم صرف صدف سے ہی بات کرتی تھی۔۔ وہ آئی بھی صدف کے لیئے تھی۔۔۔ پر آہستہ آہستہ وہ کیف اور سعد سے بھی بولنے لگی۔

سعد،کیف،صدف اور ماہم اکٹھے۔۔۔کیف اور ماہم کی خوب بن گئی۔اس کے بعد تو ماہم بھی کیف بھائی، کیف بھائی کرتے نہ تھکتی تھی۔

ایک ہفتہ کیسے کھیلتے کودتے گزرا ان کو پتہ بھی نہ چلا۔جس دن کیف اور ماہم دونوں کو اپنے اپنے گھر واپس جانا تھا اس دن موسم بہت خوشگوار تھا۔آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔۔۔لگتا تھا کہ کسی بھی پل برس پڑیں گے۔

موسم کا مزہ لینے کی خاطر وہ چاروں لان میں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ماہم نے ڈارک بلو کلر کی سادہ شلوار قمیص پہن رکھی تھی جس میں اس کا رنگ بہت نکھرہ نکھرہ لگ رہا تھا۔بالوں کواس نے ہلکی پھلکی چوٹی میں باندھا ہوا تھا۔

ماہم کی چیئر کے ساتھ ہی سرخ گلاب کا پودا تھا۔جس پر بہت سارے گلاب کھلے ہوئے تھے۔۔۔کچھ کلیاں بھی تھیں۔ماہم نے ایک گلاب توڑا اور کھیلنے

لگی۔۔۔پھر یونہی بغیر کچھ سوچے سمجھے پھول کیف کی طرف بڑھا دیا اور بے ساختہ کہہ بیٹھی۔

اس کو سنبھال کے رکھیے گا۔

کیف نے پھول لے کر ناک سے لگایا اور پھر مسکرانے لگا۔تب یک دم ماہم کے ذہن میں آیا کہ پھول دینے کا مطلب کیا ہوتا ہے اور وہ پھیکی سی ہو کر رہ گئی۔اسکے دل میں کیف کے لیئے ایسا ویسا کچھ بھی نہ تھا۔۔۔وہ بس اس کی پرسنلٹی سے امپریس تھی جیسے صدف تھی۔وہ ابھی اپنی اس حرکت پر دل ہی دل میں خود کو کوس ہی رہی تھی کے بادلوں نے برسنا شروع کر دیا۔

ہلکی ہلکی سی بوندیں ان چاروں پر پڑنے لگیں۔سعد تو بھیگنے کے ڈر سے فوراً اندر بھاگا۔اسے بارش کوئی خاص پسند نہ تھی۔کیف،ماہم اور صدف تو بارش کے دیوانے تھے۔وہ بچوں کی طرح اچھلنے کودنے لگے تھے۔

بارش کچھ مزید تیز ہوئی جس پر کیف بولا۔

بادل بھی کنجوسی کر رہے ہیں۔۔۔ذرا دل کھول کے برسیں تو مزہ آئے۔اس کی بات ختم ہی ہوئی تھی کہ ماہم نے لان میں موجود پانی کے پائپ کی ٹوٹی کھول دی۔وہ پائپ اٹھا کر کیف پر فل پریشر سے پانی ڈالنے لگی۔

ارے۔۔۔یہ کیا کر رہی ہو احمق لڑکی۔وہ اپنے بازو اپنے آگے کرتے ہوئے بولا۔

بادل کنجوس ہو سکتے ہیں کیف بھائی۔۔۔مگر میں بہت کھلے دل کی ہوں۔۔وہ شوخ سی اداسے بولی تھی۔

کچھ دیر میں ماہم سے صدف نے پائپ چھین لیا۔اب و ہ تینوں باری باری ایک دوسرے سے پائپ چھین کر ایک دوسرے پر پانی برسانے لگتے۔بارش تو جانے کب کی تھم چکی تھی مگر وہ اپنے ہی کھیل میں لگے رہے۔

اس پل ماہم کا دل چاہ تھا کہ وقت وہیں تھم جائے اور وہ ماموں کے گھر سے کبھی نہ جائے۔وہ بس یوں ہی ہنستی کھیلتی رہے۔۔۔پر اسے جانا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماموں کے گھر سے آنے کے بعد ماہم کی کبھی کوئی ملاقات یا کوئی رابطہ کیف سے نہیں ہوا تھا۔۔۔پر جب بھی وہ صدف سے ملتی ان لمحوں کو یاد کرتی اور کیف کی خوب تعریفیں کرتی۔

ان دونوں کی اس ملاقات کے ٹھیک دو سال بعد ایک دفعہ پھر ماہم گرمیوں کی چھٹیوں میں ماموں اظہر کے گھر چلی گئی۔وہاں کیف پہلے سے ہی رہنے آیا ہوا تھا۔ماہم انٹر کے امتحان دے کر آئی تھی۔کیف نے گریجوایشن کے بعد 2 سال جاب کی تھی۔اب وہ کچھ دن تک کراچی جانے والا تھا تاکہ ماسٹرز کر سکے۔

ماموں کے گھر ماہم پورے دو سال بعد کیف کو دیکھ رہی تھی۔وہ دل ہی دل

میں بہت خوش تھی۔وہ کیف کو بس اپنا اچھا کزن ہی سمجھتی تھی۔اب کی بار جب وہ ملے تو پھر سے ماموں کے گھر میں رونق لگ گئی۔اس بار صرف کیف اور ماہم ہی نہیں آئے تھے بلکہ صفدر ماموں کی فل فیملی اور ندا خالہ اورانکی ایک بیٹی کومل بھی آئے تھے۔صفدر ماموں کی فیملی میں چارلوگ تھے۔ماموں، مامی فاخرہ،ایک بیٹا احسن اور ایک بیٹی امبر۔۔

صدف،سعد،کیف،ماہم،احسن اور امبر ساری رات باتیں کرتے یا کچھ نا کچھ کھیلتے رہتے۔کومل سب سے چھوٹی تھی سو وہ جلدی سو جایا کرتی وہ نہ بھی سوتی تو سب کی کوشش ہوتی کے اسکو بہانے سے بھگا دیا جائے۔ایک تو وہ چھوٹی تھی اوپر سے ذرا ذرا سی بات پر خالہ کو شکایت لگانے پہنچ جاتی۔گھر کے بڑے کیف،سعد،احسن،امبر،صدف،کومل اور ماہم کو بچہ پارٹی بلاتے تھے۔عمر میں بچہ تو کوئی نہیں تھا سوائے کومل کے پر بڑوں کے لیئے تو وہ بچے ہی تھے۔کیف زیادہ تر ماہم کے ساتھ باتیں کرتا تھا اسکے ساتھ کافی فرینک تھا۔کبھی یہ سب واک کرنے جاتے تو کیف ہمیشہ ماہم کے ہم قدم رہتا۔

ایک رات سعد،صدف،کومل،احسن،کیف اورماہم سب لاؤنج میں اکٹھے بیٹھے تھے اور امبر سونے جا چکی تھی۔سب سوچ رہے تھے کے آج رات کیا کھیلا جائے۔

لڈو کھیلتے ہیں ۔۔۔اس سے بیسٹ ان ڈور گیم کوئی ہے ہی نہیں۔صدف اچھل

کر بولی۔

لڈو میں تو بس چار پلیئرز کھیل سکتے ہیں جب کے ہم چھ ہیں۔احسن ناک چڑھا کر بولا تھا۔

ہر چیز نے ترقی کرلی ہے تو ہماری لڈو کیا پیچھے رہ جاتی۔وہ بھی چھ پلیئرز والی آچکی ہے اور گھر میں موجو د بھی ہے۔احسن کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے سعد بولا۔

بس پھر دیر کیسی جاؤ صدف۔۔لڈو لے کر آؤ۔احسن پرجوش ہوکر بولا۔

صدف لڈو لے آئی اور سب نے اپنے کلرز چن لیئے۔اب گیم شروع ہوچکی تھی۔سب نے جم کر چیٹنگ شروع کردی۔کبھی سعد کی مری ہوئی گوٹی اچانک غائب ہوجاتی تو کبھی پتہ نہیں کیسے احسن کی گوٹی گھر والے خانے میں پکنے کے لئے ایک نمبر پر بیٹھی ہوتی تھی اور جو ہماری صدف تھیں انکی گوٹیاں ہمیشہ اسٹاپ پر ہی پائی جاتی تھیں۔۔راستے میں بیٹھی بیٹھی گوٹی کب اسٹاپ چڑھ گئی کچھ پتہ نہ چلتا۔کومل جو سب سے چھوٹی تھی اسکی گوٹیاں تو گھر سے نکلتے ہی شہید ہوجاتیں۔کیف اگر چیٹنگ کر بھی رہا تھا تو اتنی مہارت سے کے کوئی ساری زندگی بھی نہ پکڑ پائے۔ماہم بھی موقع دیکھتے ہی گوٹیاں آگے پیچھے کر دیتی۔سب نے مل کر بیچاری کومل کو ہرا دیا اور ایک گیم میں نہیں مسلسل تین گیمز میں۔کومل منہ بناتی ندا کے پاس بھاگ گئی۔اب سب کی کلاس لگنے والی

تھی ندا سے۔ظاہر ہے بھئی انکی چھوٹی سی بیٹی کو جان بوجھ کر سب بے ایمانی سے ہرا رہے تھے۔اس سے پہلے کے شکایتی کاکی کومل ندا کو لے کر آتی سب اپنے اپنے بستر پر جا کر سوگئے۔

صبح ہوتے ہی کوثر نے حکم جاری کیا کے آج کے بعد کومل کو کوئی تنگ نہیں کرے گا۔غالباً ندا نے ہی کوثر سے شکایت کی ہوگی۔اب سب کو کومل اور بھی زہر لگنے لگی تھی۔سب نے یہ فیصلہ کرلیا کہ اب تو کومل سے سو فٹ دور رہنا ہے اور بھول کر بھی اسے اپنے ساتھ نہیں کھلانا۔

دوپہر کا وقت تھا۔ماہم اور صدف کچن میں گھسی ہوئی تھیں۔ان دونوں نے نیٹ سے ماربل کیک کی ریسپی دیکھی تھی۔۔اور وہ وہی بنانے کی جتن کرنے لگیں۔زندگی میں کیک بنانے کا یہ ان کا پہلا تجربہ تھا۔

کیک نکالنے سے پہلے وہ دونوں بڑی پر جوش تھیں اور کیک نکالنے کا بعد ان کا سارا جوش ہوا ہو چکا تھا۔ایسا کیک نہ کبھی کسی نہ بنایا ہو۔۔نہ کھایا ہو۔کیک پھولا تک نہیں تھا۔۔اور سخت اتنا کہ دیکھنے میں ہی کسی پتھر جیسا تھا۔

اب وہ دونوں کبھی ایک دوسرے کو دیکھتیں تو کبھی شلیف پہ پڑے کیک کو۔

اڑتے اڑتے خبر ملی ہے کہ آج دو عظیم ہستیاں۔۔فیوچر کی ماسٹر شیفز کیک بنا رہیں۔کیف کچن میں آ دھمکا تھا۔

آپ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں۔ماہم ہاتھ باندھتے ہوئے بولی۔

بالکل نہیں۔۔نظر شیلف پہ رکھے کیک پر پڑتی ہے۔۔مذاق تو خود ہی اڑتا جا رہا ہے۔

ماہم نے گھور کے دیکھا۔صدف چپ چاپ وہاں سے کھسک گئی۔۔وہ سمجھ چکی تھی کہ اب بہت کھنچائی ہونے والی ہے۔

ویسے یہ اینٹ نما کیک بنانے کا خیال تمہیں آیا کیسے؟وہ اب شیلف پہ بیٹھ چکا تھا۔

ذرا سنبھل کے۔۔کہیں یہ اینٹ نما کیک سر پر ہی نہ پڑ جائے۔وہ شوخی سے بولی۔

سر پہ مار کے ضائع نہ کرو۔۔میں سوچ رہا ہوں اسے ٹیسٹ کر ہی لوں۔وہ ساتھ پڑی پھلوں کی ٹوکری سے سیب اٹھاتے بولا۔

are you sure?

وہ حیران ہوئی۔

ہاں ہاں نائف اٹھاؤ۔۔اگر اسے کاٹنے میں کامیاب ہوجاؤ تو مجھے چکھا دینا۔اس نے سیب کو ہوا میں اچھالنا اور کیچ کرنا شروع کیا۔

اس احسان کی کوئی ضرورت نہیں۔وہ چڑ کے بولی۔

تمہیں پتہ ہے ماہم۔۔شیکسپیئر کیا کہتا ہے؟وہ سیب کا بڑا سا بائٹ لیتے ہوئے بولا۔

کیا کہتا ہے؟وہ متجسس ہوئی۔

وہ کہتا ہے کہ احمق لڑکیوں پہ کبھی کبھی احسان کردینے چاہیں۔ایک اور بائٹ لیتے ہوئے بولا۔

کیف بھائی۔۔۔آپ اپنی یہ مہربانیاں اپنے پاس ہی رکھیں۔وہ ناراض ہوئی۔

مجھے بھائی مت بلایا کرو یار۔۔بھری جوانی میں تم نے مجھے بھیا بنادیا ہے۔وہ اب بھی سیب کھا رہا تھا۔

کیوں نہ بلاؤں؟تیوڑی چڑھا کے بولی۔

تمہیں پتہ ہے شیکسپیئر کیا کہتا ہے۔۔وہ اب شیلف سے نیچے اترا۔

اب کیا کہہ دیا شیکسپیئر چاچا نے؟

وہ کہتا ہے کہ ہینڈسم لڑکوں کو بھائی نہیں کہنا چاہیے۔۔انکی پرسنلٹی پر فرق پڑتا ہے۔سیب کھانے کے بعد ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولا۔

پر اس نے تو صرف ہینڈسم لڑکوں کی بات کی ہے۔وہ شوخ انداز میں بولی۔

تو کیا میں ہینڈسم نہیں۔۔؟؟وہ اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولا۔

بالکل نہیں۔وہ کچھ قدم پیچھے ہٹی۔وہ مزید آگے کو بڑھا۔وہ بے اختیار پیچھے کو ہوئی۔وہ اس پر گہری نظریں ڈالے مزید قریب ہوا۔وہ نظریں جھکائے پیچھے کو ہوئی اور دیوار پہ جا لگی۔وہ اب بھی اسکے قریب آرہا تھا۔وہ نروس ہونے لگی۔

مجھے تو لگا کہ شاید دور سے ہی تمہاری ناک چھوٹی لگتی ہے۔۔پر یہ تو قریب سے بھی چھوٹی ہے۔وہ اسکی ناک زور سے کھینچتے ہوئے بولا۔

ماہم کے سمجھنے اور سنبھلنے سے پہلے ہی وہ ہنس کر وہاں سے چلا گیا۔

وہ اپنے سر پہ ہلکا سا تھپڑ لگاتے ہوئے مسکرا دی۔رات کو جب بچہ پارٹی اکٹھے بیٹھی مووی دیکھ رہی تھی تب احسن بھاگا گیا۔۔اور لڈو اٹھا لایا۔۔وہ مووی سے بے حد بور ہو رہا تھا۔

چلو چلو اٹھو سب۔۔۔لڈو کھیلتے ہیں بہت دیکھ لی مووی۔۔احسن ایل۔ای۔ڈی بند کرتے ہوئے بولا۔

ارے نہیں آج کچھ اور کھیلتے ہیں۔صدف بولی۔

پھر بتاؤ کیا کھیلیں۔۔؟احسن بولا۔

کرکٹ کھیلتے ہیں۔صدف اچھل کر بولی۔اس کے دماغ میں جب بھی کوئی آئیڈیا آتا تھا وہ یونہی اچھل جاتی تھی۔

لگتا ہے تمہارا دماغ چل گیا ہے۔۔ہم چھ،سات لوگ کرکٹ کیسے کھیلیں گے؟

اوہ اچھا تو تم بیٹ بال کی بات کررہی ہو ہاہاہا یہ لڑکیاں گھر میں بچوں والی بیٹ،بال کھیل کر سمجھتی ہیں ہم نے کرکٹ کھیل لی ہاہاہاہا۔کرکٹ ورکٹ ان کے بس کی بات ہی نہیں ہے۔سعد نے چڑاتے ہوئے کہا۔

خبردار بھیا۔۔۔جو اب آپ نے لڑکیوں کو انڈرایسٹیمیٹ کیا۔۔۔ہم کسی سے کم نہیں۔صدف نے صوفے کا کشن سعد کو مارتے ہوئے کہا۔

اچھا جی۔۔تو ابھی پتہ لگ جائے گا کہ کون کس سے کم ہے اور کون کس سے زیادہ۔۔چلو سب پیسو،پنجو کھیلتے ہیں۔اب کی بار کیف بولا تھا۔

نہیں،نہیں مار کٹائی والی گیم نہیں۔۔امبر گھبرا کے بولی۔

تو یہ لڑکیاں ہم سے ڈر گئیں۔احسن لڑکیوں کو چڑانے والے انداز میں بولا۔

جی نہیں۔۔۔ہم ضرور کھیلیں گے۔۔۔امبر تو تم سب پر ترس کھا کر بول رہی تھی۔وہ نہیں چاہتی کہ تم سب لڑکوں کے ہاتھوں کا قیمہ بن جائے۔ماہم بڑے مغرور انداز میں بولی۔امبر نے جب دیکھا کے یہ سب پیسو پنجو کھیل کر ہی چھوڑیں گے تو اس نے سونے کا بہانہ کیا اور وہاں سے کھسک گئی۔کومل بیچاری کو تو ویسے بھی زبردستی پہلے ہی سلا دیا گیا تھا۔

کس کا قیمہ بنتا ہے۔۔۔اور کس کا نہیں یہ تو ابھی پتہ چل جائے گا میں تو ڈولی ہوں بھئی۔۔کیف بولا۔

اور میں یسو۔۔۔ صدف بولی۔

میں پنجو۔۔۔ماہم فٹ سے بولی وہ ہمیشہ پنجو ہی لیتی تھی۔

میں ہار۔احسن بولا۔

اب کبوتر ہی بچا ہے تو پھر میں کبوتر۔سعد بولا۔

سب صوفوں سے اٹھ کے نیچے قالین پر بیٹھ گئے۔۔سب نے ایک جگہ ہاتھ اکٹھے کیئے اور ہوا میں اڑا دیئے اورپھر اپنی انگلیاں قالین پر رکھ دیں۔کسی نے دو انگلیاں رکھیں تو کسی نے تین پھر صدف سب کی انگلیاں گننے لگی یسو،پنجو، ہار،کبوتر،ڈولی۔اس طرح گنتے،گنتے سعد پگ گیا۔۔پھر ماہم۔۔پھر کیف اور صدف بھی۔بچ گیا احسن جو سب کے آگے باری باری ہاتھ کرتا رہا۔سب نے جم کے دھلائی کی بچارے کے تو ہاتھ ہی لال ہوگئے تھے۔

اب اگلی باری کیف ہارا جس پر سب نے اسکی دھلائی کی سوائے صدف کے۔وہ کیف کی اتنی بڑی فین تھی وہ بھلا کیف کو کیسے مار سکتی تھی۔اس نے معاف کردیا پر اگلی بار جب صدف ہار گئی تو کیف نے اسے معاف نہیں کیا۔۔یہ اور بات ہے کہ اسکے ہاتھ پر ایسے تھپڑ لگائے جیسے پھول مار رہا ہو۔

پھر سے سب نے ہوا میں ہاتھ اڑا کر قالین پر ڈالے اور اس بار ہاری ہماری ماہم۔وہ باری باری سب کے آگے ہاتھ کرتی رہی اور آخر میں اس نے ہاتھ کیئے کیف کے آگے۔۔وہ پتہ نہیں کس امید میں تھی کے کیف اسکو چھوڑدے

گا۔۔لیکن کیف نے ایک زوردار تھپڑ اسکے ہاتھ پر دے مارا۔اتنی زور سے کیف نے شاید اب تک کسی کو نہیں مارا تھا۔ماہم کا ہاتھ لال ہو چکا تھا۔اسکی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔اسکی امید ٹوٹی تھی۔یہ امیدیں ہی تو ہیں جو ٹوٹنے پہ انسان کو بھی توڑ دیتی ہیں۔

کیف یہ دیکھ کر شرمندہ سا ہوگیا۔

بس ماہم ایک کافی ہے باقی معاف کیا۔آواز میں احساسِ ندامت تھا۔

نہیں۔۔اس احسان کی ضرورت نہیں۔آپ اپنی باری تب تک پوری کریں۔۔ جب تک میں خود ہاتھ پیچھے کرنے میں کامیاب نہیں ہو جاتی۔۔وہ اپنی آنکھوں میں آئی نمی قابو میں کرتے ہوئے بولی۔

اسے ڈر تھا کے کہیں کوئی اشک بہہ ہی نہ نکلے۔کیف جانتا تھا۔۔وہ ضدی ہے۔ اس طرح معافی نہیں لے گی۔اس نے پھر سے تھپڑ لگایا۔۔مگر اس بار آہستہ سے اسکے بعد پھر سے لگانے لگا کہ وہ اپنا ہاتھ کھینچنے میں کامیاب ہوگئی۔

چلو بس بہت ہوگئی یسو،پنجو۔سعد بولا تھا وہ خوش تھا کے اب تک اس کی باری نہیں آئی اس لیئے اس نے گیم ختم کرنے کا بولا کہ کہیں اسکی باری نہ آ جائے۔سب نے بھی ہاں میں سر ہلا دیا۔۔کوئی نہیں چاہتا تھا کے دوبارہ اس کو مار کھانی پڑ جائے۔سب واپس سے صوفوں پر جاکر بیٹھ گئے لیکن ماہم اوپر چھت کی طرف بھاگی۔

وہ فرش پر اپنے گھٹنوں میں سر دیئے آنسو بہا رہی تھی۔اس نے بے بی پنک کلر کا کرتا پہن رکھا تھا۔بال ہلکی چوٹی میں گوندھ رکھے تھے۔اسے اس طرح زمین پر بیٹھنا بہت اچھا لگتا تھا۔۔وہ اپنے گھر میں بھی ہمیشہ چھت پر جایا کرتی تھی۔۔ اور فرش پر گھنٹوں بیٹھی رہا کرتی تھی۔

آج اس کو خود بھی نہیں پتہ تھا کے وہ کیوں آنسو بہارہی ہے۔

کچھ دیر بعد اسے آہٹ سنائی دی جیسے کوئی چپ کے سے اسکے پاس آبیٹھا ہو۔ وہ سمجھ چکی تھی کے کون آیا ہے۔اس نے اپنا سر اپنے گھٹنے سے اٹھایا۔۔اپنے آنسو صا ف کیئے اور سامنے بیٹھے کیف کو دیکھا۔۔جو اس پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔اس کی نظروں میں کچھ تھا کے وہ جھجھک سی گئی۔

آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟وہ شوں شوں کرتے بولی۔۔وہ جب بھی آنسو بہاتی تھی۔۔اسکی ناک آنسوؤں سے زیادہ بہنے لگتی۔

تمہارے لیئے آیا ہوں۔وہ نظریں اور گہری کر کے بولا تھا۔

اس احسان کی کوئی ضرورت نہیں۔وہ منہ پھیر کے بولی تھی۔

کیف نے اپنی انگلی اس کی تھوڑی کے نیچے رکھی۔۔اور اسکے چہرے کا رخ اپنی جانب کر کے بولا۔

کس بات کی ضرورت ہے۔۔وہی بتا دو۔۔۔

وہ خاموش رہی۔وہ پھر خود ہی بولا۔

میرا خیال ہے تمہیں گرما گرم چائے کی ضرورت ہے۔۔نیچے صدف سب کے لیئے چائے بنانے لگی ہے۔۔تم بھی چلو اکٹھے چل کے پیتے ہیں۔

نو تھینکس۔اس نے پھر سے اپنا چہرہ پھیر لیا۔

کیف کو وہ اس لمحے بڑی کیوٹ لگی۔۔اس نے ماہم کی ناک کھینچی۔وہ جھنجھلا سی گئی۔۔پھر ذرا غصے سے بولی۔

آپ جائیں یہاں سے۔

اگر نہ جاؤں تو؟وہ مسکرا کر بولا تھا۔۔ماہم کا یوں روٹھ جانا اسے اچھا لگ رہا تھا۔

تو میں چلی جاتی ہوں۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔کیف نے فوراً اسکا ہاتھ پکڑ کر پھر سے اسے نیچے بٹھا دیا۔

معاف کر دو ماہم۔۔وہ اب بھی شرمندہ تھا۔

کس بات کے لیئے۔۔وہ اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی۔

میں نے تمہیں زور سے مارا اس لیئے۔وہ بولا۔

یہی تو گیم تھی اس میں معافی کیسی۔وہ جانتی تھی یہ گیم ہے پھر بھی جانے کیوں اسکو کیف سے چوٹ کھانا بہت برا لگا تھا۔اس نے تو خوامخواہ میں کیف سے امید لگائی تھی کہ وہ اسے کبھی تکلیف نہیں دے سکتا کسی نے سہی کہا اس فانی دنیا میں کسی انسان کو کسی انسان سے امید نہیں لگانی چاہیئے۔۔

چلو واک کرنے چلتے ہیں۔کیف نے اس بات کو ختم کرنا چاہا اس لیئے واک کی آفر کردی۔۔وہ جانتا تھا کہ باہر گھومنے کے نام پر ماہم چھلانگ لگا کر کھڑی ہو جائے گی۔۔اور ہوا بھی ایسا۔۔کدھر گیا رونا اور کدھر گیا دھونا۔شوں شوں کرتی ماہم فٹ سے کھڑی ہوگئی کیف اسکی اس حرکت پر مسکرانے لگا۔

وہ دونوں چھت سے اتر کر لاؤنج میں آگئے جہاں سب چائے پی رہے تھے۔۔ میز پر دو کپ چائے رکھی تھی جو یقیناً ان دونوں کی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیف بھائی آپ تو ماہم کو بلانے گئے تھے۔۔۔پر خود بھی وہاں ہی بیٹھ گئے۔ صدف ان کے آتے ہی بولی۔

اور نہیں تو کیا اتنی دیر میں تو صدف نے چائے بنا بھی لی اور ہمیں دے بھی دی۔۔ہاں بس تھوڑی کچی رہ گئی ہے۔۔یہ الگ بات ہے۔احسن شرارتی انداز میں بولا۔وہ ہمیشہ ہی صدف کی ٹانگ کھینچنے میں لگا ہوتا تھا۔اس سے پہلے کے صدف کوئی جواب دیتی کیف بولا۔

میں اور ماہم واک کرنے جارہے ہیں۔۔تم لوگ گیٹ لاک نہ کرنا ہم بس کچھ

دیر میں آئے۔

یہ آدھ کچی،پکی چائے تو پیتے جاؤ۔احسن پھر سے صدف کو چڑانے کے لیئے بولا تھا۔صدف نے کشن اٹھا کراحسن کے منہ کا نشانہ بناتے ہوئے اس پر دے مارا۔۔کیا کمال کا نشانہ باندھا گیا تھا۔احسن برق رفتاری سے سائیڈ پر ہو گیا اور کشن اس کے پاس سے ہوتے ہوئے نیچے جا گرا۔اب احسن کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

تم لوگ اپنی یہ ہوائی جنگ جاری رکھو۔۔ہم بس ابھی آئے۔کیف نے کہا اور سب ہنسنے لگے۔

کیف اور ماہم کے جانے کے بعد احسن نے عجیب لہجے میں کہا۔

لگتا ہے کوئی کھچڑی پک رہی ہے۔

کیسی کھچڑی۔۔؟؟صدف ابرو چڑھائے بولی۔

میرا خیال ہے کے انکا چکر چل رہا ہے۔احسن اپنی ہلکی بڑھی ہوئی شیو پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

توبہ احسن ۔۔چپ رہو۔۔۔صدف بولی۔

اب تم سب خود ہی سوچو۔۔وہ دونوں اکیلے ہی چلے گئے۔۔ہمیں بھی تو لے کر جاسکتے تھے نا۔احسن دلیل دیتے ہوئے بولا۔

اگر وہ ہمیں لے بھی جاتے۔۔۔ تب بھی تو وہ آپس میں ہی لگے رہتے۔۔ ہمیں کہاں لفٹ کرواتے۔امبر بولی جو لڈو کے وقت تو سونے کا بہانہ کرکے بھاگ گئی تھی پر گیم ختم ہوتے ہی چائے پینے آ گئی۔

خیر اب ایسا بھی نہیں ہے امبر۔۔۔ہاں ٹھیک ہے کہ انکی تھوڑی زیادہ بنتی ہے مگر اس میں حرج ہی کیا ہے ؟سعد کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔

نہیں بھائی۔۔شاید ایسا ہی ہو۔۔آپکو یاد ہے لاسٹ ٹائم کیف بھائی سب کے لیئے چاکلیٹس لائے تھے۔۔تب انہوں نے سب کو ایک چاکلیٹ دی لیکن ماہم کو دو دیں۔صدف سر کھجاتے ہوئے بول رہی تھی جیسے ابھی وہ اور بھی باتیں یاد کر کے بتائے گی اور آج ثابت کر ہی دے گی کے کچھ گڑ بڑ ہے۔

اور کل جب ہم سب کولڈ ڈرنک پی رہے تھے تو کیف نے اپنی کولڈ ڈرنک پینے کے بعد ماہم کے ہاتھ سے اس کی جھوٹی کولڈ ڈرنک لے کر پی۔احسن پھر سے شیو میں ہاتھ پھیرتے بولا تھا۔

واٹ ربش۔۔اتنی فضول باتوں کی وجہ سے تم سب نے انکے ایک اچھے تعلق کو چکر بنا کر رکھ دیا۔۔اتنی احمقانہ باتوں کی تم سب سے امید نہیں تھی۔۔۔ اب اس بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا۔سعد قدرے سنجیدہ ہو کر بولا۔

پھر سب نے کیف اور ماہم کا ٹاپک چھوڑا۔۔اور یہاں وہاں کی باتیں کرنے لگے۔

ماہم اور کیف گھر کے ساتھ والی سڑک پر ہی واک کررہے تھے۔ہوا کے ہلکے جھونکے ماہم کو بہت اچھے لگ رہے تھے۔رات کافی ہو چکی تھی اس لیئے سڑک بالکل سنسان تھی۔ماہم کو ایسی سنسان سڑکیں بہت پسند تھیں۔۔۔ اس کا دل کرتا تھا کے وہ راتوں کوکہیں نکل جایا کرے اور سنسان سڑکوں پر بھٹکتی رہا کرے۔اسکو چاند،تارے،بادل،ہوا،آسمان،فرش،بارش،سب پسند تھا اور بے حد پسند تھا۔۔وہ ہر چھوٹی چیز پر بھی خوش ہو جایا کرتی تھی۔۔۔وہ گھنٹوں اکیلے ان چاند تاروں کے ساتھ بیٹھ سکتی تھی۔سنسان سڑک پر واک کرکے وہ بہت سکون محسوس کر رہی تھی۔

جب تک میں یہاں ہوں نا۔۔آپ مجھے روز باہر لانا۔۔وہ بہت چہک کر بولی تھی۔کیف جواب میں مسکرادیا۔

ہم نا ایسا کریں گے فیوچر میں اپنے گھر ساتھ ساتھ ہی بنائیں گے۔۔ایک دیوار کے فاصلے سے۔آپ میرے خاوند سے دوستی کر لینا میں آپکی بیوی سے۔۔۔پھر ہم چاروں خوب گھومیں گے،بہت فن کریں گے،بہت کھیلیں گے،ٹھیک ہے نا پر اگر آپکی بیوی بور قسم کی ہوئی تو؟یا وہ نک چڑھی ہوئی تو؟وہ اس سنسان سڑک پر بہت چہک رہی تھی خود سے ہی پتہ نہیں کیا کیا سوچ،بولے جا رہی تھی۔

اس سے کیا فرق پڑتا ہے ماہم۔۔ویسے مجھے بھی لگ ہی رہا ہے کہ میری وائف

شاید نک چڑھی ہی ہو۔کیف نے مسکراتے ہوئے ماہم کو دیکھا۔

نہیں نا۔۔اگر وہ بور ٹائپ کی ہوئی۔۔تو وہ خود بھی بور ہوگی۔۔۔ہمیں بھی بور کرے گی۔۔ماہم سنجیدہ ہو کر بولی۔وہ سچ میں پریشان ہو رہی تھی کہ کیف کی بیوی بور نکلی تو؟

تو پھر کیا کر سکتے ہیں ماہم؟۔کیف بھی اب سنجیدہ ہو کر بولا۔

تو پھر یہ کرسکتے ہیں کہ میں نے آپکے لیئے لڑکی پسند کی ہے۔۔اگر آپ اس سے شادی کرلیں تو پھر مسئلہ ہی کوئی نہیں۔وہ پھر سے چہک اٹھی تھی۔

کون لڑکی؟ اسے شاک سا لگا۔

پہلے آپ بتائیں۔۔آپ میری پسند کی لڑکی سے شادی کریں گے نا؟وہ معصومیت سے بولی تھی۔

ہاں کرلوں گا۔۔اگر مجھے بھی پسند آئی تو۔'کیف نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

پسند نہیں۔۔بہت پسند آئے گی۔۔وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔۔آپ بہت خوش رہیں گے اسکے ساتھ۔۔اور یقین مانیں آپ دونوں کا کپل بھی بہت کیوٹ لگے گا۔ہر کوئی بولے گا واہ کیا چاند،سورج کی جوڑی ہے۔۔وہ ایسے بول رہی تھی جیسے کسی بچے کو آئسکریم کی لالچ دے رہی ہو۔

اچھا جی۔۔کون ہے وہ بھلا؟کیف متجسس ہوا۔

امبر۔۔۔وہ بڑے اعتماد سے بولی۔اسے تو لگا تھا کیف یہ نام سن کر جھوم اٹھے گا لیکن کیف کو پھر سے شاک لگا۔

واٹ؟؟میں نے امبر کو کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا۔وہ بہت سنجیدگی سے بولا تھا جیسے اسے اس بارے میں بات ہی نہیں کرنی۔

تو اب دیکھ لیں نا۔وہ اعتماد سے بولی۔۔اسے لگ رہا تھا کے کیف بس یونہی بھاؤ کھارہا ہے۔

اگر میں دیکھ بھی لوں تب بھی یہ نا ممکن ہے۔تم جانتی بھی ہو کہ امی کی مامی فاخرہ سے بالکل نہیں بنتی۔۔وہ ہر گز اس رشتے کے لیئے نہیں مانیں گی۔کیف کا موڈ اب خراب ہورہا تھا۔

(حال دیکھو انکا۔۔یہ تک سوچا ہوا ہے۔۔کہ کون مانے گا،کون نہیں۔۔اور میرے سامنے بس نخرے کررہے ہیں،چلو اٹھا لیتے ہیں نخرے بھی)اس نے دل میں سوچا تھا۔

آپ منائیں گے تو خالہ مان جائیں گی آپ کوشش تو کریں۔۔انداز معصومانہ تھا۔

امبر ہی کیوں؟؟؟وہ تیوڑی چڑھا کر بولا۔

وہ اس لیئے کیونکہ کوئی اور آپکی بیوی بنی تو مجھے اس سے دوستی کرنی پڑے گی اور وہ مجھے لفٹ کروائے نا کروائے۔جبکہ امبر کے ساتھ میری ان کچھ دنوں

میں کافی بن چکی ہے۔وہ بولی پر دل میں سوچنے لگی(وہ اتنی خوبصورت ہے۔۔ آپ بھی اتنے پیارے ہیں۔۔آپ دونوں ہی نیلی آنکھوں والے۔۔آپ دونوں ساتھ میں کتنے اچھے لگیں گے۔۔آپ دونوں کو دیکھ کر لگتا ہے آپ بنے ہی ایک دوسرے کے لئے ہیں)

گھر چلیں اب؟کیف نے بات کو بدلنے کے لیئے کہا۔

جی چلیں نا۔۔اس سے پہلے کے امبر سو جائے۔اف معصومیت،وہ سمجھی کیف کو گھر امبر کی وجہ سے یاد آگیا ہے۔۔کیف نے اس بات کو ایسے اگنور کیا جیسے سنا ہی نہیں۔۔۔

کیف مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے۔۔سعد سنجیدگی سے بولا۔۔پوچھو؟؟وہ موبائل پر نظریں ٹکائے ہی بولا۔۔۔پہلے تم وعدہ کرو کہ میری بات کا برا نہیں مانو گے اور مجھ سے کچھ چھپاؤ گے نہیں۔۔۔سعد بولا۔

وہ اپنے موبائل فون پر کار ریسنگ گیم کھیل رہا تھا سعد کے انداز نے اسے بتادیا کہ وہ کوئی خاص بات کرنے آیا ہے اس نے گیم بند کی اور سعد کی طرف متوجہ ہوکر بولا۔۔تم جانتے ہو میں تم سے سچ ہی کہتا ہوں۔۔

ہمم کیا تم اور ماہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو؟سعد نے اس پر بمب پھوڑا اس سوال کی امید تو وہ خواب میں بھی نہیں کرسکتا تھا۔۔اگر تم دونوں کے

درمیان ایسا کچھ نہیں تو اپنی ایک دوسرے سے فرینکس کم کردو کیونکہ سب لوگ تم دونوں پر شک کررہے ہیں۔سب کو لگتا ہے کے تم دونوں کا چکر ہے تم دونوں خوامخواہ میں بدنام ہورہے ہو اور اگر واقعی تم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو تو اپنے قدم پیچھے کرلو۔۔تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہارے گھر والے کبھی ماہم کو نہیں اپنائیں گے۔تم ماضی میں ہونے والے حالات سے واقف ہو۔تم نے ماہم کے بارے میں سوچا بھی تو تمہارے گھر میں فساد پڑ جائے گا۔۔وہ ایک سانس میں سب بول گیا۔۔ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں ہے ہم بس اچھے کزنز ہیں اور کچھ نہیں میں جانتا ہوں کہ مجھے اس راستے پر نہیں چلنا مجھے دکھ ہے کہ کوئی کیوں غلط سوچ رہا ہے ہمارے بارے میں؟اتنی چھوٹی سوچ کیوں ہے سب کی۔۔اس کا لہجہ افسردہ تھا۔

کل رات تم دونوں کا اکیلے جانا اور اوور آل ایک دوسرے کو زیادہ وقت اور امپورٹنس دینا سب کو شک کرنے پر مجبور کررہا ہے۔آج صبح بھی احسن تم دونوں کے بارے میں پھوپھو ندا کو فضول باتیں کررہا تھا تم تو پھوپھو ندا کو جانتے ہی ہو پورے خاندان میں مرچ مسالہ لگا کر پھیلائیں گی اور ایک بار بھی یہ نہیں سوچیں گی کہ وہ جس کے بارے میں بات کررہی ہیں وہ ان کے اپنے بھانجا،بھانجی ہیں۔۔سعد کے لہجے میں واضح پریشانی تھی۔۔۔شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو سعد لوگوں کی سوچ کا ہمارے پاس علاج تو ہے نہیں اس لیئے ہمیں خود ہی محتاط رہنا چاہیے۔۔کیف پوری طرح بات کو سمجھ چکا تھا وہ نہیں چاہتا

تھا کے ماہم پر کوئی اس کی وجہ سے انگلی اٹھائے۔۔

رات کے وقت صدف کے کمرے میں بچہ پارٹی کی گرلز بیٹھیں فیشن کے موضوع پہ بات کر رہیں تھیں کہ بیٹھے بیٹھے صدف کو تجربہ کرنے کی سوجھی وہ میک اپ میں کافی ایکسپرٹ تھی اور اس کے ہاتھ میں صفائی بھی تھی۔بس پھر کیا تھا برائیڈل میک اپ کا ایک ٹیو ٹوریل چلا کر اس نے امبر کا برائیڈل میک اپ کر ڈالا۔اپنے جیولری باکس میں سے سب سے ہیوی جیولری نکال کر اسے پہنادی لال دوپٹہ بھی اسکے سر پر ڈال دیا امبر واقعی حسین لگ رہی تھی فوراً ہی ماہم نے کیف کو ٹیکسٹ کیا۔

آپکی دلہن تیار ہے جلدی سے صدف کے کمرے میں آجائیں۔۔وہ میسج پڑھ کے کیف کو الجھن سی ہوئی وہ اب واضح طور پر ماہم کو سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ اسکے اور امبر کے بارے میں خیالی پلاؤ پکانا بند کرے اس نے جواب میں لکھا۔

چھت پر آؤ کچھ بات کرنی ہے۔۔ماہم ٹیکسٹ پڑھ کر سمجھ گئی کہ امبر کے بارے میں بات کرنی ہے وہ فوراً سے چھت کی طرف بھاگی۔ہلکی ہلکی مدہوش کردینے والی ہوا چل رہی تھی آسمان پر چودھویں کا چاند بے حد خوبصورت لگ رہا تھا یوں لگ رہا تھا جیسے آس پاس کی ہر شے چاندنی میں نہا گئی ہو ستاروں سے بھرا آسمان ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی شفاف سے کپڑے پر کسی نے کہکشاں

بکھیر دی ہو۔

وہ اسی حسین منظر سے لطف اندوز ہوتی کیف کا انتظار کرنے لگی۔

اس نے فروزی کرتا اور جینز پہن رکھی تھی بال ہمیشہ کی طرح ہلکی چوٹی میں گوندھ رکھے تھے چہرے کے آس پاس کچھ آوارہ لٹیں ہوا سے لہرانے لگتیں وہ چاند کو دیکھتے دیکھتے چہل قدمی کرنے لگی انتظار کرتے کرتے تھک کر وہ فرش پر ہی بیٹھ گئی اور اپنے سیل فون میں نصرت فتح علی کی غزلیں پلے کردیں۔

کیف جلد ہی چھت پر آگیا سیل فون پہ استاد نصرت کا گانا آفریں آفریں چل رہا تھا کیف اسکے پاس ہی بیٹھ گیا اپنی نیلی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔ماہم نے اس سے بات کرنے کے لیئے غزل بند کردی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلنے دو سن کے دل کو سرور سا ملتا ہے۔۔اس نے غزل دوبارہ پلے کردی۔

کتنا پیارا لگ رہا ہے چاند اور کتنے حسین لگ رہے ہیں یہ تارے دل تو چاہ رہا ہے میں انہی کی دنیا میں جا پہنچوں انہی میں کھوجاؤں انہی میں بس جاؤں۔۔وہ آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

(اور میرا دل چاہ رہا ہے کہ تمہارے دل کی دنیا میں جا پہنچوں تم ہی میں کھوجاؤں تم ہی میں بس جاؤں)وہ بس سوچ کر ہی رہ گیا۔۔اسکا دل چاہا کہ وہ ماہم کا ہاتھ تھام لے ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے۔اسکے دل نے کہا کہ کاش یہ وقت یہیں رک جائے یہ پل یہیں تھم جائیں۔ماہم آسمان میں کھوئی ہوئی تھی اور وہ

اس میں ڈوبنے لگا تھا۔

کیسی لگ رہی تھی امبر؟آپ تو دیکھتے ہی لٹو ہوگئے ہوں گے ہے نا۔۔وہ آسمان کے سحر سے نکل کر اب اس پہ نظریں ڈالے شریر سے انداز میں بولی کیف پر چڑھا سرور ہوا ہوگیا۔۔تمہیں واقعی ہی بتاؤں کہ کیسی لگ رہی تھی؟؟اسے کچھ سوجھا تھا۔

بتائیں نا جلدی پوچھ تو رہی ہوں۔۔وہ متجسس ہوئی۔

وہ مجھے اس دنیا کی سب سے حسین دلہن لگی جنت سے اتری کسی حور کی طرح لگی معصومیت بھی جس کے آگے پھیکی پڑجائے وہ مجھے ایسی معصوم لگی وہ مجھے پھولوں میں سے سب سے حسین کنول کے جیسی لگی تاروں میں سب سے روشن زہرہ کے جیسی لگی ہیروں میں سب سے قیمتی کوہ نور کے جیسی لگی وہ مجھے۔۔۔۔

بس بس بس سمجھ گئی میں کہ کیسی لگی۔۔وہ بات کاٹ کر بولی تھی اسے کچھ برا سا لگا تھا کچھ جلن ٹائپ سی ہوئی تھی جس سے وہ خود بھی انجان ہی تھی کیف کو اسکا یہ چہرہ دیکھ کر بڑا مزہ آرہا تھا وہ ابھی مزید مزے لینے کے لیئے بولا۔۔ ابھی نہیں سمجھی تم تھوڑا اور سمجھانے دو وہ مجھے۔۔۔

میں نے کہا نا سمجھ گئی ہوں تو مطلب سمجھ گئی ہوں۔۔انداز میں کچھ چڑچڑا پن تھا۔

چلو سمجھ ہی گئی ہو تو اچھی بات ہے لیکن مزے کی بات تو یہ ہے کہ اسکی ناک بھی چھوٹی نہیں ہے۔۔وہ اب چڑا رہا تھا۔

جنگی جہاز جیسی تو ناک ہے اسکی۔۔اس نے جل کر کہا تھا اسے کیوں جلن ہو رہی ہے یہ وہ خود بھی سمجھ نہیں پارہی تھی۔اسکے اس انداز سے کیف خوب لطف اندوز ہورہا تھا اسے ماہم کا یوں جل بھن جانا بڑا ہی کیوٹ لگ رہا تھا۔

کچھ لوگوں کی ناک نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اس لیے انہیں کیوٹ سی ناک بھی جنگی جہاز لگتی ہے تمہیں ابھی صحیح سے اس کی خوبصورتی کا اندازہ نہیں ہوا میں بتاتا ہوں تمہیں۔۔۔وہ آیا تو ماہم کو سمجھانے کے لیے تھا کہ وہ امبر کے نام سے اسے ستانا چھوڑدے پر یہاں آنے کے بعد وہ اسی کو امبر کے نام سے ستانے لگا تھا۔

اب جو بتانا ہے اپنی امی کو بتایئے گا تاکہ وہ اسکا ہاتھ مانگنے کے لیئے راضی ہوجائیں۔۔وہ اٹھ کر جاتے ہوئے بولی۔

وہ جاچکی تھی اور کیف وہیں مسکراتا رہا۔۔

تم دونوں پھر سے چھت پر اکیلے تھے کیا؟سعد نے کیف کو اکیلا دیکھ کر بات چلائی۔۔ہاں تو؟؟؟انداز لاپرواہ تھا۔

تمہاری ذاتی زندگی میں دخل دے رہا ہوں اسکے لیے معذرت لیکن باحیثیت

دوست تمہیں ہر بات سے آگاہ کرنا اور سمجھانا میرا فرض ہے میں پہلے بھی تمہیں بتا چکا ہوں کہ سب تم لوگوں کے بارے میں جانے کیا کیا سوچ رہے ہیں آج پھر سب کل رات تم دونوں کے اکیلے چھت پر رہنے کو بڑھا چڑھا کے ایک دوسرے سے ڈسکس کررہے تھے۔۔

میں اسے اگنور کرنے کی کوشش میں ہی تھا اس سے ملنے کے پیچھے مقصد بھی کچھ اور تھا مگر جانے دو۔۔انجانے میں ہی سہی مجھ سے غلطی ہوئی ہے پر میں آئندہ محتاط رہونگا۔۔۔وہ اب پریشان ہوچکا تھا۔

سعد نے اسکا کندھا تھپتھپایا اور چلا گیا۔کیف اپنا ماتھا مسلنے لگا اسے ماہم سے بات کرنا ہی ہوگی جب تک وہ خود اسے اگنور نہیں کرنے لگے گی تب تک جانے انجانے میں وہ سب کی نظر میں آتے رہیں گے۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

وہ صدف کے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے آگے اپنے کالے لمبے بال سلجھارہی تھی۔اس نے جامنی کلر کا شلوار سوٹ پہنا تھا جو اس پہ بہت جچ رہا تھا۔

دروازے پر کیف نے آکر کھنکارا۔

ارے آپ۔۔وہ دروازے کے قریب جاکر بولی۔۔کچھ ضروری بات کرنی ہے تم سے۔۔وہ اپنا ماتھا اپنی شہادت کی انگلی سے کھجاتے ہوئے بولا۔۔۔کہیں نا۔۔

ماہم آج سے ہم لوگ کم بات کیا کریں گے بلکہ نہ ہی کریں تو اچھا ہے تم

مجھے غلط مت سمجھنا تم میری بیسٹ کزن ہو پر اب ہم ایک دوسرے سے دور رہا کریں گے۔۔

واہ ابھی تو دلہن ملی نہیں کے کزنز بھول گئیں؟میں نے تو امبر اس لیئے دکھائی تھی کہ کوئی اور آپ کو مجھ سے دور نہ کردے۔۔ماہم نے روٹھے لہجے میں کہا۔وہ یہاں اسے سمجھانے آیا تھا پر وہ اپنی ہی سوچی جارہی تھی۔

اب یہ امبر کہاں سے آگئی۔۔حد ہوتی ہے ماہم کبھی تو بات کو سمجھا کرو میں تم سے ہماری بات کررہا ہوں تمہاری اور میری بات کررہا ہوں کہ ہماری فرینکنس کا سب غلط مطلب نکال رہے ہیں۔سب کو لگتا ہے کہ ہمارا چکر چل رہا ہے اس لیئے میں تمہیں سمجھانے آیا ہوں کہ اب ہم ایک دوسرے کو اگنور کریں گے خاص پر تب جب سب بیٹھے ہوں میں جانتا ہوں تمہیں میرے منہ سے یہ سن کر بہت عجیب لگ رہا ہے پر یہی سچ ہے۔۔

یہ کیسے ممکن ہے میں تو آپکی عزت کرتی ہوں سب جانتے ہیں ایسا کچھ نہیں پھر کیوں؟اسے شاک لگا۔

ماہم لوگ ویلے ہیں اور ہمارے ہاں تو رواج ہی یہی ہے دوسروں کی زندگی میں دخل دینا اور دوسروں پر باتیں کرنا۔میں نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی فضول بات کرے اور تم تو خاص طور پر ڈرو کیونکہ تم پہلے ہی اپنے ماضی کی وجہ سے بدنام ہو۔۔۔وہ بول تو بیٹھا لیکن اسے فوراً احساس ہوگیا کہ وہ غلط بول بیٹھا

ہے۔

ماہم پہ بجلی گرچکی تھی وہ شکستہ حال سی بولی۔۔جو ہوا اس میں میرا کیا قصور تھا؟کیف کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ کمرے سے چلی گئی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ماہم صدف کے کمرے میں آنسو بہا رہی تھی۔کیف دونوں ماموں کے ساتھ سیاست پر تبصرہ کر رہا تھا۔

ہواؤں کا رخ بدلا بدلا سا ہے۔احسن بولا تھا۔

کن ہواؤں کا۔سعد بولا تھا۔

کیف اور ماہم کا بریک اپ ہوگیا۔احسن نے چائے کا سپ لیا۔

اوہ مائی گاڈ ۔۔ناٹ اگین۔سعد کو کوفت ہوئی۔

سعد بھائی ۔۔احسن کی بات میں دم تو ہے ۔۔کچھ تو گڑبڑ ہے۔۔1 2دن سے وہ دونوں بات تو دور ایک دوسرے کی طرف دیکھتے بھی نہیں۔۔صدف نے کہا۔

exactly

اس وقت بھی ماہم شاید یہ سوچ کر لان میں ہمارے ساتھ نہیں آئی کہ کیف یہاں ہوگا اور کیف بھی یہی سوچ کر نہیں آیا ہوگا کہ ماہم یہاں ہوگی۔امبر

بولی۔

سعد نے اپنے دونوں ہاتھ ہوا میں کیئے۔۔کمال ہے۔۔ہاتھ نیچے کرکے بولا۔

what the hell yaar

وہ ساتھ ہوں تب بھی مسئلہ۔۔نہ ہوں تب بھی مسئلہ۔تم سب چاہتے کیا ہو؟

سعد نے کچھ چڑ کر کہا۔

nothing

ہم تو بس یونہی ڈسکس کر رہے تھے۔امبر نے صفائی پیش کی۔

ایسی ڈسکشن کا کیا فائدہ جس سے کسی کے کردار پر کیچڑ اچھالا جائے۔اول تو ایسا کچھ ہے نہیں۔۔اگر ہوتا بھی تو وہ ہمارے کزنز ہیں ۔۔ ہمیں بات پہ پردہ ڈالنا چاہیے تھا نہ کہ اچھالنا۔سعد نے اپنی سوچ بتائی۔

leave this topic guys

ہم کیوں بے وجہ بحث کریں۔کچھ کھیلتے ہیں۔صدف نے بات کو بدلنا چاہی۔

سب نے اثبات میں سرہلا دیا۔

ماہم اور کیف نے ایک دوسرے کو مسلسل اگنور کیا تھا۔خالہ ندا اور ماموں صفدر وغیرہ چلے گئے تھے۔ماہم بھی جانا چاہتی تھی پر صدف نے زبردستی اپنی دوستی

کے واسطے دیکر کچھ دن مزید روک لیا۔کیف بھی وہاں ہی تھا۔اب گھر میں بس سعد،صدف،کیف اور ماہم ہی بچے تھے۔کیف اب ماہم سے معافی مانگنے کا موقع ڈھونڈنے لگا تھا۔اسے اپنے الفاظ کا بہت پچھتاوا تھا۔جب تک ماموں صفدر اور خالہ ندا وغیرہ تھے اس نے معافی مانگنے کی کوشش نہیں کی صرف اس غرض سے کہ کہیں پھر انہیں اکیلا دیکھ کر کوئی ایشو نہ بنادے۔پر اب وہ آسانی سے معافی مانگ سکتا تھا بس ایک موقع ملنے کی دیر تھی جو ماہم اسے دے ہی نہیں رہی تھی۔کیف جس جگہ آتا ۔۔وہ وہاں سے چلی جاتی۔

آخر کیف نے سوچا کہ معافی تو وہ مانگ کر ہی رہے گا چاہے زبردستی ہی کیوں نا مانگنی پڑے۔وہ صدف کے کمرے میں چلا گیا جہاں ماہم اور صدف دونوں گپیں مارنے میں مصروف تھیں۔اسے کمرے میں آتا دیکھ ماہم وہاں سے فوراً کھسکی۔

نہیں نہیں ماہم۔۔تم پلیز میرے لیئے چائے بنانے مت جاؤ۔۔مجھے تمہارے ہاتھ کی چائے پسند نہیں۔۔کیف بولا اور وہ حیران سی ہوکر اسے دیکھنے لگی۔

کون سی چائے؟کیسی چائے؟؟اسی حیران تاثر میں بولی۔

میں یہاں صدف کو چائے کا کہنے آیا تھا۔۔تم جارہی تھی تو مجھے لگا تم جان گئی ہو کہ میری چائے کا ٹائم ہوگیا ہے اور تم چائے بنانے جارہی ہو۔۔ویل اٹس اوکے۔۔ اس نے کندھے اچکائے ماہم بغیر جواب دیئے جانے لگی۔۔ارے تم

بیٹھو میں نے کہا نا مجھے صدف کے ہاتھ کی چائے پسند ہے کیا کمال چائے بناتی ہے صدف اب ہر کوئی تو ویسی نہیں بناسکتا تم بس بیٹھو یہاں صدف تم جاکر چائے بنا لاؤ۔۔اس نے ہوشیاری دکھائی۔وہ اب ہاتھ باندھے اسے گھورنے لگی صدف اپنی تعریف سن کے پھولے نا سمائی اور بھاگی گئی چائے بنانے۔۔

گھورو مت تم سے کچھ کہنا ہے۔۔کیف نے کہا۔وہ بے تاثر چہرہ لیئے وہ جو جارہی تھی اچانک سے رک گئی۔کیف نے اسکا ہاتھ تھاما تھا۔اس نے مڑکر نہیں دیکھا یونہی اسکی طرف پیٹھ کیئے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔میرا مطلب وہ نہیں تھا ماہم جو تم سمجھی میرے الفاظ کا چناؤ غلط تھا مگر میری نیت میں کوئی کھوٹ نہیں تھا دراصل میں تو تمہیں لوگوں کی فضول باتوں سے بچانا چاہتا تھا۔ وہ جو ہاتھ چھڑانے کی جدوجہد میں تھی اب اپنی کوشش چھوڑ چکی تھی۔کیف سمجھ گیا کہ اب وہ اسکی بات سننے کے لیئے تیار ہے۔اس نے ماہم کا ہاتھ چھوڑ دیا۔وہ اب بھی نہیں مڑی تھی پر وہاں سے گئی بھی نہیں تھی۔وہ نامحسوس انداز میں اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کرنے لگی۔۔میں تمہیں دل سے معصوم جانتا ہوں اور یہ بھی معلوم ہے کہ میرے الفاظ سے تمہیں بہت تکلیف ہوئی ہے تم اسکے لیئے جو چاہے سزا دے لو۔۔وہ واقعی بہت شرمندہ تھا وہ خاموش ہی رہی۔۔۔اچھا چاہے کچھ مت کہو ایک دفعہ پیچھے مڑکر دیکھ لو۔۔لہجہ التجائیہ تھا وہ مڑی اور بے اختیار مسکرادی وہ اسکے سامنے اپنے دونوں کان پکڑے کھڑا تھا۔۔

ماہم اور کیف آہستہ آہستہ دوبارہ ایک دوسرے سے فرینک ہوگئے۔سعد اور صدف کے ساتھ مل کر بہت اچھل کود کرنے لگے۔وہ چاروں سارا دن ہی شغل میلہ لگائے رکھتے تھے۔کبھی وہ چاروں واک پہ چلے جاتے تو کبھی کوئی گیم کھیلنے لگتے۔یوں ہی ایک رات وہ چاروں بیٹھے گپیں ہانک رہے تھے۔کافی دیر بعد سعد کو نیند آنے لگی تو وہ سونے کے لیئے چلا گیا۔صدف بھی کچھ دیر بعد سونے کے لیئے چلی گئی۔ماہم کو نیند آئی تھی نہ کیف کو۔دونوں نے لڈو کھیلنے کا سوچا۔

ایک گیم لگائی ۔۔کیف ہارنے والا تھا۔۔ماہم کی اکلوتی گوٹی ایک نمبر کے انتظار میں بیٹھی تھی ۔۔مگر قسمت۔اسے وہ ایک نمبر ہی نہ آیا اور کیف جیت گیا۔وہ بس منہ بناکے رہ گئی۔اسے اب بدلا لینا تھا۔گیم دوبارہ شروع ہوئی۔ماہم جانے کیسے پھر سے ہارگئی۔اسے اب انسلٹ سی فیل ہوئی ۔۔کیف بھی اسے چڑانے لگا تھا۔اس نے پھر سے گیم کھیلنے کو کہا۔کیف نے بھی ہامی بھری۔وہ تیسری گیم بھی ہارگئی۔اس نے غصے میں لال پیلی ہوکر لڈو اٹھا کہ نیچے پٹخ دی۔

وہ لان میں گھاس پر جابیٹھی اور غصے سے لمبی لمبی گھاس کھینچنے لگی۔کیف بھی اسکے پیچھے باہر لان میں آگیا۔وہ ماہم کے سامنے بیٹھ گیا۔۔اسکے ساتھ پڑی ٹوٹی گھاس کے ڈھیر کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔ماہم نے اسے اگنور ہی کیا اور سر جھکائے لمبی لمبی گھاس کھینچتی رہی۔

کیف نے گلہ کھنکارا ۔۔اس نے کوئی رسپانس نہ دیا۔

تمہیں پتہ ہے ماہم شیکسپیئر کیا کہتا ہے؟انداز شرارتی تھا۔

کیا کہتا ہے۔منہ پھلائے سر جھکائے بولی۔

شیکسپئر کہتا ہے کہ ہار کر غصہ کرنے والوں کی ناک دو فٹ لمبی ہوجاتی ہے۔۔
ماہم نے سر اٹھایا اور گھور کر کیف کو دیکھا۔

نہیں،نہیں تم غصہ کرسکتی ہو۔۔تمہاری ناک کافی چھوٹی ہے نا۔۔تھوڑی سی لمبی ہوجائے گی تو اچھی ہی لگے گی۔وہ اسے چڑانے کے موڈ میں تھا۔

اور آپکی ناک بھی تو سموسے جیسی ہے۔وہ چڑکر بولی۔

ویل پکوڑے جیسی ناک تو سنا تھا پر یہ سموسے جیسی۔۔وہ بول ہی رہا تھا کہ ماہم فوراً بات کاٹتے ہوئے بولی۔

اب بھئی جیسی ناک ہوگی ویسی ہی بولوں گی نا۔۔

کیف اس بھولے انداز پر مسکرایا۔

پھر تو آج سے تمہارا نام پھینو ہے۔

ہائیں؟؟وہ کیوں ؟؟؟

اب بھئی پھینی سی ناک والی کو پھینو ہی بلائیں گے نا۔وہ زور سے اسکی ناک

کھینچتے ہوئے بولا۔وہ بھی مسکرا دی۔

اچھا ماہم ایک بات پوچھوں۔کیف اب ذرا سنجیدہ ہوکر بولا۔

دو پوچھ لیں۔وہ شرارت سے بولی۔

اگر کوئی لڑکا کسی لڑکی کو پسند کرتا ہو اور وہ یہ بات بھی جانتا ہوکہ اسکے گھر والے کبھی نہیں مانیں گے تو وہ کیا کرے؟اس نے اچانک ہی عجیب سا سوال کر ڈالا۔پہلے تو وہ کچھ حیران ہوئی کہ اچانک یہ ٹاپک کہاں سے آگیا۔۔پھر لاپرواہی سے بولی۔

گھر والوں کو منائے اور کیا۔۔۔

گھر والوں کے مان جانے کی کوئی امید نہ ہو تو؟وہ مزید سنجیدہ ہوکر بولا۔

تو وہ اس لڑکی کو بھول جائے۔۔وہ اب بھی لاپرواہی سے بولی تھی۔

اور اگر وہ بھول نہ سکتا ہو تو؟کیف نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔ایک پل کے لیئے ماہم کو لگا کہ وہ اپنی اور اسکی بات کررہا ہے۔۔پھر وہ اسے اپنا وہم ہی سمجھی۔

(بھلا وہ کیوں ایسا سوچیں گے۔۔ہمارے درمیان تو ایسا کچھ ہے ہی نہیں۔۔نہ ہوسکتا ہے۔۔ضرور امبر کی طرف اشارہ ہے انکا۔۔مجھے خود ہی تو روکا تھا ذکر کرنے سے ۔۔اب خود ہی اشاروں میں اس کو پانے کے لیئے مشورہ مانگ رہے

ہیں مجنوں میاں۔۔ہونہہ۔۔ابھی مزہ چکھاتی ہوں ماہی نہ یاد دلادی تو میرا بھی نام ماہم نہیں)

ہمم۔۔نہیں بھول سکتا تو وہ مجنو بن جائے ۔۔اپنا گریبان چاک کرے۔۔اور صحرا میں امبر امبر چلانے لگے۔وہ دبی مسکراہٹ سے بولی۔

امبر؟؟؟ اس نے ماتھے پہ بل ڈالا۔

میرا مطلب ہے لیلٰی۔۔لیلٰی لیلٰی چلائے۔وہ ایسے بولی جیسے امبر غلطی سے کہہ بیٹھی ہو۔

میں سیریس ہوں ماہم۔۔لہجہ سنجیدہ تھا۔

ہمم۔۔ہمم۔۔ہمم۔۔تو سیریس سولوشن بھی ہے میرے پاس۔۔وہ رانجھا کی طرح نیلا تھوتھا کھالے۔۔اور تھوڑا اسے بھی کھلادے۔وہ من ہی من اپنے الٹے مشوروں پر ہنس رہی تھی۔کیف کے چہرے کا اڑتا رنگ اسے اچھا لگ رہا تھا۔

نیلا تھوتھا؟؟ اس نے ابرو چڑھائے۔

نیلے تھوتھے کا نہیں پتہ؟؟ارے بابا زہر اور کیا۔شوخ سے انداز میں بولی۔

تم یہاں بیٹھ کے جگتیں مارو۔۔میں چلا۔ناراض لہجہ میں بولا۔

ارے بابا۔۔سوال ہی ایسا تھا جس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔اس دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں۔۔لوگ تو روزِ محشر تک کو بھول جاتے ہیں۔۔پھر کسی انسان کو

کیا ساری زندگی یاد رکھا جائے یاد رکھنا ہی ہے تو انسان اپنے اعمال کی جزأ و سزأ کو یاد رکھے اسلامی احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کے لیئے اسلامی احکامات یاد رکھے کلمہ نماز زوزہ زکٰوۃ و حج کو یاد رکھے اس فانی دنیأ کی فانی خوبصورتی کے پیچھے اپنی آخرت کیوں برباد کریں آپ ہی ذرا سوچیئے۔۔اب کی بار وہ لاپرواہی سے نہیں بلکہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

وہ خاموش رہا۔۔ اسے جواب مل چکا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

صدف اور ماہم دونوں مل کر صدف کے کمرے کی صفائی کرنے میں لگے تھے صدف شیشے کی میز صاف کررہی تھی اور ماہم بستر کی چادر سیٹ کررہی تھی۔ تبھی دروازے کے سامنے سے کیف گزرا۔۔وہ شاید کچن کی طرف جارہا تھا۔

یا خدا ۔۔آج کیف بھائی کتنے پیارے لگ رہے ہیں نا۔صدف نے کیف کو آنکھیں پھاڑ کے دیکھتے ہوئے کہا۔

ماہم کا رخ دروازے کی مخالف سمت تھا وہ فوراً پیچھے مڑکر دیکھنے لگی۔۔مگر تب تک کیف جا چکا تھا ۔۔وہ پھر سے چادر سیٹ کرنے لگ گئ۔

جاکے دیکھتے ہیں انکو۔۔صدف نے ڈسٹنگ والا کپڑا میز پر ہی پھینک دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

تم پاگل ہو صدف؟ وہ سوچیں گے کہ یہ دونوں ہر وقت میرے پیچھے ہی لگی

رہتی ہیں۔ماہم نے چڑ کر کہا۔

ارے یار۔۔ہینڈسم لگ رہے ہیں ۔۔تعریف سننے کا حق بنتا ہے انکا۔۔ہم تھوڑی تعریف کر آئیں گے بس۔صدف نے کندھے اچکائے۔

نہیں۔۔زیادہ سر پر نہ چڑھاؤ انکو۔۔ویسے بھی انکی تعریف کرنے والی آجائے گی۔۔اس کا اشارہ امبر کی طرف تھا۔

کون آجائے گی۔۔؟صدف متجسس سی اسے گھورنے لگی۔وہ بات کر کے پھنس گئی۔۔اب بات کو ٹالنا لازم تھا۔

چلو۔۔چلو۔۔تعریف کرکے آئیں۔بولتے ہی وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔۔صدف بھی پیچھے ہی ہولی۔

کیف مامی کوثر کے ساتھ گپیں لگا رہا تھا اور مامی اسکے لیئے اسٹرابری ملک شیک بنارہی تھیں۔وہ واقعی بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔فل بلیک سوٹ شاید ہی کسی پر اتنی اچھا لگتا ہوگا ۔۔تازہ کلین شیو کی وجہ سے رنگ بھی نکھرہ نکھرہ سا تھا۔وہ واقعی غضب کا لگ رہا تھا۔ایک لمحے کو ماہم کے دل میں خیال آیا کہ بہت خوش نصیب ہوگی وہ جس کے نصیب میں کیف ہے۔

کیا بات ہے کیف بھائی ۔۔آج تو بڑے کمال لگ رہے ہیں۔صدف بولی۔

کمال لوگوں کے گھر میں رہ کر میں بھی کمال ہوگیا ہوں۔وہ مسکرایا۔

صدف ہنس دی۔ماہم کچھ کہنے لگی لیکن کیف نے منہ پھیر لیا۔وہ اب مامی سے باتیں کرنے لگا۔اس نے ماہم کو ایسے اگنور کیا جیسے وہ ہے ہی نہیں جبکہ صدف کے ساتھ وہ نارمل ہی رہا شاید نارمل سے بھی زیادہ۔وہ بار بار صدف کی پتلی سی چٹیا کھینچ لیتا ۔۔جس پر وہ بار با ر چڑ رہی تھی اور وہ چڑا رہا تھا۔

ماہم نے وہاں خود کو غیرضروری سمجھا۔۔سو وہ کچن سے باہر نکل آئی۔۔کچھ دیر یہاں وہاں پھرتی رہی پھر لاؤنج میں ایل۔ای۔ڈی پر شان کی فلم وار لگا کر دیکھنے لگی۔اسے کیف کا یوں اگنور کرنا بہت برا لگا تھا۔وہ ہرٹ بھی ہوئی تھی۔ وہ اپنی سوچوں میں کھوئی کھوئی وار فلم دیکھ رہی تھی کہ اس نے لاؤنج کے باہر کیف کی آواز سنی۔غالباً وہ موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا۔اس نے فوراً ریموٹ اٹھایا اور آواز آہستہ کی۔۔اب وہ کان لگا کر سننے لگی۔

جی امی ۔۔ہاں جی بس آنے ہی والا ہوں،شاید آج ہی آجاؤں۔۔جی اپنا بہت خیال رکھ رہا ہوں ۔۔اوکے امی ۔۔اللہ حافظ۔۔

کیف کی آواز اب نہیں آرہی تھی۔۔غالباً کال بند ہوچکی تھی۔

(وہ چلے جائیں گے۔۔وہ کیوں جارہے ہیں۔۔)اسکے جانے کا سن کر وہ مزید اداس ہوگئی تھی۔

تم بغیر آواز کے فلم دیکھتی ہو کیا؟؟صدف لاؤنج میں آچکی تھی۔

ہاں۔۔ماہم بے خیالی میں بولی۔

ہاں؟ صدف نے نا سمجھنے والے انداز میں کہا۔

ہاں ۔۔میرا مطلب نہیں تو۔وہ اب خیالوں سے باہر آچکی تھی۔

کیف بھائی ہینڈسم لگ رہے تھے نا۔صدف نے ہمیشہ کی طرح کیف کا موضوع اٹھا لیا۔

ہاں اچھے لگ رہے تھے ویسے کہاں ہیں وہ؟

وہ تو سعد بھائی کے ساتھ اپنے کسی دوست کے پاس جارہے ہیں بول رہے تھے کہ اب رات کو واپس آئیں گے۔۔دوپہر کے کھانے پر انکا انتظار نہ کیا جائے۔ صدف نے بتایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہم کا دن آج گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔وہ بار بار گھڑی کی جانب دیکھتی ۔۔کبھی چہل قدمی کرنے لگتی۔وہ اس انتظار میں تھی کہ شاید کیف دن میں ہی آجائے۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا واقعی کیف اسے اگنور کررہا تھا یا یہ اس کا وہم ہے۔وہ اگر کر رہا تھا تو آخر کیوں ؟ ایسا کیا ہو گیا؟ کل تک تو وہ بالکل ٹھیک تھا۔اور اچانک سے اس نے جانے کا ارادہ کیسے کرلیا۔کل تک تو اس کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا۔پھر کیوں؟ وہ بہت سے سوالات میں گھری ہوئی تھی۔وہ ان ہی سوچوں میں تھی کہ رات کے 8بج گئے۔۔اب وہ اور بھی بے

چین ہوگئی تھی۔رات ہوچکی تھی اب تک تو کیف کو آجانا چاہیے تھا ۔۔مگر وہ اب تک نہیں آیا تھا۔اپنا دل بہلانے کو جب اسنے ریڈیو لگایا تو ریڈیو سے نور جہاں کا گانا آج بھی سورج ڈوب گیا ہے آج بھی تم نہیں آئے آرہا تھا جسے سن کے اسکی پریشانی اور بڑھ گئیوہ کیوں پریشان ہے یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔پورے10بجے ڈور بیل بجی تھی۔اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ماموں دروازہ کھولنے جاہی رہے تھے پر وہ ان سے بھی پہلے جاپہنچی اور فٹ سے دروازہ کھول دیا۔سامنے سعد اور کیف تھے۔سعد نے اسے سلام کیا اور کیف اسے اگنورکیے آگے بڑھ گیا۔اسکا رویہ ایسا تھا جیسے دروازہ کھولنے کوئی آیا ہی نہیں۔۔جیسے وہاں کوئی تھا ہی نہیں۔

ماہم کیف کے اس رویہ پہ اتنی حیران تھی کہ وہ سعد کے سلام کا جواب بھی نہ دے سکی۔وہ بس گم صم سی ہوکر رہ گئی۔اسکا دل دکھ رہا تھا کیف کے ایسے رویے پہ۔سعد نے اسے کھویا ہوا دیکھ کر اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔

ارے میڈم دروازہ کھولنے سے پہلے کم از کم پوچھ تو لیتی کہ کون ہے؟

میں جانتی تھی کہ کون ہے۔

سعد نے ہوا میں ہاتھ اٹھائے اور کمال ہے کہہ کر چلا گیا۔

لاؤنج میں سب گھر والے اکٹھے چائے پی رہے تھے۔کیف سب سے باتیں کرتا

رہا مگر ایک نظر بھی ماہم کو نہیں دیکھا۔

میں کل ہی چلا جاؤں گا ماموں۔۔میں تو آج ہی جارہا تھا پر سعد نے جانے نہیں دیا۔کیف نے ماموں کو بتایا۔

اتنی جلدی بھی کیا ہے بیٹا۔کچھ دن اور یہاں رک جاؤ۔۔جب یونیورسٹی اوپن ہو جائے تب ایک ہی بار چلے جانا۔اظہر نے جواب دیا۔

امی بہت یاد کر رہی ہیں۔۔ان کی کافی دنوں سے کالز آرہی ہیں۔۔میں اب تک تو ٹالتا ہی آیا ہوں۔۔پر اب نہ گیا تو امی نے گھر داخل ہوتے ہی جوتوں سے استقبال کرنا ہے۔اس نے ہنس کر کہا تھا۔

ماہم بس اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔وہ دیکھ رہی تھی کہ سب کے ساتھ ہی وہ ویسا ہی ہنستا۔۔بولتا کیف ہے۔۔پھر اس سے کیوں بے رخی برت رہا ہے۔

بیٹا اب تو تم ویسے بھی کراچی چلے جاؤگے ایم۔ایس۔سی کرنے ۔۔اپنی امی سے کہو کہ عادت ڈال لیں۔۔تمہارے بغیر زیادہ دن رہنے کی۔کوثر نے کہا۔

کیف جواب میں بس مسکرادیا ۔۔تب سعد بولا۔

یار کچھ دن رہ جاؤ۔۔جب تمہاری یونیورسٹی کھل جائے گی تب تم ویسے بھی عید کا چاند ہوجاؤگے۔

ارے یار میں سکھر سے کراچی جارہا ہوں امریکہ نہیں۔۔چند گھنٹوں کا فاصلہ

ہے۔۔جب دل کیا بس پکڑوں گا اور آجاؤں گا اور ویسے بھی۔۔کیف ابھی بول ہی رہا تھا کہ صدف نے بات کاٹ دی۔

جانے بھی دیں کیف بھائی۔۔کراچی جاکر آپکا دل ہی نہیں کرنا سکھر آنے کا۔

ارے کیوں دل نہیں کرے گا کیف کا۔۔اپنا شہر اپنا ہوتا ہے۔کوثر بولی۔

امی سمجھا کریں نا۔صدف نے سمجھا پر زور دے کر کہا۔اب وہاں کی رونق دیکھنے کے بعد کیف بھائی واپس تھوڑا آئیں گے۔

رونق سے کیا مراد ہے بتانا زرا۔۔؟سعد صدف کے کان کھینچتے ہوئے بولا۔

آہ بھیا۔کان چھوڑیں۔۔۔صدف نے سعد کا ہاتھ پکڑ کے پیچھے کیا اور شرارت سے بولی۔

عقلمندوں کے لیئے اشارہ کافی ہے۔سب اس بات پر ہنس دیئے سوائے ماہم کے۔وہ مسلسل خاموش ہی تھی۔

کردی نا پینڈو والی بات۔بڑے شہروں میں انسان کچھ بننے جاتا ہے رونقیں دیکھنے نہیں۔کیف بولا۔

ابھی تو آپ کراچی گئے نہیں اور ہم سکھر والے پینڈو لگنے لگ گئے۔اب کی بار ماہم بولی تھی۔۔وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کیف اسکی بات کا جواب دیتا ہے یا نہیں اس کی طرف دیکھتا ہے یا نہیں۔

باقی سب باتیں ایک طرف۔۔ماموں آج آپ نے کوئی سیاسی موضوع نہیں چھیڑا۔وہ اظہر کی طرف دیکھ کر بولا۔اس نے ماہم کی بات کو ایسے اگنور کیا جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔اب اس کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی تھی۔۔اس نے خالی چائے کے کپ اٹھانا شروع کیئے اور کچن میں رکھنے کے لیئے چلی گئی۔وہ اب وہاں مزید بیٹھ کر اپنا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی۔

ابھی چھیڑے دیتے ہیں۔اظہر قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔

وہ سب اب سیاست کو لے کر بیٹھ گئے تھے۔پھر جانے کیا کیا گپیں لگاتے رہے تھے۔ماہم پھر واپس نہیں آئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بستر پر سونے کی غرض سے لیٹی تھی پر نیند تھی کہ کوسوں دور تھی۔وہ اپنے خیالوں میں کسی بھٹکے مسافر سی اپنے سوالوں کا جواب ڈھونڈنے لگی۔کوئی بتائے کوئی کسی کا کیوں دل دکھاتا ہے کوئی بتائے کہ کوئی کیوں کسی کے دل کے اتنے قریب آتا ہے کہ دل میں بس سا جاتا ہے کوئی بتائے کہ کوئی کیوں دل چراتا ہے کوئی کیوں دل کو بھاتا ہے۔۔۔

اس نے دہرایا کل سارے دن کے واقعات کو۔۔سب کچھ نارمل تھا۔۔ایسا تو کچھ نہیں تھا جس پر وہ یوں ناراض ہوجائیں۔کیا اب بھی وہ بدنامی کے ڈر سے اسے

avoid

کر رہے ہیں۔۔پر ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔۔باتوں کو غلط رنگ دینے والے لوگ تو اس گھر سے جا چکے تھے۔اب تو ایسا کوئی بھی نہ تھا جو ایسی الٹی باتیں سوچتا اور پھیلاتا۔سعد تو بیسٹ فرینڈ ہے کیف کا۔۔اور صدف بھی تب تک نہیں کچھ کہتی جب تک کہ کوئی اور اس طرف دھیان نہ دلائے۔پھر آخر کیا وجہ ہوسکتی ہے اس بے رخی کی۔ویسے بھی اگر وہ بدنامی کے ڈر سے اس سے دور جاتے تو اسے بتادیتے۔۔جیسے پہلے بتایا تھا۔ہزاروں سوال پر جواب کوئی نہیں۔اب وہ مزید سوچنے لگی تھی۔

کل رات میرے الٹے مشوروں کا برا تو نہیں منا لیا؟لیکن نہیں۔۔وہ کیوں برا منائیں گے۔وہ تو سب مزاق تھا اور وہ اتنے بھی امیچیور نہیں کہ مذاق سے منہ پھلالیں۔کہیں یہ میری غلط فہمی تو نہیں کہ وہ مجھے اگنور کر رہے ہیں۔۔پر نہیں۔۔غلط فہمی ایک بار ہوسکتی ہے۔۔۔بار بار نہیں۔۔پر میں کیوں اتنا سوچ رہی ہوں؟مجھ سے نہیں بولتے تو نہ بولیں۔۔بھاڑ میں جائیں۔پر وہ مجھ سے بول کیوں نہیں رہے۔

انہی سوالوں جوابوں میں الجھتے الجھتے جانے کب نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

ماہم صبح کچھ جلدی اٹھ گئی تھی۔اس نے جلدی جلدی نہا دھو کر ہلکے سبز کلر کا کرتا اور جینز پہن لی۔اب وہ کچن میں گھس گئی جہاں پہلے سے ہی کوثر سب کے لیئے ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔

صبح بخیر مامی۔اس نے مسکرا کر صبح کا سلام کیا تھا۔

صبح بخیر۔۔صبح بخیر۔۔آج کچھ جلدی کیوں اٹھ گئی؟ خیریت تو ہے نا۔انکو واقعی اسے صبح صبح دیکھ کر حیرت ہوئی تھی۔کیونکہ ان سب کی تو روٹین تھی دیر تک جاگنا اور صبح دیر تک سونا۔۔

بھوک سے آنکھ کھل گئی مامی۔۔دل چاہ رہا تھا کہ آج آلو کے پراٹھے کھاؤں تو بس آ گئی کچن میں۔اس نے وجہ بتائی۔

ابھی بنائے دیتی ہوں۔۔جی بھر کے کھانا۔انہوں نے پیار سے کہا تھا۔

نہیں۔۔نہیں مامی۔۔پراٹھے میں بناؤں گی۔۔وہ بھی آپ سب کے لیئے اپنے ہاتھوں سے۔۔ذرا میرے ہاتھ کے بھی تو پراٹھے آپ سب کھا کر دیکھیں۔کوثر اس کی بات سن کر مسکرانے لگی۔

کیف نے اسے ایک بار بتایا تھا کہ آلو کے پراٹھے اسے ناشتے میں بے حد پسند ہیں ۔۔بس اسی لیئے وہ آلو کے پراٹھے بنانے آگئی تھی تاکہ اگر کیف کسی بات سے ناراض بھی ہے تو مان جائے۔

صبح ناشتے کے لیئے سب اکٹھا ہوچکے تھے۔ماہم بس اسی انتظار میں تھی کہ جلدی سے کیف اس کے ہاتھ کے پراٹھے کھائے۔

آج آلو کے پراٹھے ماہم نے بنائے ہیں۔۔میں نے کچن میں چکھ کے دیکھے تھے بہت مزیدار ہیں۔کوثر نے سب کو بتایا۔

ماہم اب کیف کو دیکھنے لگی۔۔مگر کیف نے اس بات پر کوئی رسپانس نہ دیا تھا۔

دیکھنے میں ہی بہت لذیز ہیں۔صدف نے اپنی پلیٹ میں پراٹھا ڈالتے ہوئے کہا۔

تم بس دیکھ کر ہی پیٹ بھرا کرو موٹی۔۔کھانے کے لیے ہم ہیں نا۔سعد نے اسکی پلیٹ چھینتے ہوئے کہا۔

اب تم دونوں بلیوں کی طرح لڑنے مت بیٹھ جانا۔ماہم نے بہت سارے بنائے ہیں۔۔دونوں جی بھر کے۔۔بغیر لڑے کھاؤ۔۔ارے کیف تم بھی لونا۔۔ورنہ یہ دونوں تمہارا حصہ بھی کھا جائیں گے۔کوثر اپنے کپ میں چائے ڈالتے ہوئے بولیں۔

مامی مجھے آلو کے پراٹھے تو کیا۔۔آلو ہی نہیں پسند۔کیف نے اپنی بریڈ پر جام لگاتے ہوئے کہا۔

ماہم جو بڑی پر جوش تھی کہ کیف پراٹھے کھائے گا۔۔پھر اس میں نقص نکال کر ماہم کی کھنچائی کرنے لگے گا۔۔ایسا کچھ بھی نہ ہوا تھا۔بلکہ اس نے تو ماہم

کے ہاتھ کے بنے آلو کے پراٹھے چکھنا تک گنوارا نہ کیا تھا۔

ارے بھئی۔۔تمہیں پسند ہوں نہ ہوں۔۔مجھے تو بڑے پسند ہیں اور ماہم بیٹی کے ہاتھ کے بنے کی تو کیا ہی بات ہوگی۔۔لاؤ بھی کوثر تم کیف کا حصہ بھی مجھے ہی دے دو۔اظہر نے کہا تھا۔

آپ پراٹھوں پر نہیں ۔۔اپنے کولیسٹرول پر دھیان دیں۔۔کوثر فکریہ انداز میں بولی۔۔پھر کھانے کی ٹیبل سے جاتے ہوئی ماہم کو دیکھ کر بولیں۔

تم کہاں جا رہی ہو۔۔اتنے شوق سے بنائے تھے تم نے اور کھائے بھی نہیں۔

بناتے بناتے ہی پیٹ بھر گیا تھا امی کچھ دیر تک پھر بھوک لگے گی تو کھالوں گی۔۔آپ کھائیں نا۔وہ کس لیئے کھاتی؟جس کے لیئے اس نے بنائے تھے جب اس نے ہی نہیں کھائے تو وہ کھاکر کیا کرتی۔

وہ صدف کے کمرے میں چہل قدمی کرنے لگی۔سوچنے لگی کہ اب وہ ایسا کیا کرے کہ جس سے کیف اس سے بات کرے۔۔کم از کم اسے اپنی بے رخی کی وجہ ہی بتادے۔اس نے فیصلہ کیا کہ کیف کے جانے سے پہلے وہ اس سے ضرور بات کرے گی۔۔اس سے اسکے ایسے رویے کی وجہ ضرور پوچھے گی اور اسے بتانا ہی ہوگا کہ آخر کیوں وہ اسے اگنور کررہا ہے؟آخر کیوں ایک ہی رات میں اسکا رویہ سرے سے ہی بدل گیا۔کل تک جو اس سے بہت فرینک

تھا۔۔آ وہ کیوں اجنبی سا بنا ہوا ہے۔

کیف اپنا سامان پیک کررہا تھا۔وہ اس وقت کمرے میں اکیلا تھا۔۔موقع دیکھ کر ماہم بھی کمرے میں چلی آئی۔

آپ ناراض ہیں مجھ سے؟وہ بہت سہم کر بولی تھی۔سامنے سے کوئی جواب نہیں آیا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔اسے غصہ بھی آیا اور دکھ بھی ہوا۔۔اسکا دل تو چاہا کہ کیف کو کہہ ڈالے کہ بھاڑ میں جائیں آپ پر اسے وجہ جاننی تھی۔۔اس لیئے اس نے اپنے غصے کو سائیڈ پر رکھا اور پھر سے بولی۔

میں آپ سے بات کر رہی ہوں کیف۔۔کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔۔؟

نہیں۔کیف اب بھی اپنی پیکنگ میں ہی لگا ہوا تھا۔اس نے ماہم کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔اوراب اس مختصر سے جواب پر ماہم کا دل مزید دکھا تھا۔پر کم از کم اب وہ جواب تو دینے لگا تھا نا۔

پھر آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کررہے؟میں کل سے دیکھ رہی ہوں آپکا رویہ میرے ساتھ عجیب ہے۔۔جیسے میں

Exist

ہی نہیں کرتی۔وہ کچھ تلخی سے بولی تھی۔

چلی جاؤ ماہم۔۔وہ بھی تلخی سے بولا تھا۔

اچھا مذاق ہے کیف عالم۔۔جب دل چاہ کسی سے فرینکنس بڑھا لی۔۔جب دل چاہ منہ پھیر لیا۔۔میں یہاں آئی تھی کہ شاید میرا ایک بہت پیارا کزن مجھ سے کسی بات پر ناراض ہے۔مجھے اسے منانا چاہیے۔۔پر اب لگ رہا ہے کہ آپ ہیں ہی ایسے۔۔نہایت ہی فضول انسان۔وہ اب غصے میں آچکی تھی۔

وہ اب اپنا بیگ پیک کرچکا تھا۔۔اس نے ماہم کی اس بات پر کوئی رسپانس نہ دیا اور بیگ اٹھائے کمرے سے جانے لگا۔وہ اسکی بات کو ایک دفعہ پھر سے اگنور کرکے جارہا تھا۔۔ماہم کو اپنی انسلٹ سی فیل ہوئی جیسے اسکی کسی بھی بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔۔جیسے وہ واقعی

Exist

ہی نہیں کرتی۔۔۔

بھاڑ میں جائیں آپ۔۔آخر اس نے غصے میں کہہ ہی ڈالا۔کیف نے یہ سن کر اپنے قدم روک لیئے۔۔پیچھے مڑ کر بولا۔

لوگ تو خدا کو بھول جاتے ہیں۔۔میں تو بس ایک انسان کو بھولنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

کیف نے ایک ہی جملے سے ماہم کے سر پر بمب پھوڑا تھا۔وہ دھماکہ کرکے

جاچکا تھا۔کچھ دیر اس نے وہاں رک کر دیکھا بھی نہیں کہ اسکے بمب نے کیا تباہی مچائی ہے۔

ماہم اب سب سمجھ چکی تھی۔۔اسے اسکے سارے سوالوں کے جواب مل چکے تھے۔۔اس رات کیف اسی کو پسند کرنے کی بات کررہا تھا اور اسی کے لیئے ہی مشورہ مانگ رہا تھا اور اب اسی کے مشورے پر عمل کررہا تھا پر وہ کم عقل سمجھی ہی نہیں اسنے ٹی وی آن کیا تو اس میں اکشے کمار کی فلم انداز کا گانا جو بھی یہاں پیار کرے جینا دشوار کرے آرہا تھا جسے سن کے وہ اپنے حسین و دلفریب خیالوں کی دنیا میں کھو گئی۔۔

⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜

اظہر کے گھر سے آئے اب اسے پورے پندرہ دن ہوچکے تھے اور پندرہ دن کسی کے احساس و جذبات بدلنے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔

ماہم کو بھی ان پندرہ دنوں میں یہ احساس ہوگیا کہ اسکے لئے کیف اب خاص ہو چکا ہے۔خاص تو وہ پہلے بھی تھا پر اب اسکے بغیر زندگی گزارنا مشکل سا ہے۔کیف پر اسے جو غصہ تھا وہ اب قدرے کم ہو چکا تھا۔۔اس غصے کی جگہ اب کیف کی یاد نے لے لی تھی۔اس کا دل بھی کسی اور ہی راہ چل پڑا تھا۔۔ وہ سارا دن کیف کے ساتھ گزارے لمحوں کے بارے میں سوچتی رہتی تھی۔وہ خود سے الجھ بھی پڑتی کہ مت سوچے اس کے بارے میں ۔۔مگر دل کہاں کسی

کی سنتا ہے ۔۔دل تو اپنی ہی کرتا ہے۔

ان پندرہ دنوں میں پہلے وہ کیف عالم کو اپنی بگڑی عادت سمجھی ۔۔پھر کشش ۔۔اور اب محبت۔

ہر نئے دن کے ساتھ اس کی سوچوں پر کیف پہلے سے بھی زیادہ بسنے لگا تھا۔

یہ تم ہر وقت اپنے سر پر موجود دو چار بالوں کو باندھے کیوں رکھتی ہو۔وہ اس کی فرنچ چوٹی کھینچتے ہوئے بولا تھا۔

تو کیا میں ہر وقت ہوا میں اپنی زلفیں لہراتی پھروں۔وہ کچھ خفیف سی بولی تھی۔

ایسا کرنے میں حرج بھی نہیں۔اس نے جتایا تھا۔

مجھے بال کھول کر زلفیں لہرا لہرا کے چلنا پسند نہیں ہے۔۔میرے بال ایسے بھی بہت اچھے دکھتے ہیں۔انداز فخریہ تھا۔

کیف اس کے کالے سیاہ بالوں کی فرنچ چوٹی کو بغور دیکھنے لگا تھا۔۔پھر چند ہی لمحوں میں قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تھا۔

یہ لہرانے والی ہیں بھی نہیں ۔۔ریشمی زلفیں لہراتی ہیں۔۔اجڑے جھاڑ نہیں۔

جھاڑ ہیں یہ؟؟؟یہ۔۔یہ۔۔جھاڑ ہے؟؟آپکو یہ سلجھے ہوئے بال جھاڑ لگ رہے؟ وہ بھی اجڑے جھاڑ۔اس نے اپنی چوٹی کو پکڑ کے کیف کو دکھاتے ہوئے کہا

تھا۔وہ بری طرح سے چڑی تھی۔

کتنے چھوٹے ہیں تمہارے بال۔۔دیکھو ذرا۔۔کوئی دہی شہی لگاؤ۔۔کوئی انڈا ونڈا لگاؤ۔۔جیسے صدف لگائے پھرتی ہے اور ہم سب کو ناک بند کرنے پہ مجبور کر دیتی ہے۔ماہم کے بال بالکل بھی چھوٹے نہیں تھے۔وہ ماہم کو یوں بری طرح سے چڑتا دیکھ کے بات کو سنبھالنے کی کوشش میں تھا۔

کمر تک ہیں میرے بال۔۔فرنچ چوٹی کی ہوئی ہے۔۔اس لیے کچھ چھوٹے لگ رہے ہیں۔اس نے جتایا تھابڑے ہی فخریہ اندا ز سے۔اسے لگا وہ اس کے بالوں کی لمبائی سے امپریس ہوگا۔۔اور اجڑے جھاڑ کا خطاب معذرت کے ساتھ واپس لے لے گا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صر ف کمر تک؟؟کم از کم گھٹنوں تک تو ہوں۔۔کمر تک تو ہر چوتھی لڑکی کے ہیں۔۔اس میں تو کچھ خاص نہ ہوا۔

جواب اس کی امید کے برعکس تھا۔وہ بس گھور کر ہی رہ گئی تھی۔۔بھلا کہتی بھی تو کیا۔۔۔

اپنے بالوں کو سلجھاتے اور انکی چوٹی بناتے ہوئے اسے سب یاد آیا تھا۔اسے یوں ہی ہر چھوٹی بڑی بات پر کیف سے جڑی کوئی نا کوئی بات،کوئی نا کوئی یاد،یاد آیا کرتی تھی۔

کبھی کبھار زندگی میں ایسا ہوتا ہے کہ کسی سے بچھڑنے کے بعد ہی ہمیں یہ

احساس ہوتا ہے کہ وہ ہمارے لیے کیا تھا۔۔ہمارے دل نے اسے کس مقام پہ بٹھائے رکھا تھا۔یہی حال ماہم کا تھا۔۔جب تک کیف کے ساتھ تھی سمجھ ہی نہ پائی تھی کہ کیف اس کے لیے کیا ہے۔۔

کیف کراچی آگیا تھا۔۔روشنیوں کا شہر کراچی۔۔پاکستان کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ آبادی رکھنے والا کراچی۔۔جو آبادی کے لحاظ سے دنیا کے شہروں میں ساتویں نمبر پر آتا ہے۔۔جہاں زندگی اتنی مصروف اور بے نیاز ہے اسے لگا تھا کہ وہ کراچی آ کر بزی ہوجائے گا تو ماہم کو بھی بھول جائے گا۔وہ بزی ضرور ہوا تھا۔۔پر ماہم کو بھولا نہیں تھا۔ایسے لگتا تھا جیسے اس کی یادیں بھی کراچی آ پہنچیں ہیں۔۔روشنیوں کا شہر بھی اس کے اندر کی ویرانی کو کم کرنے میں ناکام ہو رہا تھا۔

کراچی میں اس کے بہت سارے دوست بن چکے تھے۔۔لیکن سب سے اچھا دوست اب تک ایک ہی بنا تھا۔۔عابد۔۔ جو اس کا کلاس فیلو اورروم میٹ بھی تھا۔ان دونوں نے اکٹھے رینٹ پر کسی گھر میں ایک کمرہ لیا تھا۔

کمرہ نہ زیادہ بڑا تھا نہ ہی چھوٹا۔۔ اس میں دو سنگل بیڈ ،دو ہی کرسیاں بمعہ ایک چھوٹی میز تھے۔ایک جانب الماری تھی جس کو وہ دونوں مشترکہ استعمال کرتے تھے اور ایک جانب الیکٹرک اسٹوووغیرہ تھا۔

کیف رات کو دیر تک جاگتا رہتا تھا۔۔ وہ نیند کی غرض سے ہمیشہ ہی اپنے وقت پر بستر پر لیٹ جاتا تھا مگر سونے سے قاصر رہتا۔جب بھی اپنی نیلی آنکھیں بند کرتا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے ماہم کا چہرہ گردش کرنے لگتا تھا۔اس کی معصوم حرکتیں۔۔ ذرا ذرا سی بات پر زیادہ سارا خوش ہو جانا۔۔اس کا شوخ سا لہجہ ۔۔ سب کچھ ایک آسیب کی طرح اس پر سوار ہونے لگتا تھا۔

عابد نے بہت دفعہ نوٹس کیا تھا کہ کیف کئی دفعہ یہاں ہو کر بھی یہا ں نہیں ہوتا۔اس نے ہر رات کیف کو عجیب سی الجھی ہوئی ذہنی حالت میں پایا تھا۔۔وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا کہ کچھ ہے جو اسے اندر ہی اندر دکھی کر دیتا ہے ۔۔کچھ ہے جو اندر ہی اندر اسے دیمک کی طرح کھائے جا رہا ہے۔

اس نے کئی دفعہ باتوں باتوں میں پوچھا بھی مگر کیف نے کبھی کچھ نہ بتایا۔۔وہ بتاتا بھی تو کیا ؟؟؟ بتانے کو تھا بھی تو کیا ؟؟؟

کراچی آئے ہوئے اسے بہت دن تو نہیں ہوئے تھے لیکن پھر بھی اس نے اپنا دل بہلانے کی بار ہا کوشش کی تھی۔وہ صر ف پڑھائی تک محدودنا تھا۔۔وہ دوستوں کے ساتھ تقریباً روز ہی کہیں نا کہیں گھومنے نکل جاتا تھا۔ویک اینڈزپروہ ساحل سمندرپر بھی ضرور جاتا تھا۔اسے سمندر کی لہریں کچھ سکون سادیتی تھیں۔۔اسے لگتا تھا کہ ان لہروں کا شور اس کے اندر کے شور کو دبا رہا ہے۔ان لہروں کو وہ بڑی امید سے دیکھاکرتا تھا کہ شاید یہ لہریں اپنے ساتھ

اسکے اندر کے درد کو بھی لے جائیں گی۔۔

ماہم کے پاس موجود سیل فون جو وائبریشن موڈ پر لگا ہوا تھا اب وائبریٹ ہونے لگا تھا اس نے سیل فون کی اسکرین پر کیف کا نام دیکھا پھر ایک عجیب نظروں سے اپنے ہاتھ میں موجود اسکیچ کو دیکھا (جو کہ کیف کا اسکیچ تھا اور خود ماہم نے بنایا تھا)

اس کال پر آنے والے غصے پر اس کا ایک پل کو دل چاہا کہ وہ اپنے ہاتھ میں موجود اسکیچ پر والہانہ لکیریں کھینچ دے مگر اس نے ایسا نہیں کیا اسے اب خود پر غصہ آیا تھا وہ کیوں اس کا اسکیچ بنارہی تھی اور وہ کیوں اسے کال کر کے کمزور بنانے کی کوشش کررہا تھا کچھ دیر تک اس کا سیل فون وقفے وقفے سے وائبریٹ ہوتا رہا تھا وہ کیف کی کال ہرگز اٹینڈ نہیں کرنا چاہتی تھی کل رات بھی جذبات میں آکر اس نے کال اٹینڈ کر تو لی تھی مگر پچھتائی تھی کیف کی کال نے اس کی تکلیف میں مزید اضافہ کیا تھا وہ اب اپنا سیل فون اٹھائے اسکرین کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی اسکرین پر ایک میسج نوٹیفیکیشن جگمگایا تھا۔اس نے میسج اوپن کیا پڑھنے پر اسے مزید غصہ آیا اسے اب کوفت سی ہوئی اب وہ انتظار کرنے لگی کہ کیف اسے دوبارہ کال کرے اور وہ اس پر برس پڑے اس پر آیا ہوا اپنا سارا غصہ اس پہ نکال دے اس کی یہ خواہش کچھ ہی سیکینڈز میں پوری ہوچکی تھی کیف اسے دوبارہ کال کررہا تھا۔

آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو؟ مجھے یہ ڈرامے بازی بالکل بھی پسند نہیں ہے آپ مجھے ایموشنلی بلیک میل نہیں کر سکتے مسٹر کیف عالم میں آپ کی ان چالبازیوں میں ہر گز آنے والی نہیں ہوں اپنے یہ حربے آپ کہیں اور جاکر آزمایئے۔۔وہ اپنی خواہش کے عین مطابق اس پر بغیر ہیلو ہائے کے برسی تھی۔۔یہ جالبازی نہیں ہے تمہارے لیے میری محبت کی انتہا ہے۔۔وہ جو اپنے غصے کے بدلے میں کیف سے بھی کسی غصیلے جواب کی امید لگائے بیٹھی تھی یکدم ہی لاشعوری طور پر ٹھنڈی پڑگئ تھی یہ عورت زاد کی فطرت میں شامل ہے اس کے غصے کے بدلے میں کوئی اسے پیار دے تو وہ بہت جلدی موم ہوجاتی ہے۔۔

جو بھی ہے مجھے یہ سب پسند نہیں آپ اب کبھی مجھے اس طرح کی کوئی دھمکی نہیں دیں گے۔اس بار اس نے نرمی سے کہا تھا۔

یہ دھمکی نہیں تھی ماہم اگر آج تم مجھ سے بات نہ کرتی تو میں واقعی کچھ کھا لیتا یا سڑک پر چلنے والی کسی گاڑی کے نیچے آجاتا۔۔یہ سن کر ماہم طنزیہ مسکرائی۔کوئی کسی کے لیے جان نہیں دیتا خاص کر آج کے اس آرام طلب دور میں جہاں لوگ اپنے پکے مسلمان ہونے کا دعوہ تو کرتے ہیں پر جب کسی تبلیغی قافلے میں جانے کی بات آتی ہے تو مصروفیت کا بہانہ بناکر ٹال جاتے ہیں اور آپ فانی دنیا کے فانی حسن پہ مرنے کی بات کرتے ہیں یہ سب تو کسی کو بیوقوف بنانے کے حربے ہیں۔۔۔آزما کر دیکھ لو۔اس نے اتنے یقین سے کہا کہ ماہم کو ایک پل کے لیے اس کی بات سچ لگی تھی دل کو لگی تھی شاید واقعی وہ

خود کو کوئی نقصان پہنچا لیتا۔۔

کچھ لمحوں کے لیے دونوں طرف خاموشی چھائی۔میں نے تمہیں اپنے مسئلے کا حل نکالنے کے لیے کہا تھا کچھ سوچا تم نے اس بارے میں۔۔اس نے کچھ یاد دلایا تھا۔ماہم جواب میں خاموش رہی تھی اسے خاموش پاکر کیف سمجھ گیا کہ اس کے پاس کوئی حل نہیں ہے۔۔

وہ تو اس کے مسئلے حل نہیں نکال پائی تھی پر کیف ایک حل نکال چکا تھا جو آج وہ کسی بھی قیمت پر ماہم کو بتانا چاہتا تھا تمہیں بھولنے کے لیے میں ہر ممکن کوشش کرچکا ہوں اب میں تمہیں پانے کی کوشش کرنا چاہتا ہوں پچھلی کوشش میں ناکام رہا ہوں اس کوشش میں کامیابی کی امید ہے اگر تم میرا ساتھ دو اس کا انداز اب کچھ عجیب سا تھا مگر میں آپ کا ساتھ کیوں دوں؟ اس کا لہجہ اب پھر سے تلخ ہوچکا تھا وہ نرم رویوں سے محبتوں کو بڑھاوا دینا نہیں چاہتی تھی۔۔کیوں کے تمہارے دل میں میرے لیے محبت کے جذبات ہیں بھلے ہی ان میں اتنی شدت نہ ہو مگر کچھ تو تمہارے دل میں بھی ہے۔وہ بڑی رسانیت سے بولا تھا۔

کچھ نہیں ہے میرے دل میں۔وہ اس پر اپنے جذبات ظاہر کرکے بات کو آگے نہیں بڑھانا چاہتی تھی نا تو وہ لوگوں کی قیاس آرائیوں کو سچ کرنا چاہتی تھی اور نا ہی کیف کے گھر والوں کے آگے اپنا تماشہ بنانا چاہتی تھی۔۔تم مکر نہیں سکتی

میں جانتا ہوں تم میرے بارے میں کچھ نا کچھ تو ضرور محسوس کرتی ہو۔وہ پر اعتماد تھا کہا نا نہیں ہے کچھ بھی میرے دل میں اب میں کال بند کررہی ہوں اور اگر آپ نے پھر مجھے کال کی تو میں آپ کے لیے بہت بری ثابت ہوں گی اس سے پہلے کہ کیف پر اس کے جذبات ظاہر ہوجائیں وہ فرار چاہتی تھی رکو ذرا پہلے کچھ سوالوں کے جواب تو دے دو پھر جو چاہے کرنا جواب اگر سچ ہوئے تو یقین مانو دوبارہ تمہیں پریشان نہیں کروں گا۔اس نے اب کچھ پوچھنا چاہا تھا ماہم خاموش ہی رہی تھی کال اس نے کاٹی نہیں تھی مطلب وہ سن رہی تھی۔۔صرف اتنا بتادو کہ اس دن تمہیں میرے امبر کی تعریف کرنے پر برا کیوں لگا تھا کیوں تمہاری چھوٹی سی ناک جلن سے پھولی ہوئی نظر آنے لگی تھی کیوں تمہارے چہرے کے رنگ بدل گئے تھے کیوں تم اس کے ذکر سے اجتناب کی خاطر وہاں سے چل دی تھی اس نے وہ سوال کیا تھا جس کا جواب خود اسے بھی بہت دیر سے سمجھ آیا تھایہ آپکا وہم ہے کیف عالم مجھے کوئی جلن محسوس نہیں ہوئی تھی اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔۔میری ناراضی محسوس کرنے پر کیوں میرے لیے صبح ہی صبح آلو کے پراٹھے بنائے تھے۔اس نے ماہم کو کٹھرے میں لاکھڑا کیا تھا اور اب سوالوں کی بوچھاڑ کرچکا تھا۔آپ کی جگہ میرا کوئی بھی کزن مجھ سے روٹھا ہوتا تو میں یہی کرتی اتنی سی بات پر کسی خوش فہمی میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔وہ بری طرح سے اس کے سوالوں میں الجھنے لگی تھی۔۔تو کیا تمہاری آنکھوں میں نمی

کسی بھی کزن کے اگنور کرنے پر آجاتی ہے؟وہ چونکی تھی تو وہ سب جانتا تھا یہ بھی کہ اس کے اگنور کرنے سے ہورہا اس کی آنکھوں میں نمی اتری تھی وہ یہ بھی جانتا تھا کہ آلو کے پراٹھے اسی کے لیے بنائے گئے تھے وہ یہ بھی جانتا تھا کہ امبر کی تعریف اسے چبھی تھی جانے وہ اور کیا کیا جانتا تھا۔۔کل میرے میسج کو دیکھتے ہی کیوں میسج کر ڈالا اگر میں تمہارے لیے کچھ نہیں تو کیوں میری کال اٹینڈ کی کیوں میری آواز سن کر تم کچھ لمحے بول ہی نا پائی تھی تو ثابت ہوا کہ اس نے بہت بڑی غلطی کی تھی کیف عالم کو رسپانس دے کر اسے کل کیف کے بلینک میسج کو اگنور کرنا چاہیے تھا اپنے دل و جذبات پر کنٹرول کرنا چاہیے تھا۔اب وہ اپنی چاہت سے انحراف کرے بھی تو کیسے؟ وہ خاموش ہوچکی تھی۔۔مت چھپاؤ ماہم کوئی فائدہ نہیں ہے تمہاری یہ خاموشی بھی یہی بتارہی ہے کہ تم مجھے چاہتی ہو اقرار کرو اس بات کا کہ تمہارے دل میں بھی میں ہوں تمہیں ماننا ہوگا کہ تم بھی میرے بغیر جی نہیں سکتی یہاں تک کہ تمہیں میرا اگنور کرنا بھی تکلیف دیتا ہے وہ اب ڈنکے کی چوٹ پر اس پر چاہت کا جرم ثابت کررہا تھا اس کے گلے میں پھندہ سا لگ چکا تھا وہ اپنے دفاع میں کچھ بول نہیں پارہی تھی بس اشک تھے جو اس کی بھوری آنکھوں سے جاری تھے اور وہ سسکیاں بھرنے لگی تھی جس زخم کو وہ اپنے دل کے 7 پردوں میں چھپائے بیٹھی تھی کیف اسی زخم کو مسلسل کرید رہا تھا رو مت ماہم میں تمہیں کمزور نہیں کرنا چاہتا تھا میں نے خود بھی پہلے پہل تم سے دور جانا

ہی مناسب سمجھا تھا لیکن یہ میرے بس میں نہیں ہے اور یہ میں بخوبی سمجھ چکا ہوں۔۔وہ اس کی شوں شوں سنکر بولا تھا۔

ماہم جواب میں اب بھی کچھ نہ کہہ پائی تھی۔وہ پھر گویا ہوا تھا اب کہہ دو کہ تمہارے یہ آنسو بھی میرا وہم ہے اگر میں غلط نہیں تو تم اپنے یہ قیمتی آنسو میرے لیے بہا رہی ہو اور قیمتی چیزیں تو صرف مزید قیمتی چیزوں پہ قربان کی جاتی ہیں کیا اب بھی تم اپنی چاہت سے انحراف کروگی میرے پاس اور کوئی چوائس نہیں ہے میں بہت اچھے سے جانتی ہوں یہ چاہت ادھوری رہ جائے گی میں اس راہ میں اپنے قدم مزید نہیں بڑھانا چاہتی۔وہ شوں شوں کرتے ہی بولی تھی تو تمہیں مجھ سے محبت کا اعتراف ہے میرے لیے یہ بھی بہت ہے یہی میری ہمت بڑھانے کے لیے بھی کافی ہے۔اس کے لہجے میں واضح سکون تھا۔ ہم دونوں کیا چاہتے ہیں اور کیا نہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے اس کے لہجے میں واضح مایوسی تھی۔۔فرق پڑتا ہے پہلے صرف میں ہی تمہیں بھلانے اور پھر پانے کی کوشش میں تھا اب تم بھی میرے ساتھ ہواس کا لہجہ پراعتماد تھا۔۔میں آپ کے ساتھ نہیں ہوں کیف عالم میرا فیصلہ اب بھی وہی ہے آپ بھول جائیں مجھے اور مجھے بھی آپ کو بھولنے دیں۔ماہم نے فوراً سے کال کٹ کردی اعترافِ محبت کا جرم تو کرچکی تھی اب کوئی وعدہ وفا نہیں کرنا چاہتی تھی وہ کوئی عہد و پیمان نہیں چاہتی تھی جن کے ٹوٹنے پہ وہ خود بھی ٹوٹ جائے کال ڈسکنیکٹ ہونے کے بعدکیف اپنے نکالے ہوئے حل پر پھر سے سوچنے لگا تھا

کال کرنے سے پہلے وہ نہیں جانتا تھا کہ ماہم اس کے حل پر عمل کرے گی یا نہیں پر کال کے اختتام پر اسے یقین ہو چلا تھا کہ ماہم بھی اسی سے محبت کرتی ہے اور وہ ضرور اس کی بات مانے گی اگلی کال میں وہ ضرور اسے اپنی سوچ سے آگاہ کرے گا۔

اگلے دن کیف ماہم کو اپنے تجویز کردہ حل بتارہا تھا میں تمہارے گھر تمہارے والدین سے تمہارا ہاتھ مانگنے آؤں گا پر میں اکیلا ہی آؤں گا تم سے شادی کرنے کے لیے مجھے اپنے گھر والوں سے ہمیشہ کے لیئے تعلق ختم کرنا ہوگا جو میں کرنے کو تیار ہوں تم صرف اتنا کرو کہ اپنے گھر والوں کو راضی کرو کہ وہ مجھے بغیر میری فیملی کے قبول کریں اور تمہارا ہاتھ مجھے دے دیں۔۔شاید وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کے وہ کیا بول رہا ہے۔۔واہ کیف عالم واہ میں یہاں اپنی اور اپنے ماں باپ کی عزت کو سنبھالے رکھنے کی بات کررہی ہوں اور آپ ہر طرح سے ہمیں رسوا کرنے پر تلے ہیں کیا خوب عزت ہوگی نا ہماری کہ لڑکے کے ماں باپ ہی رشتے میں شامل نہیں تھے لڑکا اکیلا ہی منہ اٹھائے چلا آیا اسے مزید غصہ آیا تھا

what nonsense yaar

میں تمہاری خاطر اپنے پورے خاندان کو چھوڑ رہا ہوں اور تم میری خاطر اتنا

بھی نہیں کرسکتیں کہ لوگوں کی فکر کیے بغیر میرا ساتھ دے دو کوئی نا کوئی

compromise

تمہیں بھی تو کرنا چاہیے ماہم قریشی محبت تم نے بھی کی ہے صرف میں نے نہیں کیف اب گرجا تھا۔۔نہیں کرنا مجھے ایسا کوئی بھی

compromise

جو سارے جہاں میں میرا تماشہ بنادے اس کی آواز میں اب غصہ بھی تھا اور دکھ بھی۔

صاف کہو کہ تمہیں محبت ہی نہیں ہے میری نظروں نے دھوکہ کھایا تھا میرے دل نے فریب کھایا تھا تم نے زندگی میرے ساتھ گزارنی تھی میرے گھر والوں کے ساتھ نہیں لوگوں کے ساتھ نہیں۔۔اس کا لہجہ اب تلخ تھا۔ عزت سے بڑھ کر محبت نہیں ہوتی وہ بھی تلخی سے ہی بولی تھی۔۔تم میرا ساتھ دینے سے انکار کررہی ہو ماہم کل کو تمہیں ہی پچھتاوا ہوگا میں کبھی تمہاری شکل بھی نہیں دیکھوں گا تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا تم چاہتی تو میرے ساتھ کورٹ میرج کرسکتی تھی وہ نا سہی تو کم از کم مجھے بغیر میرے خاندان کے قبول کرسکتی تھی۔۔اس کا انداز اب جنونی ہونے لگا تھا۔۔مجھے کوئی پچھتاوا نہیں ہوگا کیف عالم میں جانتی ہوں میرا فیصلہ ٹھیک ہے اس کی اس بات سے کیف کو آگ سی لگی تھی اسے فرق ہی نہیں پڑرہا تھا کہ کیف اس

کی شکل بھی نہیں دیکھے گا وہ اتنی پتھر دل کیسے ہوسکتی تھی۔۔اوہ ہاں ماہم قریشی بھلا تم کیوں پچھتاؤ گی بھلا تم کیوں مجھے میرے خاندان کے بغیر اپناؤ گی تمہیں اسٹیٹس چاہیے ہوگا پیسہ چاہیے ہوگا جو مجھ اکیلے کے پاس تو نہیں میرے خاندان والے مجھے جائیداد سے بے دخل کردیں گے یہ تم جانتی ہو اسی لیے میری محبت کی تذلیل کررہی ہو نہ تم مجھے دھتکار رہی ہووہ مزید جنونی ہوا تھا۔ میں یہ سب پیسے ویسے کے لیے نہیں کررہی میں ان لڑکیوں میں سے ہوں جو بھوکے پیٹ بھی زندگی گزار لیں گی مگر عزت کے بغیر نہیں اس نے جتا کر کہا تھا۔

عزت؟

my foot

تمہاری عزت ہے کہاں؟سارا جہان تمہیں جن نظروں سے دیکھتا ہے وہ تم بھی جانتی ہو کس عزت کی دھائی کا ناٹک کررہی ہو اس عزت کے لیے مجھے دھتکار رہی ہو جو تمہارے پاس ہے ہی نہیں۔۔اس نے ماہم کہ منہ پر طمانچہ مارا تھا جس کی گونج ماہم نے اچھے سے محسوس کی تھی بہت اچھے سے محسوس کی تھی اس کو لگا کے وہ اب رو بھی نہ پائے گی اس پر سکتہ سا طاری ہوا تھا پر کیف پر اب بھی جنون سوار تھا اسے اب بھی بہت کچھ ماہم کو سنانا تھا اسے اسکی اوقات بتانی تھی۔۔تم جیسی لڑکیاں خوامخواہ میں ہی اپنی کٹی ہوئی ناک بچانے

کے لیے یہ ڈرامے کرتی ہیں تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے اس عزت کے بھاشن پہ میں تم سے امپریس ہوجاؤں گا ہرگز نہیں تم یہ ڈھونگ میرے آگے مت رچاؤ مس ماہم میں نے ایک بدنام لڑکی سے ہی محبت کی ہے یہ میں جانتا ہوں پھر کیسی عزت اور کہاں کی عزت تم مجھے دکھا رہی ہو اس پر جانے کیوں پاگل پن سا سوار ہوا تھا وہ اپنی باتوں سے اس کو نیم مردہ کرچکا تھا۔وہ اب کچھ اور بھی بولنا چاہتا تھا شاید کچھ اور تذلیل کرنا باقی تھا مگر ماہم میں مزید ہمت نا تھی۔

اس نے کال کٹ کردی تھی

(دراصل کیف کے ماہم کو ایسا کہنے کی وجہ 4 سال پہلے کا ایک واقعہ ہے جو ماہم کے ساتھ پیش آیا)

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چار سال پہلے جب ماہم تیرہ سال کی تھی تب سب کچھ ٹھیک تھا۔۔سب کچھ نارمل تھا۔خالدہ اور فریدہ میں بہت پیار تھا۔۔دونوں گھروں میں بہت آنا جانا تھا مگر کیف اور ماہم اپنی ریزرو نیچر کی وجہ سے ایک دوسرے کے گھر نہیں آتے تھے بس بڑے ہی مل لیتے تھے۔شہباز اور عادل کی دوستی بھی بہت گہری تھی یہاں تک کہ دونوں ایک ساتھ بہت بڑے پیمانے پر بزنس شروع کررہے تھے جس پر کافی انویسٹمنٹ ہوچکی تھی۔

عادل کی وجہ سے کاشف کی بھی شہباز سے بہت گہری دوستی ہوگئ تھی۔وہ بھی اکثر شہباز کے گھر آیا کرتا تھا۔عادل کی اپنی سالی فریدہ سے بہت بنتی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو سگے بہن بھائیوں سے بھی بڑھ کر مانتے تھے اور ایک دوسرے کی بہت عزت کرتے تھے اور اسی وجہ سے فریدہ کاشف کی بھی بہت عزت کرتی تھی۔کاشف بھی فریدہ کو باجی باجی کہتے نہ تھکتا تھا۔

ان سب کی اتنی زیادہ بن چکی تھی کہ چائے پینے بھی ایک دوسرے کے گھر بلا جھجھک چلے جاتے تھے۔۔ایسے جیسے کوئی فرق ہی نا تھا۔یہاں تک کہ ندا جب بھی اپنی بہن فریدہ سے ملنے جاتی عادل اور کاشف کو سامنے پاتی اور جب بھی خالدہ کے گھر ملنے جاتی تو شہباز کو وہاں موجود پاتی۔

ماہم کاشف کو انکل بلاتی تھی اور کاشف بھی ماہم سے بہت اچھا رویہ رکھتا تھا جب بھی کاشف ان کے گھر شہباز سے ملنے آتا تو ماہم فوراً کاشف سے چائے کا پوچھتی۔۔کاشف بھی ہمیشہ اسے بچوں کی طرح ہی ٹریٹ کرتا تھا۔

اسے ان دنوں ننگے پاؤں چلنے کی بہت عادت تھی۔۔حالانکہ وہ اتنی بھی چھوٹی نہیں تھی مگر اس کی بگڑی ہوئی کچھ عادتوں میں سے ننگے پیر پھرنا سرِفہرست تھا۔۔جب وہ ننگے پاؤں گھر میں چل پھر رہی ہوتی تھی تو کاشف اسے فوراً ٹوکتا تھا کہ جاؤ جاکر جوتا پہنو۔۔اور جیسا کہ بچیوں کو کبھی کبھی گھر میں روٹیاں بنانے کا شوق چڑھتا ہے۔۔وہ بھی کبھی کبھی جلی کٹی ٹیڑھی میڑھی روٹیاں بنا

رہی ہوتی تو اسے خوب نصیحتیں کرتا تھا۔

ماہم کو اپنے کاشف انکل سے بہت لگاؤ تھا وہ ہر وقت ان کے آگے پیچھے ہی پھرتی تھی۔جب بھی کاشف آتا وہ بڑوں میں گھس کر بیٹھ جاتی تھی اور ساری باتیں سنتی تھی۔

وہ جب بھی اسکول سے آتی تھی تو یونیفارم بدلے بغیر کھانا کھانے لگتی تھی اور اس وقت اگر کاشف بھی ان کے گھر ہو تو وہ اسے ٹوکتا تھا بالکل ویسے ہی جیسے کوئی بڑا سمجھاتا ہے۔وہ بھی احتراماً کاشف کی ساری نصیحت سنتی اور پھر اس پر عمل بھی کرتی۔

ایک دن اسی طرح ندا جب فریدہ کے گھر آئی تو سامنے عادل اور کاشف کو موجود پایا۔ان دنوں کاشف کے لیے لڑکی بڑے ہی زور و شور سے ڈھونڈی جارہی تھی اور ان سب میں اسی سلسلے میں گفتگو جاری تھی۔ندا کے آنے کے بعد فریدہ مہمان نوازی کی غرض سے کچن میں چلی گئی تھی اور تب ندا نے شہباز اور کاشف سے باتوں ہی باتوں میں کہا کہ۔۔

ارے بھائی جان یہ تو وہی بات ہوئی بچہ بغل میں ڈھنڈورا شہر میں۔۔کاشف کے لیے سارے جہان کی لڑکیاں دیکھ رہے ہو اپنی ماہم پر نظر نہیں پڑی؟؟

کیسی باتیں کر رہی ہو ندا۔۔ماہم بہت چھوٹی ہے کاشف سے۔وہ حیران ہوئے تھے ندا کی اس بات پر۔

کہیں آپ بھی ان لوگوں میں سے تو نہیں جو اپنے رشتے داروں میں شادی کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔بس غیروں کے پیچھے ہی بھاگتے رہتے ہیں۔ندا نے طنز کیا۔

میرے لیئے میرے رشتے دار سب سے پہلے ہیں۔۔میرا اپنا بیٹا کیف اگر ابھی کچھ بڑا ہوتا تو میں ماہم اس کے لیے لینے میں ذرا دیر نہ کرتا مگر کاشف سے ماہم کا کوئی جوڑ ہی نہیں ہے۔انہوں نے نرم لہجے میں اپنی صفائی دی۔وہ ذاتی طور پر ماہم سے بہت لگاؤ رکھتے تھے اور اگر کاشف سے ماہم کی عمر کا فرق زیادہ نہ ہوتا تو وہ بہت پہلے ہی ماہم کا ہاتھ مانگ چکے ہوتے۔

ارے بھائی جان یہ تو آپکی خوش نصیبی ہوگی کہ کم عمر لڑکی مل جائے گی اور کیا چاہیے آپکو؟؟سب سے بڑی بات آپ دونوں گھرانے مزید قریب ہوجائیں گے ایک ہی گھر بن جائیں گے اور خالدہ باجی بھی بڑی خوش ہوجائیں گی کہ ان کی اپنی سگی بھانجی ہی ان کی دیورانی بن گئی ہے۔ندا نے فائدے بتائے۔

کاشف خاموشی سے ندا اور عادل کی باتیں سن رہا تھا۔اس نے پہلے کبھی ماہم کو اس نظر سے نہیں دیکھا تھا۔۔مگر اب ضرور سوچنے لگا تھا اور اسے تو یہ رشتہ بڑا پسند بھی آیا۔اس عمر میں اسے اتنی کم عمر لڑکی مل جائے اسے اور کیا چاہیے تھا۔

کم عمر لڑکی اور بچی میں فرق ہوتا ہے ندا ماہم ابھی بچی ہے تیرہ سال بھی بھلا کوئی عمر ہے؟؟؟کاشف اور شہباز کی عمر تقریباً ایک جتنی ہے اس لحاظ سے اگر

کاشف پہلے شادی کرلیتا تو آج اس کی ماہم جتنی بیٹی ہوتی۔عادل نے کہا۔

مرد بھی کبھی بوڑھا ہوا ہے؟؟آپ بھی نا کمال کرتے ہیں بھائی جان۔ندا تو جیسے مناکر ہی چھوڑنے والی تھی۔

اس سے پہلے کے عادل مزید کوئی بات کرتے انہیں کسی کی کال آئی تھی اور وہ کال اٹینڈ کرنے کی خاطر لاؤنج سے نکلے تھے۔

تم بتاؤ کاشف؟؟کیا حرج ہے اس میں؟؟اب ندا نے کاشف کی رائے لینا چاہی۔

حرج تو کوئی نہیں باجی۔کاشف نے جواب دیا۔

تو بس پھر جب تمہیں ہی کوئی اعتراض نہیں تو بات ختم۔۔میں فریدہ باجی سے بات کروں گی اور خالدہ باجی سے بھی۔ندا نے ٹھان لی تھی۔

کیا فریدہ باجی مان جائیں گی۔کاشف کو تشویش ہوئی۔

کیوں نہیں مانیں گی؟؟تم میں کمی ہی کیا ہے؟وہ پر اعتماد تھی۔جانے اسے بیٹھا بٹھائے کیا سوجھا تھا۔

کاشف نے بھی سر ہلادیا۔۔ظاہر ہے اسکے حساب سے تو اس میں کوئی کمی نہیں تھی۔

کاشف اور عادل کے جانے کے بعد ندا نے فریدہ سے بات کی۔فریدہ پہلے تو سن کر حیران پریشان ہوگئی تھی مگر پھر ندا نے ایسی باتیں کیں کہ فریدہ بھی

سوچنے پہ مجبور ہو گئیں۔

باجی اب وہ دور نہیں ہے کہ لڑکیوں کو زیادہ دیر گھر میں بٹھاؤ۔۔ارے میں تو کہتی ہوں اسکے کالج جانے سے پہلے ہی اسکو اپنے گھر کا کردو۔۔کالج جاتے ہی لڑکیوں کے پر نکل آتے ہیں۔۔ارے باجی میری نند کی بیٹی بھاگ گئی تھی گھر سے۔۔۔بتایا تو تھا آپ کو۔۔۔

باجی اب وہ زمانے گئے کہ بیٹیاں گھر میں ہوں تو مائیں سکون سے سوئیں۔۔ اچھی بھلی شریف بچی ہے ہماری ماہم۔۔کیوں اسے خراب ہونے کا موقع دے رہی ہیں۔وغیرہ،وغیرہ۔۔اور جب فریدہ نے عمر کی بات کی تو بھی کافی جوابات ملے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمر سے کیا ہوتا ہے باجی۔۔مرد بھی کبھی بوڑھا ہوا ہے؟ویسے بھی باجی زیادہ عمر والے تو زیادہ اچھے رہتے ہیں۔ساری زندگی بیویوں کے لاڈ اٹھاتے نہیں تھکتے۔

وہ مزید بولی۔

باجی آج کے دور میں شریف لڑکا مل جائے وہ غنیمت جانو۔نہ لڑکا سگریٹ پیئے نہ شراب پیئے نہ کوئی یاری دوستی ہے۔سیدھا سادہ سا شریف لڑکا ہے۔۔۔سب سے بڑی بات ماہم کسی غیر کے گھر نہیں جائے گی ورنہ غیروں کے حال تو آپ نے دیکھے ہی ہیں میری جٹھانی کی بیٹی کو تیسرے دن ہی ذرا سی بات پر

اگلوں نے طلاق دلوا کر گھر بھیج دیا تھا اور میرے پڑوس میں جو عادلہ ہیں اسے تو روز ہی اس کے سسرال والے طعنے دیتے ہیں ہر چھوٹی بڑی بات پر اس بے چاری کو طعنہ دے دیا جاتا ہے وہی وہ اپنوں میں گئ ہوتی تو آج عیش کر رہی ہوتی۔

زندگی کا بھروسہ تو ہے نہیں باجی۔اپنے ہاتھ سے اپنی بیٹیوں کا فرض ادا کردیا جائے تو کیا ہی بات ہے سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ انکو بگڑنے کا موقع ہی نہ دیا جائے۔۔ارے شریعت بھی تو یہی کہتی ہے کہ لڑکی کے جوان ہوتے ہی اس کی شادی کردو۔

خود سوچیں باجی۔۔آپ اور شہباز بھائی تو بوڑھے ہو جائیں گے۔۔ماہم کا کوئی بھائی بھی نہیں ہے جو ساری زندگی اس کا خیال رکھے۔۔کل کلاں کو خدا نخواستہ شہباز بھائی کو کچھ ہوگیا تو ماہم کا تو کوئی سہارا ہی نہ ہوگا۔۔آج ارسلان زندہ ہوتا تب تو آپ بے فکر ہوتے ہوئے اچھی بھی لگتیں مگر اب تو آپکو ایسی جگہ بیٹی دینی چاہیے جہاں آپ آنکھ بند کرکے بھی یقین کر سکیں۔

ندا کی سب باتیں اس کی کمزوری تھیں۔ندا نے اسے نفسیاتی طور پر قائل کیا تھا۔۔اس کے ویک پوائنٹ پکڑے تھے۔

ارسلان کی موت کے بعد سے ہی فریدہ بہت حساس ہوچکی تھی اسے ہر حال میں اپنی بیٹی کا تحفظ چاہیے تھا اسے لگتا تھا وہ بہت جلد مرجائے گی۔۔وہ نہیں

چاہتی تھی کہ اس کی بیٹیوں کی شادی کسی ایسی جگہ ہو جہاں وہ فریدہ کے مرنے کے بعد ذلیل ہوجائیں۔اس لیے اس وقت اسے خالدہ کا گھر سب سے بہترین نظر آیا جو اس کے اپنے تھے۔۔کاشف سے بھی اسے بہت اپنائیت اور امیدیں تھیں۔

ان سب باتوں کے بعد فریدہ بہت حد تک قائل ہوچکی تھی مگر پھر بھی کہا۔

ٹھیک ہے میں سوچ کر بتاؤں گی۔

سوچنا کیا ہے باجی۔۔میں آپ کی طرف سے ان کو ہاں کرنے جارہی ہوں بھئی مجھے انہوں نے ہی بات چلانے کو کہا تھا۔ندا نے فاتحانہ مسکراہٹ سے کہا۔

میں ذرا ماہم کے بابا سے تو بات کرلوں۔فریدہ کو شہباز یاد آئے۔

مزاق کرتی ہیں باجی آپ بھی۔۔شہباز بھائی بھلا کیوں اعتراض کریں گے ان کے جگری دوست کے گھر ان کی بیٹی جائے گی۔۔وہ توخوشی سے پھولے ہی نہ سمائیں گے۔وہ پر اعتماد نظر آئی۔

بات تو ٹھیک ہے تمہاری۔فریدہ بھی متفق ہوئی۔

ندا کی باتوں سے فریدہ مکمل طور پر قائل ہوچکی تھی۔انہیں اب کاشف سے اچھا کوئی لڑکا دنیا میں نظر ہی نہیں آرہا تھا۔۔اپنی زندگی کو لے کر وہ ویسے بھی وہم کا شکار رہتی تھیں۔۔۔

ندانے فریدہ کے گھر سے نکلتے ہی خالدہ کے گھر کا رخ کیا تھا۔۔خالدہ تو یہ اچانک رشتے کی بات سن کر ہی حیران ہوگئی تھی۔ان کے ساس سسر تو تھے نہیں۔۔کاشف کے لیے رشتہ دیکھنے ہر جگہ خالدہ ہی جاتی تھیں۔

باجی لڑکی مل گئی ہے اور ایسی ملی ہے کہ آپ تو ابھی سے محلے میں مٹھائیاں بانٹ دیں گی۔وہ اسی اعتماد سے بولی تھی۔

کون لڑکی ندا؟؟ خالدہ نے پوچھا۔

اپنی ماہم۔چہرے پہ مسکراہٹ سجائے ندا نے کہا۔

توبہ کرو ندا۔۔کیسی باتیں کر رہی ہو ماہم تو تیرہ سال کی بچی ہے ابھی۔خالدہ کے جیسے چھکے چھوٹے تھے۔

باجی تمہاری اپنی بھانجی تمہاری دیورانی بن جائے گی تمہیں اورکیا چاہیے ؟؟؟کوئی غیر آگئی تو تمہیں بھی نچوائے گی اور کاشف کو بھی۔۔ماہم تو تمہاری سگی بھانجی ہے۔۔وہ تو تمہاری عزت خدمت کرتے نہ تھکے گی۔یہاں بھی لالچ دی گئی۔

فریدہ اس رشتے کے لیے ہرگز نہیں مانے گی۔خالدہ نے اپنا اندازہ بتایا۔

کمال کرتی ہو باجی۔۔تمہارے گھر اپنی بیٹی دینے کے لیے نہیں مانے گی ؟؟ میں انکی ہاں لے کر آئی ہوں۔۔وہ اس رشتے سے خوش ہیں۔۔اب بس بات پکی کرنی ہے۔۔آپ سب تیاری باندھو اور رشتہ بلوانے کے لیے چلو۔اب وہ پرجوش

ہوئی۔

یہ سب کیا ہورہا ہے ندا۔۔مجھ تو کچھ سمجھ نہیں آرہا۔وہ الجھیں۔

دماغ پر زیادہ زور مت دیں باجی۔۔بس اتنا سمجھ لیں کہ لڑکا بھی راضی ہے اور لڑکی والے بھی۔۔آپ سب بس تیاریاں شروع کرو۔ندا کہہ کر چلتی بنی۔

ندا کے جانے کے بعد خالدہ نے عادل سے بات کی تھی مگر عادل کو ابھی بھی اس رشتے پر اعتراض تھا مگر وہ یہ سوچ کر راضی ہوگئے تھے کہ لڑکی والے خود رشتہ دینا چاہتے ہیں تو انہیں انکار کرکے ان کی توہین نہیں کرنی چاہیے۔۔۔

ندا نے کاشف کو بھی بتادیا تھا کہ فریدہ راضی ہے۔۔کاشف مٹھائی اور کچھ فروٹ لے کر فریدہ کے گھر چلا آیا تھا۔فریدہ نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا تھا۔

ماہم جو کچھ دیر پہلے ہی اسکول سے آئی تھی ابھی بھی یونیفارم میں تھی اور اپنے انکل کاشف کو دیکھتے ہی فوراً اپنی صفائی دینے لگی۔۔

انکل میں ابھی آئی ہوں اسکول سے۔

کاشف انکل لفظ پر مسکرایا۔۔ماہم بھی اسے مسکراتا دیکھ مسکرادی۔

تمہارے لیے مٹھائی لایا ہوں۔۔یہ لو کھاؤ۔کاشف نے اسکے آگے مٹھائی کا ڈبہ بڑھاتے ہوئے کہا جسے اس نے مسکراتے ہوئے لے لیا۔

اس میں تو صرف چم چم ہے۔۔مجھے چم چم پسند نہیں ہے۔۔میں نہیں کھاتی چم چم۔اس نے ڈبہ کھولنے کے بعد مایوسی سے اسے بند کرتے ہوئے کہا۔

تو تمہیں کون سی مٹھائی پسند ہے۔۔میں وہ لے آتا ہوں۔اس اچانک مہربانی پر ماہم حیران ہوئی تھی۔۔آج سے پہلے کبھی کاشف اول تو کچھ لایا نہیں۔۔اور اگر کبھی کچھ کھانے پینے کا موقع بنا بھی ہوگا تب بھی ایسی مہربانی تو کاشف نے کبھی نہیں کی تھی کہ اس کی پسند کو اہمیت دی ہو۔

بس رہنے دیں انکل میں یہی چکھ لیتی ہوں۔اس نے لحاظ کرتے ہوئے کہا تھا گھر آئے مہمان سے فرمائش کرکے کچھ منگوانا اسے غیر مناسب لگا تھا۔

فریدہ جو یہ سب دیکھ کر مسکرا رہی تھیں اب ماہم کو جاکر یونیفارم بدلنے کا کہنے لگیں۔وہ بھی سر ہلا کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

اس تکلف کی کیا ضرورت تھی۔انہوں نے کاشف سے کہا۔

بس باجی میرا دل کیا کہ کچھ لیتا جاؤں۔اس نے مسکراکر جواب دیا۔۔اس کے نزدیک وہ اپنے ہونے والے سسرال آیا تھا تو خالی ہاتھ بھلا کیسے آتا۔

فریدہ بھی مسکرادی تھیں۔انہوں نے کاشف سے کچھ یہاں وہاں کی باتیں کی۔۔پھر وہ رشتہ کے موضوع پر آئیں۔

ماہم کو ابھی کچھ نہیں پتہ۔۔میں نے تو شہباز سے بھی اب تک بات نہیں

کی۔۔تم نے اچھا کیا تم آگئے مجھے پہلے تم سے بات کرنے کا موقع مل گیا۔۔میرا بھی دل چاہ رہا تھا ذرا تم سے حال احوال کر کے تسلی کرلوں۔

ضرور باجی آپ ہر طرح کی تسلی کرلیں۔۔میں تو آپ کے سامنے ہی ہوں۔۔ آپ مجھے ویسے بھی بڑے اچھے سے جانتی ہیں۔کاشف نے شائستگی سے جواب دیا۔

فریدہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

یقین کریں باجی پہلے میں نے کبھی ماہم کو اس نظر سے نہیں دیکھا مگر اب جب بات چل ہی گئی ہے تو مجھے ماہم سے بہتر لڑکی کوئی لگتی ہی نہیں۔۔ معصوم سی بھولی بھالی سی ہے۔۔آپ نے اتنی اچھی تربیت بھی کی ہے۔۔میرے لیے اب اس گھر سے بڑھ کر کوئی بھی نہیں۔اس نے مزید کہا۔

یہ تو سچ کہا تم نے کاشف۔۔سوچا تو میں نے بھی پہلے کبھی ایسا نہیں تھا مگر جب سے ندا کی باتیں سنی ہیں مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے کہ مجھے بھی اپنی ماہم کے لیے تم سے اچھا لڑکا کوئی مل ہی نہیں سکتا۔۔سب سے بڑی بات تم اپنے ہو۔۔میری بیٹی میری بہن کے گھر جائے گی۔۔آخری جملے کے بعد وہ کچھ جذباتی ہوئیں۔

بالکل باجی۔۔اور میں تو اپنا سب کچھ ماہم کے نام کردوں گا۔۔ساری جائیداد یہاں تک کہ گھر میں اپنا حصہ بھی میں ماہم کے نام کردوں گا۔۔آپ جیسی

ساس جہاں ملے اور شہباز بھائی جیسے سسر جہاں ہوں وہاں تو انسان اپنی جان بھی پیاری نہ کرے۔۔مگر آپ ماہم سے بھی پوچھ لیتیں ایک بار۔اس کو ماہم سے کچھ ڈر سا تھا کہ جانے وہ ہاں کرے گی یا ناں۔

وہ تو میں پوچھوں گی مگر میری بیٹی میری فرمانبردار ہے۔۔جہاں میں چاہوں گی آنکھ بند کر کہ وہاں ہی شادی کر لے گی۔ان کے لہجے میں اعتماد تھا۔۔اپنی بیٹی پر اندھا اعتبار تھا۔

پھر بھی باجی۔۔لڑکیوں کی اپنی بھی کوئی خواہشات ہوتی ہیں۔۔کوئی سوچ ہوتی ہے۔اس نے مزید کہا۔

میری بیٹی بڑی نیک شریف ہے۔۔اس نے تو آج تک اس طرح کا کچھ سوچا ہی نہیں۔۔تم بے فکر ہوجاؤ۔۔جہاں میں خوش،وہاں میری بیٹی بھی خوش۔انہوں نے مسکرا کر کہا۔

پھر تو میں بھی خوش ہوجاؤں۔اس کو جیسے تسلی سی ہوگئی تھی۔

فریدہ اس بات پر بھی مسکرادی تھیں۔۔کافی دیر تک وہ دونوں اسی رشتے کے موضوع کو لے کر باتیں کرتے رہے تھے۔۔ماہم کبھی آ بھی جاتی تو اسے کسی نہ کیسی بہانے سے بھیج دیا جاتا تھا۔

فریدہ اس رشتے سے راضی تو پہلے بھی تھیں مگر کاشف کی تسلی بخش باتوں نے انہیں مزید متاثر کیا تھا۔ان کے لیے تو ساری دنیا جیسے ختم ہی ہوگئی تھی۔۔ اتنا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شریف لڑکا اور اتنا اچھا سسرال بھلا کہاں ملتا ان کی بیٹی کو۔

ماہم اپنے اسکول کا ہوم ورک کر رہی تھی جب فریدہ اس کے پاس آکر بیٹھی تھی

اچھی بیٹیاں اپنے ماں باپ کی عزت کا ہمیشہ خیال رکھتی ہیں۔۔۔وہ نہایت ہی پیار سے بولی تھیں۔

ماہم انکی بات پر مسکراکر پھر سے اپنا ہوم ورک کرنے میں لگ گئی تھی۔

تمہیں کاشف کیسا لگتا ہے ماہم۔انہوں نے پوچھا۔

بہت اچھے۔۔وہ میرے سب سے فیورٹ انکل ہیں۔اس نے چہک کر جواب دیا۔

تمہاری شادی ان سے کردیں تو۔۔؟ انہوں نے ڈاریکٹ ہی سوال کیا۔

وہ چونک کر اپنا ہوم ورک چھوڑے ان کو دیکھنے لگی۔

کاشف بہت اچھا لڑکا ہے۔۔تمہارا بہت خیال رکھے گا۔وہ بولیں۔

وہ میرے انکل ہے مما۔۔آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں۔اس نے زور دے کر کہا۔۔

شادی سے پہلے سب انکل یا بھائی ہی ہوتے ہیں۔۔اب شادی سے پہلے ہی تھوڑی نا لڑکیاں غیر مردوں کو اس نظر سے دیکھنے لگ جاتی ہیں۔۔ وہ بولیں۔

ماہم پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔۔ایک پل کہ لیے اسے یہ شک گزرا کہ شاید فریدہ اس کی سگی ماں نہیں ہے سوتیلی ہے۔۔یا پھر بچپن میں کیا جانے والا مزاق کہ وہ اسے کچڑے کے ڈبے سے اٹھا لائی تھیں وہ مزاق نہیں حقیقت ہے۔

اچھی بیٹیاں وہی ہوتی ہیں جو اپنے ماں باپ کے فیصلوں کا احترام کریں۔۔۔وہ اب اس کے سر پر پیار سے اپنا ہاتھ پھیر رہی تھیں۔

مجھے نہیں کرنی ان سے شادی۔اس نے دوٹوک کہا اور فریدہ کا پارہ چڑھا۔

اس سے نہیں کرنی تو کس سے کرنی ہے بتاؤ مجھے۔لہجے کی سختی سے ماہم کے ہوش اڑے۔

پتہ نہیں۔۔مگر ان سے تو بالکل نہیں کرنی۔وہ منمنائی۔

وجہ؟؟کیوں نہیں کرنی؟؟آخرکیا اعتراض ہے تمہیں ماہم۔لہجہ سرد تھا۔

وہ میرے انکل ہیں۔اس نے جتایا۔

یہ بہانے وہانے مت بناؤ لڑکی۔۔کوئی پسند کیئے بیٹھی ہو تو بتاؤ مجھے۔۔میں اس سے تمہاری شادی کروا دوں۔۔۔بے غیرت۔۔انکا پارہ چڑھ چکا تھا۔۔اور وہ اپنے

لفظوں سے اسے گھائل کرنے لگیں۔

مما۔۔اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔اتنی کم عمری میں اس پر اتنا بڑا الزام لگانے والی کوئی اور نہیں اس کی اپنی سگی ماں تھی۔

میں کسی کو پسند نہیں کرتی۔۔۔آواز بھرائی۔

نہیں کرتی تو ہماری پسند پر اعتراض کیا ہے۔۔ہم نے تو آج تک کبھی اپنے بڑوں کے فیصلوں میں مداخلت نہیں کی تھی۔۔جہاں ہاں کرتے تھے یا ناں کرتے تھے ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا۔۔صحیح کہہ رہی تھی ندا بیٹیوں کو گھر پر بٹھا کر انہیں بگاڑنا نہیں چاہیے۔لفظوں کا ایک اور تیر چلا تھا۔اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ اس کی اپنی ماں کے الفاظ ہیں۔

میں نے کیا کیا ہے مما۔۔وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

دیکھ لڑکی۔۔ماں کی پسند انہیں ہی ناپسند ہوتی ہے جن کی نظر میں پہلے سے ہی کوئی ہو۔۔ورنہ کوئی بھی شریف لڑکی اپنی ماں کی پسند پر اعتراض نہیں کرتی۔۔ وہ ماہم سے لڑکی بن گئی تھی صرف ایک انکار کرنے پر۔

آپکو میرے لیے انکل پسند آئے ہیں مما۔۔مجھے نہیں پسند وہ۔اس نے بھی اب اپنا لہجہ سرد کیا۔

تمہیں کونسا شہزادہ غلفام پسند ہے؟؟۔۔۔ایک اور تیر چلا۔

مجھے کوئی پسند نہیں۔آنکھیں رگڑ کر دو ٹوک کہا۔

ہو ہی نہیں سکتا۔۔مجھے بتاؤ وہ ہے کون جس کی خاطر تم میری اتنی نافرمانی کر رہی ہو۔۔؟وہ اس پر جرم ثابت کرنے پہ تلی تھیں۔

کوئی نہیں ہے مما۔۔کہا نا کوئی نہیں ہے۔۔کتنی بار کہوں کوئی نہیں ہے۔۔کوئی نہیں ہے۔۔کوئی نہیں ہے۔وہ جنونی ہوئی۔

جو لڑکیاں اپنی مرضیاں کرتی ہیں نا خدا انہیں برباد کرتا ہے۔۔کہیں کا نہیں چھوڑتا۔۔نہ ان کی دنیا اچھی ہوتی ہے نا آخرت۔انہوں نے دھمکی دی۔

وہ سسکنے لگی۔۔

جو اپنے ماں باپ کا دل دکھاتی ہیں انکو موت بھی گندی آتی ہے۔۔تمہیں بھی گندی موت ہی آئے گی ماہم۔۔یاد رکھنا تم۔۔تم نے ناک کٹوا کے رکھ دی ہے میری۔۔کیا جواب دوں گی اب میں کاشف کو کہ میری لڑکی ہی میرے کنڑول سے باہر ہے۔۔خاک میں ملادی تم نے میری عزت۔۔کیا کہوں گی میں ندا سے خالدہ سے اور عادل بھائی سے کہ میری بیٹی ایسی بدبخت ہے جو منہ چڑھ کر مجھے جواب دیتی ہے۔۔ارے بد بخت وہ بھی مجھ سے ہی پوچھیں گے کہ جب لڑکی کسی اور کے چکر میں تھی تو ہمیں ہاں ہی کیوں کی۔وہ بس اسے مسلسل کوسے جارہی تھیں اور وہ سسکیاں بھر رہی تھی۔

خدا ایسی بیٹی کسی کو نہ دے جو یوں اپنی ماں کی ناک کٹوادے۔۔جو یوں سب

کے سامنے شرمندہ کروادے۔۔میری نہیں تو اپنے باپ کی عزت کا ہی خیال کرلیا ہوتا نامراد۔۔کیا عزت رہے گی تیرے باپ کی سب کے سامنے۔وہ اسے شرمندہ کرنے لگیں۔

ماہم بس اشک بہانے میں مصروف رہی۔

وہ اسے کوستے،بددعائیں دیتے کمرے سے نکل گئیں مگر ان کے منہ سے نکلی ہوئی باپ کی عزت کی بات نے ماہم کو مزید توڑ دیا تھا۔۔اس کے بابا اس کی کمزوری تھے ماں کے جانے کے بعد وہ چیخ چیخ کر رونے لگی تھی۔۔یہ کیسی آزمائش تھی جو اس پہ اچانک آپڑی تھی۔۔۔

ایک دفعہ پھر سوچ لو کاشف ماہم بہت کم عمر ہے عادل نے کہا تھا۔

تو کیا ہوا بھائی جان عمر سے کیا فرق پڑتا ہے اور کم عمر لڑکیاں تو زیادہ اچھا گھر بساتی ہیں کیونکہ کم عمری میں ہی وہ سسرال آجاتی ہیں اور اپنے سسرال کے رنگ میں ہی رنگ جاتی ہیں۔کاشف نے جواب دیا۔

عادل،کاشف اور خالدہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھے کاشف کے رشتے کے حوالے سے باتیں کر رہے تھے۔۔کیف اس وقت تقریباً سترہ سال کا بچہ تھا جو ان کی باتیں بڑے ہی غور سے سن رہا تھا۔آخر اس کے چچا کی شادی کا معاملہ تھا وہ کیسے باہر رہتا۔

وہ بات تو ٹھیک ہے مگر یہ ماہم کے ساتھ ظلم نہ ہو۔خالدہ نے کہا۔

ظلم کیسا بھابی۔۔وہ تو خود مجھے پسند کرتی ہے۔۔جب بھی جاتا ہوں پہلے آکر چائے وہی پوچھتی ہے۔۔آپ لڑکی کی طرف سے بے فکر ہو جائیں۔۔وہ بہت خوش ہوگی۔اس نے ذرا چوڑے ہوکر کہا۔

ٹھیک ہے اگر تمہیں اتنا اعتماد ہے تو بھلا ہمیں کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔۔ہمیں تو جب کہو گے ہم تمہارا ہاتھ مانگنے چلے جائیں گے۔خالدہ نے کہا۔

دیر کیا کرنا بھابی۔۔آپ کل پرسوں ہی چلیں جائیں۔کاشف کا بس چلتا تو کہتا آج ہی چلیں جائیں۔

اس کی جلد بازی دیکھ کر عادل اور خالدہ دونوں نے ہی اثبات میں سر ہلادیا

جانے کتنے گھنٹے رونے اور سسکنے کے بعد ماہم اس فیصلے پر پہنچی تھی کہ اسے اپنے بابا کی عزت سے بڑھ کر کچھ بھی پیارا نہیں ہے۔۔اس نے سوچا کہ اس نے تو کبھی کسی لڑکے کواس نظر سے نہیں دیکھا۔۔نہ وہ کسی کو پسند کرتی ہے۔۔نہ کسی کو پسند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔۔جب اس نے اپنی پسند سے شادی کرنی ہی نہیں۔۔تو پھر بحث کس بات کی۔۔اس نے جب بھی کرنی تھی اپنے والدین کی مرضی سے ہی کرنی تھی اور جب اس کے والدین کو کوئی اعتراض نہیں تو وہ کیوں اعتراض کرے ان کی بددعائیں لے۔۔اسے اندر ہی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اندر اپنے برے انجام کا خوف بھی کھانے لگا تھا جیسا کہ اس کہ ماں نے اس سے کہا تھا کہ اس کو موت بھی گندی آئے گی۔

وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے فریدہ کے کمرے میں چلی گئی۔۔فریدہ نے اسے دروازے پر دیکھتے ہی اس سے منہ پھیر لیا۔

ماہم کے آنسو پھر سے چھلک پڑے۔۔وہ فریدہ کے قریب آئی اور کہا۔

آپ جیسا کہیں گی میں ویسا ہی کروں گی مما۔۔نہ مجھے کوئی پسند ہے اور نہ اس رشتے پہ اعتراض ہے۔۔

یہ سنتے ہی فریدہ کی باچھیں کھل گئیں اور انہوں نے فٹ سے ماہم کو گلے سے لگا لیا۔۔

میں جانتی تھی میری بیٹی نیک شریف ہے۔یہ کہہ کر وہ اس کا سر سہلانے لگیں اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

تم دیکھ لینا ماہم۔۔کاشف تمہارا بہت خیال رکھے گا۔۔تمہارے ناز نخرے اٹھاتا نہیں تھکے گا۔۔لڑکی چھوٹی ہو تو شوہر غلام بن کر رہتے ہیں۔انہوں نے اپنی بیٹی کو اس کے حسین مستقبل کے خواب دکھانا شروع کیئے۔

ماہم کم عمر تھی اسے کوئی بھی پٹی پڑھانا کوئی مشکل کام نہ تھا۔۔انہوں نے دو گھنٹے لگا تار کاشف کی تعریفیں اور اسے اس کے حسین مستقبل کے خواب دکھا

کر مطمئن کرنے کی کوشش کی۔وہ اسے اس کے کم عمر ہونے پر ملنے والے بے شمار فوائد بتاتی رہیں۔۔کاشف اسے کس قدر پسند کرنے لگا ہے وہ بھی بتاتی رہیں۔

وہ بھی کاشف کو اپنا شریک حیات تسلیم کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

مٹھائی کا ایک ڈبہ اور کچھ فروٹ لیے کاشف پھر سے ان کے گھر آیا تھا۔

اس نے مٹھائی کا ڈبہ آتے ہی ماہم کو پکڑایا۔۔اور کہا۔

آج آپ کی پسند کی مٹھائی لایا ہوں۔وہ سر جھکائے کھڑی رہی۔

مسکرا تو دیں۔اس نے مسکرانے کی فرمائش کی۔

اپنے ہونے والے خاوند کی فرمائش پر وہ ذرا سا مسکرا دی اور مٹھائی کا ڈبہ لیئے جانے لگی۔

کہاں جا رہی ہیں آپ۔۔میرے سامنے کھائیں بیٹھ کر۔فریدہ بھی یہ سن کر بیچ میں ہی بول پڑی۔

مجھ سے اسپیشل فون کرکے پوچھا تھا کاشف نے کہ تمھیں کونسی مٹھائی اور فروٹ پسند ہیں۔

میں نے تو نہیں کہا تھا کہ میرے لیے لائیں۔اس نے کچھ زچ ہو کر جواب دیا

جس پر فریدہ نے اسے گھور کر دیکھا اور وہ کچھ سہم کر بولی۔۔

میں اکیلی کیوں کھاؤں۔۔آپ سب بھی کھائیں۔۔۔یہ کہہ کر وہ سر جھکا کر وہاں سے چلی گئی۔

شرما گئی ہے۔فریدہ نے کہا۔۔

اسکا مطلب آپ نے اسے میرا بتا دیا ہے۔کاشف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں بتا دیا ہے۔۔اسے کوئی اعتراض نہیں۔فریدہ نے بتایا۔

بس پھر کل ہی بھائی بھابی رشتہ بلوانے آ جائیں گے۔۔ویسے بھی میں یہی بتانے آیا تھا کہ ان کو آج کل میں لے کر آوں گا۔وہ پرجوش ہوا۔

ہاں ہاں کل ہی لے آؤ۔۔وہ خود ہی آ کر شہباز سے بھی بات کرلیں گے۔وہ بولیں۔

آپ خوامخواہ فکر کر رہی تھیں بھابی۔۔میں نے کہا تھا نا ماہم بہت خوش ہوگی۔وہ واقعی بڑی خوش تھی اس رشتے سے۔کاشف نے خالدہ سے کہا۔وہ دیور تھا اور اپنی بھابی سے اپنے بڑے بھائی کی غیر موجودگی میں اپنے دل کی باتیں کر رہا تھا۔البتہ کیف اس بار بھی وہاں ہی بیٹھا ان کی باتیں سن رہا تھا۔کیف کے ہونے نہ ہونے کو وہ اہمیت نہیں دیتے تھے۔۔ اسے بچہ ہی سمجھا جاتا تھا۔

خوش ہے؟؟یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔خالدہ کو بھی جیسے تسلی سی ہوئی۔

وہ تو بار بار شرما رہی تھی۔۔کبھی چھپ چھپ کر دیکھ رہی تھی۔۔بار بار کان لگا کر ہماری باتیں بھی سن رہی تھی۔۔چائے بھی اس نے دو بار بنا کر بھیجی۔وہ فریدہ کے گھر میں ہونے والے حالات بتا رہا تھا۔وہ چھپ کر دیکھ اور سن رہی تھی مگر اسکا مقصد کچھ اور تھا جو کاشف نے اور طرح سے لیا۔

مٹھائی تک اس نے مجھ سے پہلے اور اکیلے نہیں کھائی۔۔۔وہ بڑا چہک کر بتا رہا تھا۔

اسی طرح ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کو کاشف نے اپنے حساب سے ہی سوچ لیا تھاکہ ماہم نے اگر یہ کیا تو شرما کر کیا تھا اور وہ کیا تھا تو یہ پسندیدگی کا اظہار تھا۔اور اپنی ساری سوچ وہ بڑے ہی اعتماد سے بیٹھا اپنی بھابی کو بتا رہا تھا جو خاموشی سے بیٹھا کیف بھی سن رہا تھا۔

ندا نے خاندان بھر میں کاشف اور ماہم کے رشتے کی بات پھیلا دی تھی۔۔
کاشف نے بھی اپنی بہنوں کو اپنے ہونے والے رشتے کے بارے میں بتایا تھا۔
کوئی رشتے کی خبر سن کر خوش ہوتا تو کوئی اس بے جوڑ رشتے پر حیران۔

جس دن عادل اور خالدہ نے ماہم کے گھر رشتہ بلوانے جانا تھا اس دن کاشف نے بھی ساتھ ہی جانے کی ضد کی۔لڑکے کے بھی ساتھ جانے کا رواج ان

کے ہاں نہیں تھا مگر اس نے یہ کہا کہ وہ ماہم کو دیکھنا چاہتا ہے۔۔رشتہ کے بعد تو ان کا شادی تک پردہ ہو جائے گا لہذا وہ آخری بار ماہم سے ملنا چاہتا ہے ان کے خاندان کا یہی رواج تھا کہ منگیتر ایک دوسرے سے پردہ کرتے تھے۔

کیف نے یہ سب باتیں بھی سنی تھیں۔۔اپنے چچا کو خوش دیکھ کر وہ بھی خوش ہی تھا۔

عادل اور خالدہ اور کاشف ماہم کے لیے کپڑے اور جانے کیا کیا لے کر ماہم کے گھر پہنچے تھے۔شہباز ان کو ڈھیر سارے سامان اور مٹھائی وغیرہ کے ساتھ آتا دیکھ کر حیران ہوا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتے کچھ رسمی حال احوال کے بعد عادل نے مٹھائی کا ڈبہ شہبازکے آگے بڑھا کر کہا۔ماہم تو اب ہماری بیٹی ہے۔۔کاشف بہت خوش رکھے گا ماہم کو۔۔جلدی سے ہاں کر دو اور منہ میٹھا کرواؤ۔

عادل کو اس بات کا سرے سے اندازہ نہیں تھا کہ شہباز کو رشتے کے بارے میں ذرا سی بھی بھنک نہیں ہے۔ان میں اتنی دوستی تھی کہ انکو کسی فارمیلٹی کی ضرورت ہی نہیں تھی اسی لیے انہوں نے بڑی اپنائیت سے اس طرح بات چلائی۔

شہباز نے نا سمجھی کے تاثرات لیے فریدہ کو دیکھا جو فوراً مسکراتے ہوئے بولیں۔

وہ جی یہ کاشف کے لیے ماہم کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں۔۔بلکہ ہاتھ کیا مانگنا۔۔یہ تو اپنے ہیں جی۔۔ماہم تو ہے ہی انکی۔۔بس سمجھیں دعائے خیر کے لیے آئے ہیں۔

یہ سننا تھا کہ شہباز یک دم ہی لال پیلے ہوگئے۔۔انہوں نے عادل کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو اپنے سامنے سے ایک جھٹکے سے ہٹایا اور عادل کے ہاتھ میں موجود مٹھائی کا ڈبہ زمیں بوس ہوا۔

میری پھول سی بیٹی کے لیے تم ایک بڈھے کا رشتہ لے آئے ہو؟؟پاگل سمجھا ہے کیا مجھے۔۔ہمت بھی کیسے ہوئی تم سب کی ایسا سوچنے کی؟؟اس لیے تم سب روز یہاں بھاگے چلے آتے تھے کہ۔۔وہ کچھ کہتے کہتے رکے اور تیز تیز سانس لینے لگے جیسے ان کا بس چلتا تو جانے کیا کیا کہہ دیتے۔۔انہوں نے بچپن سے ہی ماہم کو بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا اور ارسلان کے بعد سے تو ان کا سب کچھ ماہم ہی تھی۔۔ان کا بیٹا بھی وہی تھی اور بیٹی بھی وہی۔سارہ تو بہت چھوٹی تھی اس لیے ان کی ساری توقعات ماہم سے ہی تھیں۔۔انہوں نے اپنی اس بیٹی کے لیے جانے کیا کیا خواب دیکھ رہے تھے۔۔وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اپنی بیٹی کا ہاتھ وہ اپنے کسی ہم عمر کو دیں گے۔۔اس وقت ان کا خون کھول رہا تھا۔رشتہ مانگنے تو کیا۔۔یہ تو مٹھائی لے کر دعائے خیر کرنے آئے تھے۔

سب کے چہروں کے رنگ فق ہو چکے تھے۔۔فریدہ نے بات سنبھالنے کی

کوشش میں بولنا چاہ۔۔

وہ جی۔۔۔

چپ فریدہ۔۔اگر تم نے انکو رشتہ دینے کا سوچا بھی تو میں اپنی بیٹی کو لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلا جاؤں گا۔۔یہ اپنی فائزہ کا ہاتھ دے دیں نا کسی بڈھے کو۔۔یہ اس کاشف کے لیے۔۔انہوں نے کاشف کی طرف انگلی سے اشارہ کر کہ کہا۔اس ادھیڑ عمر کاشف کے لیے میری معصوم بچی لینا چاہتے ہیں۔ ارے اس سے اپنی بیٹی کی شادی کرنے سے اچھا ہے میں اپنی بیٹی کو زندہ دفن کردوں۔۔میں نے اتنے لاڈ پیار سے اپنی بیٹی کو اس لیے نہیں پالا کہ اسکو بچپن میں ہی کسی بڈھے سے بیاہ دوں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شہباز قریشی کو گرجتا برستا دیکھ کر عادل عالم بھی طیش میں آئے تھے۔۔مگر اس سے پہلے وہ کچھ کہتے خالدہ نے انکا ہاتھ پکڑا اور گھر سے باہر لے گئیں۔کاشف بھی ان کے پیچھے ہی ہو لیا تھا۔

اتنی بے عزتی کیوں کی جی؟؟رشتے تو آتے رہتے ہیں۔فریدہ نے ان کے جاتے ہی شہباز سے سوال کیا۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے فریدہ؟یہ لوگ میرے اپنے تھے۔۔ان سے اس قدر گھٹیا سوچ کی مجھے امید ہی نہیں تھی۔۔اس لیے آتے تھے میرے گھر کہ میری پھول سی بچی پر گھٹیا نظریں ڈالیں۔۔اپنی بیٹی فائزہ کا رشتہ کریں گے کسی

بڈھے سے؟بتاؤ؟نہیں نہ۔۔پھر میری بیٹی کے لیے ایسی سوچ کیوں رکھی؟؟کوئی غیر یہ حرکت کرتا تو شاید مجھے اتنا غصہ نہ آتا مگر اتنے قریبی ہو کر انہوں نے یہ کیا۔وہ واقعی دکھی بھی ہوئے تھے۔۔جتنا غصہ انہیں آیا تھا اس سے کئی زیادہ انہیں دکھ ہوا تھا۔

فریدہ نے ندا کو فون کرکے گھر بلوالیا اور سارا حال سنایا۔ندا تو سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

باجی میں نے تو دونوں گھروں کو قریب کرنے کا سوچا تھا یہ تو الٹا ہی ہو گیا۔ عادل بھائی تو اب کبھی خالدہ باجی کو آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنے دیں گے۔۔ اتنی بے عزتی اب وہ کہاں برداشت کرنے والے ہیں۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا ندا۔۔انہوں نے بھی مجھے صاف صاف کہا ہے کہ اس گھر سے کوئی بھی تعلق رکھا تو مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیں گے۔۔یہاں تک کہ لاکھوں روپے جو مشترکہ کاروبار میں لگائے ہیں وہ بھی بیچ میں ہی چھوڑ رہے ہیں۔۔سارا لگا ہوا سرمایہ بھی ضائع ہو جائے گا۔فریدہ نے شہباز کے کاروبار سے پیچھے ہٹنے کے بارے میں بتایا۔۔کاروبار میں سرمایہ تو لگ چکا تھا پیچھے ہٹنے کا مطلب پیسہ ڈوبونا تھا مگر شہباز قریشی نے پیسے کی ایک بار بھی نہیں سوچی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

باجی آپ پہلے ہی بتا دیتیں شہباز بھائی کو۔۔اچانک ان کے سامنے یہ سب لانے کی کیا ضرورت تھی۔ندا بولی۔

میں نے تو خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ کاشف کا سن کر خوش ہونے کے بجائے طیش میں آ جائیں گے۔۔مجھے تو لگا تھا ان کی بڑی محبت ہے کاشف سے۔۔وہ تو مارے خوشی کے پھولے نہ سمائیں گے۔وہ بھی اپنا سر پکڑے بیٹھی تھیں۔

ماہم کہاں ہے۔ندا کو ماہم کا خیال آیا۔

اپنے کمرے میں ہے۔۔اسے سمجھایا ہے میں نے کہ جو ہوا اچھا ہوا۔۔ویسے بھی لڑکا عمر میں بڑا تھا۔انہوں نے بڑی آسانی سے اپنی سوچ بدل دی۔

میں اس سے مل کر آتی ہوں۔یہ کہہ کر ندا نے ماہم کے کمرے کا رخ کیا۔

ماہم اپنے کمرے میں اوندھے منہ بستر پر آنسو بہانے میں مصروف تھی۔۔اس کو فریدہ نے خاص تیار کروا کر بٹھایا تھا۔وہ ہلکا میک اپ کیئے،کام والے کپڑے اور کچھ جیولری پہنے ہوئے تھی۔ندا کو کمرے میں آتا دیکھ وہ فوراً ہی اس سے جا کر لپٹ گئی۔

خالہ یہ دیکھیں کیا ہوا میرے ساتھ۔۔پہلے کہا گیا میرے لیے سب سے اچھا انسان وہ ہے۔۔اور اب کہتے ہیں وہ تو تھا ہی بڈھا۔۔میرا تو مزاق ہی بن گیا خالہ۔۔یہ دیکھیں۔۔یہ مجھے سجا سنوار کر بٹھایا ہوا تھا۔۔میری سہیلیاں بھی آنے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

والی ہوں گی۔۔مما نے تو کہا تھا کہ ہاں ہوتے ہی دعائے خیر بھی ساتھ ہی کر دیں گے۔بندھی ہوئی ہچکیوں کے ساتھ وہ اپنی خالہ کو سار احال سنا رہی تھی۔ اس وقت اسے کوئی دشمن بھی مل جاتا تو وہ اسکے بھی گلے لگ کر رونے لگتی۔

اسے کاشف سے کوئی لگاؤ نہیں تھا مگر وہ اس طرح مزاق بننا نہیں چاہتی تھی۔ اسکو اپنے بابا پر پیار بھی بہت آیا تھا جنہوں نے اپنی بیٹی کی ایک بے جوڑ رشتے سے حفاظت کی تھی مگر ساتھ ہی جس طریقے سے یہ سب ختم ہوا اسکا بے حد افسوس بھی تھا۔

ندا اسے تسلیاں دینے لگی۔

حوصلہ رکھو ماہم۔۔جو ہوتا ہے اچھے کے لیئے ہوتا ہے۔۔تم بھی اب سب کچھ بھول بھلا کر کپڑے بدلو اور اپنے روز کے کاموں میں لگ جاؤ۔۔اور سہیلیوں کا کیا ہے ان سے کہہ دینا کے تم نے انکو گھر بلانے کے لیے جھوٹ بولا تھا۔۔ مزاق کیا تھا۔۔۔وہ بڑی آسانی سے اسے مشورہ دے کر چلی گئیں۔

فریدہ کے گھر سے نکلتے ہی ندا،خالدہ کے گھر جا پہنچی۔۔وہاں پر کاشف کی بہنیں شگفتہ اور جویریہ یعنی خالدہ کی نندیں اس کے سر پر سوار تھیں۔دونوں ہی اسے باتیں سنانے میں مصروف تھیں کہ جی آپ کی بہن کے گھر والوں نے یہ کر دیا وہ کر دیا۔

خالدہ بیچاری سر جھکائے بیٹھی تھی۔عادل اور کاشف بھی خاموش بیٹھے تھے۔کیف بھی انہی میں کہیں گھسا بیٹھا تھا۔

ندا کے آتے ہی سب ندا پر سوار ہو گئے۔

یہ کیا طریقہ ہے باجی۔۔خود ہی بلایا اور خود ہی بے عزت کر ڈالا۔کاشف نے کہا۔

پتہ نہیں مجھے تو خود بھی سمجھ نہیں آ رہا۔۔انکی تو اپنی لڑکی بھی رو رو کر ہلکان ہوئی پڑی ہے پھر بھی جانے کیوں بھائی شہباز بھائی نے ایسا کیا۔ندا نے جواب دیا۔

یہ ہمارے بھائی کے ساتھ اچھا نہیں کیا فریدہ نے۔۔پہلے ہاں کہہ کر ہمارے بھولے بھالے بھائی کو پھنسایا اور پھر دھتکار دیا۔جویریہ تلملائی۔

تو میں کب کہہ رہی ہوں کہ اچھا کیا واقع بہت برا کیا۔۔انکار ہی کرنا تھا تو پہلے کرتے۔۔ماہم کو بھی فریدہ یہ کہہ کہہ کر چپ کروا رہی ہے کہ جانے دو ویسے بھی کاشف بڑی عمر کا تھا۔ندا معصوم بنتے ہوئے بولی۔

پہلے تو وہ ماہم بھی میرے آگے پیچھے تھی۔۔فریدہ باجی الگ میری خوشامدیں کرتے نہ تھکتی تھیں۔۔اب اچانک ہی ان کو میں بڑی عمر کا لگنے لگ گیا ہوں۔کاشف کے لہجے میں کڑواہٹ گھلی ہوئی تھی۔

لڑکی بھی تمہارے پیچھے تھی کاشف؟؟؟شگفتہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

اور نہیں تو کیا۔۔مگر جو ہوا اچھا ہی ہوا۔۔جو لڑکی تیرہ سال میں ادائیں دکھانے میں ماسٹر ہے۔۔وہ اٹھارہ سال کی ہونے پر پتہ نہیں کیا کرتی۔کاشف نے اب بات کو نیا رنگ دیا۔

بالکل ٹھیک کہا تم نے۔۔بلکہ مجھے تو لگتا ہے لڑکی میں ہی کوئی خرابی ہوگی۔تبھی تو اتنی چھوٹی عمر میں ہی اس کی ماں تمہیں رشتہ دینے پر تیار ہوگئی۔۔ورنہ ایسی بھی کیا موت پڑی تھی۔جویریہ نے کاشف کی بات میں مزید رنگ ڈالا۔

اس میں کوئی خرابی اگر نہیں بھی تھی تو اب ضرور ہوگی۔۔جن لڑکیوں کو کم عمری میں ہی لڑکے دکھا دیئے جائیں وہ پھر کسی ایک پر نہیں ٹکتیں۔کاشف نے کہا۔

بس کرو سب۔۔اب کوئی اس موضوع پر بات نہیں کرے گا اور نہ ہی اس گھر سے کوئی تعلق یا واسطہ رکھا جائے گا۔عادل جو کافی دیر سے ماتھا مسلتے ہوئے سب کی الٹی پھلٹی باتیں سن رہے تھے یک دم ہی طیش میں آئے۔

سب اس وقت تو خاموش ہو گئے مگر کئی دن تک ماہم۔۔ کاشف اور اس کی بہن کے زیر موضوع رہی تھی۔چونکہ خاندان بھر میں ان کے رشتے کی بات پھیل چکی تھی اس لیے تقریباً ہر روز ہی کوئی نا کوئی ان کے گھر خبر لینے کو آجاتا کہ رشتہ کیوں ہو رہا تھا۔۔کیوں نہیں ہوا؟؟؟وغیرہ،وغیرہ۔اور ان سب

کے آگے ماہم کو ہی خراب کہا جاتا اور دلیل یہ دی جاتی کہ آخر اتنی بھی جلدی کیا تھی فریدہ کو جو اتنی عمر والے لڑکے کے لیے راضی ہو گئی۔کاشف بھی کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا وہ بھی بڑھ چڑھ کر بتاتا کہ کیسے ماہم اس کے پیچھے لگی رہتی تھی اور اس کو پھنسانے کی کوشش کرتی تھی وغیرہ ،وغیرہ۔

ان سب باتوں میں کیف ہمیشہ شامل رہا تھا۔۔وہ کہتا کچھ نہیں تھا مگر سب سنتا ضرور تھا۔اس نے اپنے ذہن میں ہی جانے ماہم کے بارے میں کیا کیا سوچ لیا تھا مگر ان سب حالات اور واقعات کے تین سال بعدجب وہ ماموں اظہر کے گھر پر ماہم سے پہلی دفعہ ملا تھا تو نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف کھنچا چلا گیا تھا۔۔اس نے اپنے دل ودماغ میں اس کے لیے جیسا امیج بنایا ہوا تھا۔۔وہ اسے بالکل بھی ویسی نہیں لگی تھی۔۔اور اس کے بھی دو سال بعد جب وہ ماہم قریشی سے ملاتب بھی اسے معصوم اور سادہ سا پایا۔وہ اکثر خود سے الجھ بھی جاتا تھا کہ ماہم قریشی کا اصلی چہرہ کون سا ہے ؟؟؟ وہ جو وہ بچپن سے سنتا آیا ہے یا وہ جو وہ اپنے سامنے دیکھ رہا ہے۔۔

اور آج یعنی اس واقعے کے 5 سال بعد ایک دفعہ پھر ماہم قریشی کا ذکر خالدہ کے گھر میں چل پڑا تھا۔5 سال پہلے کی طرح ایک بار پھر وہی ماہم قریشی اور وہی رشتے کی بات اس گھر میں تباہی لانے والی تھی۔پہلے اسی بات نے دو بہنوں کو ہمیشہ کے لیے جدا کیا تھا اور اب یہی بات دو بھائیوں عادل اور

کاشف کے الگ ہونے کی وجہ بن سکتی تھی۔

حالانکہ کاشف نے ان تمام حالات کے کچھ ہی مہینوں بعد شادی کرلی تھی اور اس کے اب 2 بچے بھی تھے مگر خالدہ اچھے سے جانتی تھیں کہ وہ اپنی بے عزتی نہ بھولا ہے اور نہ بھولے گا۔کاشف کو عادل نے ہمیشہ اپنی اولاد سے بڑھ کر پیار کیا تھا۔کم عمری میں ہی وہ یتیم ہوئے تھے اور عادل کو ان کے والد نے کاشف کی ذمہ داری بیماری کی حالت میں ہی سونپ دی تھی۔

عادل نے ہمیشہ کاشف کو اپنی اولاد سے بڑھ کر مانا اور اپنے والد کو کیا گیا وعدہ نبھایا۔کاشف اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا اور اس وقت بہت ہی کم عمر تھا جب اس کے والد کی وفات ہوئی تھی۔البتہ والدہ کچھ عرصہ حیات رہی تھیں مگر پھر وہ بھی وفات پا گئیں۔یوں کاشف ہمیشہ سے ہی عادل کے ساتھ رہا تھا اور شادی کے بعد بھی اس نے اپنے گھر کا حصہ عادل کو بیچ کر باقی بہن بھائیوں کی طرح علیحدگی اختیار نہیں کی تھی۔

سب حالات میں خوامخواہ ہی خالدہ پسی تھی اور ایک دفعہ پھر خوامخواہ ہی اسے پسنا تھا۔اپنے بیٹے کی خواہش کی خاطر اسے اپنے شوہر۔۔سے لڑنا تھا۔

کیف اب کچھ دن سکھر ہی رہنے والا تھا مگر اپنے گھر نہیں فائزہ کے گھر۔وہ عادل کے سامنے آکر ان کو طیش میں لانا نہیں چاہتا تھا۔خالدہ نے ساری صورتحال عادل کو بتادی تھی اور صاف صاف ہی بتائی تھی کہ کیف ماہم کو

پسند کرتا ہے۔

عادل یہ سنتے ہی آگ بگولہ ہوکر خالدہ پر برسے تھے۔

تمہارے بیٹے کی ہمت کیسے ہوئی اس گھر کا سوچنے کی؟؟ساری دنیا میں میرا ایک ہی دشمن ہے جس کی شکل میں نے 12 سال سے نہیں دیکھی اور کیف کو ساری دنیا میں میرے دشمن کی ہی بیٹی ہی ملی تھی۔

اس نے تو اچھا ہی سوچا ہے۔۔دشمنی کو ختم کرنے کا سوچا ہے۔۔آپ خود سوچیں۔۔ہم پہلے بھی تو ماہم لینا چاہتے تھے تو وہی ماہم اب لے لیتے ہیں۔ خالدہ نے قائل کرنا چاہا۔

خالدہ!!!انہوں نے میری اور میرے بھائی کی بے عزتی کردی اور ایک بار بھی نہیں سوچا۔۔اسی گھر میں تم مجھے دوبارہ رشتہ کی بات کے لیے بھیجنا چاہتی ہو۔

وہ چلائے۔

اولاد کی خوشی کی خاطر والدین ہی قربانی دیتے ہیں۔خالدہ نے مدھم سی آواز میں کہا۔

کاشف بھی میری اولاد کی طرح ہی ہے۔۔میں اس کے ساتھ یہ زیادتی ہرگز نہیں کروں گا۔۔اور اب اگر مزید تم نے کوئی بات کی تو میں تمہیں تمہارے بیٹے کے پاس کراچی بھیج دوں گا۔۔وہ اس بات سے انجان تھے کہ کیف کراچی سے آچکا ہے۔خالدہ نے انہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ ماہم کی خاطر انہیں منانے

کی نیت سے سکھر آچکا ہے اور فائزہ کے گھر میں ہے۔۔

لگاتار چار دن تک خالدہ وقفے وقفے سے عادل کو منانے کی کوشش کرتی رہی تھی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے تھے۔تھک ہار کر وہ فائزہ کے گھر کیف سے ملنے چلی گئیں اور جواب دے دیا کہ تمہارے ابو جی نہ مانے ہیں اور نہ مانیں گے۔

پلیز ان کو منائیں امو۔۔کچھ بھی کرکے منائیں انکو۔۔یا پھر میں جاکر ان سے بات کرتا ہوں۔اس نے منت کی۔

کیف انکے سامنے مت جاؤ۔۔وہ تم پر ہاتھ ہی نہ اٹھادیں۔جوان بیٹوں کو ایسا کچھ نہیں کرنا چاہیے کہ انکے باپ ان پر ہاتھ اٹھانے پر مجبور ہوجائیں۔خالدہ نے سمجھایا۔

اٹھالیں ہاتھ۔۔چاہے مجھے گولی ماردیں۔۔مجھے کوئی غم نہیں ہوگا۔۔مگر میں یوں ہی ماہم کا رشتہ کہیں اور ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔۔اگر میں نے دیر کردی تو اسکا رشتہ کہیں اور پکا ہوجائے گا۔انداز میں بے بسی اور جنون یکساں نظر آئے۔

اففف کیف۔۔کیا ہوگیا ہے تمہیں۔۔۔فائزہ بولی تھی۔۔ہونے دو اسکا رشتہ اور تم بھی اسے بھول کر اپنی پڑھائی پر لگو۔

نہیں بھول سکتا۔۔میں یہاں کھڑے رہ کر اپنا وقت ضائع نہیں کرسکتا۔۔میں ابو جی کے پاس جارہا ہوں۔یہ کہہ کر وہ جنونی سے انداز میں گھر سے باہر نکل

گیا۔

خالدہ اور فائزہ نے بھی پریشانی کی عالم میں اپنی چادریں سنبھالیں اور اس کے پیچھے ہولیں۔

کیف گھر آتے ہی اپنے ابو جی کے قدموں پر بیٹھ گیا۔

آپ نے ساری زندگی اپنے بھائی کو مجھ پر زیادہ اہمیت دی۔۔جب بھی کچھ خریدا پہلے چچا سے پسند کروایا۔۔جب بھی کوئی مشورہ کیا پہلے چچا سے کیا۔۔میں نے کبھی آپ سے کوئی شکوہ نہیں کیا۔کوئی شکایت نہیں کی۔۔زندگی میں پہلی بار آپ سے صرف اتنا مانگ رہا ہوں کہ اس بار آپ میری خوشی کو چچا کی ضد پر اہمیت دے دیں۔۔میں وعدہ کرتا ہوں یہ پہلی اور آخری بار ہوگا۔وہ گڑگڑایا۔

عادل خاموش رہے۔وہ انکے سامنے آنسو بہارہا تھا۔۔عادل نے اپنے قدموں پر بیٹھے ہوئے کیف سے نظریں ہٹالیں۔

آپ میرے حصے کی ساری جائیداد چچا کو دے دیں۔۔چاہے مجھے اس گھر سے بھی نکال دیں مگر میرے وارث بن کر صرف ایک بار میرا رشتہ لے کر ماہم کے گھر چلے جائیں۔وہ کسی بچے کی طرح سسکیاں لیتا ہوا کہہ رہا تھا۔

خالدہ اور فائزہ بھی پہنچ چکی تھیں اور یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔

لے جاؤ اسے میری نظروں سے۔۔اس سے پہلے کہ میں اپنا آپا کھودوں۔وہ

گرجے۔

فائزہ اور خالدہ دونوں کیف کی طرف لپکیں اور اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگیں۔

جب تک ابو جی مان نہیں جاتے میں کہیں نہیں جاؤں گا۔اس نے خود کو فائزہ اور خالدہ سے چھڑواتے ہوئے کہا۔

بچے مت بنو کیف۔۔اٹھو۔۔۔فائزہ نے نرمی سے کہا۔

میں مرجاؤں گا۔۔آپ سب میری شکل دیکھنے کو بھی ترسیں گے۔۔۔کیف بڑبڑایا۔۔

عادل نے کیف کے الفاظ سنے تھے مگر وہ اسے نظر انداز کرتے ہوئے چلے گئے۔وہ گھٹنوں پر بیٹھا روتا رہا۔۔جانے کتنی دیر۔۔

فائزہ اور خالدہ نے اسے اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ نہیں اٹھا۔۔اسے بہلانے کی کوشش کی مگر وہ نہ بہلا۔

میں نے زندگی میں پہلی اور آخری خواہش کی تھی۔۔پہلی دفعہ آپ سب سے کچھ مانگا تھا۔۔میں اپنا سب کچھ دینے کو تیار ہوں۔سب چھورنے کو بھی تیار ہوں۔۔صرف ایک بار کوئی میرے ساتھ چلے۔۔کوئی اس کا ہاتھ میرے لیے مانگ دے۔۔میں کبھی کچھ نہیں مانگوں گا۔۔یہاں تک کہ چچا کو اپنی یا ماہم کی

کبھی شکل تک نہیں دکھاؤں گا۔وہ گڑگڑایا مگر بے سود۔۔فائزہ اپنے گھر نہیں گئی تھی۔۔وہ تب تک اپنے گھر نہیں جانے والی تھی جب تک کیف واپس کراچی نہ چلا جاتا۔صبح ہوتے ہی کیف فائزہ کے پاس آیا تھا۔

آپ چچا سے بات کریں آپی۔وہ بنا کسی تمہید کے بولا تھا۔

میں۔۔۔۔وہ چونکی۔

ہاں آپ۔۔۔اس نے زور دے کر کہا۔

میں کیا بات کروں گی کیف۔۔اسے سمجھ ہی نہ آیا۔

جو بھی کریں۔۔وہ میں نہیں جانتا۔۔بس کچھ بھی کرکے چچا کو اس بات پر منائیں کہ وہ میرے اور ماہم کے رشتے کے درمیان رکاوٹ نہ بنیں۔اس نے منت سی کی۔

ٹھیک ہے میں موقع دیکھ کر بات کروں گی۔وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

موقع دیکھنے جتنا وقت نہیں ہے آپی۔۔ابھی اسی وقت چچا سے بات کریں۔اس کے انداز میں ہی جلد بازی تھی۔اس نے فائزہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔۔اسے جتنی جلدی تھی اسکا بس چلتا تو وہ فائزہ کو اٹھا کر ایک سیکنڈ میں چچا کے پاس پہنچا دیتا کاشف کے کمرے تک جاتے ہوئے وہ یہی سوچتی رہی کہ وہ کیا بات کرے گی؟کیسے کرے گی؟شروع کہاں سے کرے گی؟اور ختم کہاں پر

کرے گی؟

5 سال پہلے جو کچھ ہوا تھا وہ سب فائزہ کے بھی سامنے ہی تو ہوا تھا۔وہ بھی ہونے والے ہر حالات واقعات سے واقف تھی۔۔اس کے لیے یہ بات کاشف سے کرنا کتنا کٹھن تھا یہ صرف وہی جانتی تھی۔

سہمی سہمی سی وہ کاشف کے کمرے میں گئی تھی۔۔اس کی چچی وہاں ہی بیٹھی تھیں البتہ بچے گھر میں کہیں کھیل کود رہے تھے۔

کاشف نے فائزہ کو دیکھتے ہی بڑی سی مسکراہٹ دی۔۔بڑی ہی گرم جوشی سے اس سے حال احوال لیے اور پھر اسی گرم جوشی سے ہی نادیہ کو چائے بنانے کا کہا۔نادیہ بھی مسکراتی ہوئی چائے بنانے کے لیے چلی گئی۔یہی وہ وقت تھا جب فائزہ با آسانی کاشف سے بات کرسکتی تھی۔

چچا آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔وہ کچھ سہم کے بولی۔

کرو بچے۔کاشف نے اس کا سہما ہوا انداز محسوس کیا تھا۔

چچا جو کچھ بھی 5 سال پہلے خالہ فریدہ اور ہمارے درمیان ہوا کیا ہم اسے بھول نہیں سکتے۔۔؟؟ان سے صلح نہیں کرسکتے؟؟اسی سہمے ہوئے انداز میں اس نے کہا۔

کیسی بات کر رہی ہو فائزہ۔۔یہ کیسے ممکن ہے؟میں اپنی بے عزتی کیسے بھول

سکتا ہوں۔کاشف کا لہجہ یکدم ہی بدل چکا تھا۔۔وہ ماتھے پر تیوڑیاں چڑھائے اسے دیکھ رہا تھا۔

کیا فائدہ چچا دشمنی کا۔۔معاف کردینا افضل ہے۔۔آپ بھی ان سب کو معاف کردیں اور صلح کرلیں۔وہ رک رک کر بول رہی تھی۔

مگر میں اتنا افضل نہیں ہوں فائزہ کہ انہیں معاف کردوں۔۔رہا سوال دشمنی کا تو دشمنی وہ ہوتی ہے جہاں دو لوگ ایک دوسرے کے خلاف کوئی نا کوئی منصوبہ بناتے رہیں۔۔ہم تو صرف ایک دوسرے کی شکل نہیں دیکھتے نہ دیکھنا چاہتے ہیں۔وہ دو ٹوک انداز میں بولا۔

چچا میری خاطر۔۔پلیز۔۔پلیز آپ سب کچھ بھول جائیں۔اس نے جذباتی بلیک میلنگ کی کوشش کی۔

تمہاری خاطر اس بارے میں سوچ سکتا ہوں۔۔سوچوں گا اس بارے میں۔۔ وگرنہ مجھے ایسا کچھ سوچنا بھی گنوارا نہیں۔۔ہاں مگر کوئی وعدہ نہیں کرتا۔ماتھے پر ڈالے بل ختم کئے اور صوفے پر ٹیک سی لگائی پھر کچھ تشویشی نظروں سے فائزہ کو دیکھا اور کہا۔

مگر اچانک یہ صلح صفائی کی باتیں کیوں ہونے لگیں۔۔؟

اگر کیف کو اتنی جلدی نہ ہوتی تو فائزہ اس وقت چچا سے صرف سوچنے کی بات ہی منواتی۔۔۔اسکے پاس وقت ہوتا تو وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی مگر ماہم کے

کہیں اور رشتہ طے پاجانے کے ڈر سے کیف کچھ ہڑبڑا سا گیا تھا۔

چچا میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گی۔۔دراصل ہم ماہم کا ہاتھ کیف کے لیے مانگنا چاہتے ہیں۔وہ ایک ہی سانس میں بول گئی۔

کیا کہہ رہی ہو تم۔۔ کاشف یکدم ہی صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اگر ایسا کیا تو میں تم سب سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ناطہ توڑ دوں گا۔اس نے دھمکی دی۔

جذباتی ہوکر مت سوچیں چچا۔۔آپ دیکھیں نا آپ کو نادیہ چچی جیسی کتنی اچھی شریک حیات ملی ہے۔۔۔وہ کچھ جھجک کے بولی۔

بات اچھی شریک حیات کی نہیں ہے۔۔بات عزت کی ہے۔دوٹوک جواب آیا۔

کیف ماہم کو پسند کرتا ہے۔۔ اس نے کاشف پر دھماکہ کیا۔۔اس کے علاوہ اسے اب کوئی چارہ نہیں لگا۔۔وہ خوامخواہ بحث کرنے کے بجائے اصل بات پر آئی تھی۔

کاشف کے چہرے پر ایک رنگ آیا اور چلاگیا۔۔۔پھر کچھ سنبھلتے ہوئے وہ بولا۔

پسند تو میں بھی کرتا تھا۔۔جب انہوں نے مجھے رشتہ نہیں دیا تو کیا کیف کودیں گے؟؟جو ابھی بچہ ہے کماتا تک نہیں ہے۔انداز میں مغروری نظر آئی۔

وہ سب تو بعد کی بات ہے چچا۔۔پہلے آپ اجازت تو دیں کہ ہم کیف کے لیے

بات چلائیں۔انداز التجائیہ تھا۔

میں مرجاؤں گا مگر کبھی اس رشتے لے لیے ہامی نہیں بھروں گا۔اس سے پہلے کہ فائزہ کچھ کہتی وہ بولے چائے آنے والی ہوگی۔۔چائے پی کر ہی جانا۔یہ اس بات کا اشارہ تھاکہ وہ چائے پیئے اور وہاں سے چلتی بنے۔۔مزید کوئی بات کرنے کی سوچے بھی مت۔

کیا کہا چچا نے۔وہ کمرے میں آتی ہوئی فائزہ کی طرف لپکا تھا۔

وہی جس کی امید تھی۔وہ نظریں چرائے بولی۔

مگر کیوں؟؟انہیں آخر مسئلہ کیا ہے؟دو بچوں کے باپ ہیں وہ۔۔ابھی بھی انہیں پچھلا رشتہ ٹوٹنے کا غم ہے۔۔بلکہ رشتہ ہوا ہی کہاں تھا۔۔ابھی تو رشتہ بھی نہیں ہوا تھا۔۔رشتہ کیا۔۔ان کا نکاح بھی ہوجاتا اور پھر ٹوٹ جاتا تب بھی ماہم مجھ پر جائز تھی۔۔تب بھی میں اس سے نکاح کرسکتا تھا۔۔ہمارا مذہب مجھے اس بات کی اجازت دیتا ہے۔۔۔اس نے اب مذہب کا سہارا لیا۔

جائز نا جائز کو بیچ میں مت لاؤ کیف۔۔ایسا بہت کچھ ہے جو ہم مسلمان ہونے کے باوجود نہیں کرتے۔۔اور مسلمان ہونے کے باوجود کرتے ہیں۔۔اگر ہم ہر معاملے میں اپنے مذہب کے احکام پر چلتے تو آج تمہاری یہ مشکل بھی آسان ہوجاتی۔۔وہ کمرے سے جانے کے لیے پلٹی۔

پلٹنے پر اس کی نظر خالدہ پر پڑی جو اس وقت کمرے میں ہی داخل ہو رہی تھی۔

امی یہ کیا بات ہوئی۔۔میں کیوں مذہب کا حوالہ نہ دوں؟کہاں لکھا ہے کہ ماہم چچا صاحب(چچا صاحب اس نے طنزیہ کہا تھا)کی منگیتر ہوتے ہوتے رہ گئی تو اب میری بھی نہیں ہوسکتی۔۔بتائیں آپ۔۔وہ خالدہ کی طرف بڑھ کر بولا۔

کہیں نہیں لکھا کیف۔۔مگر تم اپنی یہ ضد چھوڑدو۔۔تم نے اپنے ابو جی سے بھی بات کرلی ہے اور اپنے چچا کا انکار بھی جان گئے ہو۔۔اب بس کرو۔۔ختم کرو یہ ڈرامہ۔وہ جیسے اس کے اس پاگل پن سے زچ سی ہوگئ تھیں۔

یہ ضد نہیں ہے۔۔آپ سب کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔میں نے زندگی میں کبھی کسی لڑکی کو مڑکر بھی نہیں دیکھا۔۔یہ آپ سب بھی جانتے ہیں۔۔نہ میری ایسی نیچر ہے کہ میں کسی کی طرف بھی بس یونہی اٹریکٹ ہوجاؤں۔۔پھر کیوں؟؟ پھر کیوں آپ سب؟؟آواز میں بے بسی تھی۔

خالدہ نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔اور اس کی پشت پر نرمی سے ہاتھ پھیر کر تسلی سی دی۔

چچا۔۔۔لہجہ سرد تھا۔

کاشف نے سر اٹھا کر کیف کو دیکھا۔اور پھر سے نظریں اخبار پر جھکالیں۔۔وہ

اس وقت لان میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔

کیف اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا اور گلہ کھنکار کر کہا۔

کل فائزہ آپی نے آپ سے میرے بارے میں بات کی تھی۔۔میں اسی سلسلے میں آیا ہوں۔

کاشف نے ایک دفعہ پھر اسکی طرف دیکھا اور پھر اپنی اخبار کو لپیٹ کر میز پر رکھ دیا۔اب وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی اسکی طرف کچھ جھکا اور لہجے میں نرمی لیے ہوئے کہا۔

بیٹا کیف۔۔فرض کرو میں مان بھی جاؤں تب بھی تمہارا ہی نقصان ہے۔۔اور میں تمہارا نقصان نہیں چاہتا۔

کیسا نقصان چچا۔۔کاشف کے لہجے میں نرمی دیکھ کر کیف کا اعتماد کچھ بحال ہوا تھا۔۔وہ اب با آسانی اپنا موقف بیان کرسکتا تھا۔

ماہم گھر بسانے والی لڑکیوں میں سے نہیں ہے۔۔نہ ہی کسی ایک مرد پر ٹکنے والوں میں سے ہے۔وہ بڑی رسانیت سے کہہ گیا اور کیف کے دل میں سوئی سی چبھی مگر اس نے اپنے چہرے کے تاثرات نہیں بدلے تھے۔

دیکھو کیف۔۔13سال کی عمر میں جو لڑکی اپنے سے دگنی عمر والے کو پھانس سکتی ہے۔۔اسکے لیے 26 سال کی ہونے کے بعد تم جیسے نوجوان لڑکے کو

پھنسانا کوئی مشکل بات نہیں۔۔میں اس کے لیے تمہیں ہر گز قصوروار نہیں سمجھتا۔۔جب میں ایک میچیور انسان اس کی اداؤں کے سامنے ہار گیا تو تم کیا چیز ہو۔اس بار کے الفاظ نے کیف کے اندر کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔۔کاشف اس کی غیرت کا امتحان لینے پر تلا تھا۔۔جس لڑکی کو وہ اپنی بیوی بنانے کا سوچ رہا تھا۔۔اسی کا نام وہ اس بے دردی کے ساتھ بار بار اپنے ساتھ لے رہا تھا۔۔وہ بھی اتنے واہیات طریقے سے۔

کاشف عالم اس پر یہ جتا رہا تھا کہ اس کی محبت اس سے پہلے اس کی محبت تھی

کیف عالم نے غیر دانستہ طور پر نظریں جھکالیں اور اپنے دانتوں کو پیسا۔۔۔

یہ تمہارے لیے بھی باعث شرمندگی کی بات ہوگی کہ اپنے چچا کی محبوبہ کو اپنی بیوی بنالو۔وہ اس کی جھکی نظروں کو دیکھ کر بولا۔

اب کی بار اس کی رگیں تنی تھیں۔

تمہیں ایک مشورہ دیتا ہوں کیف۔۔اس لڑکی سے دل لگی کرنا چاہو سو بار کرو۔۔میں ایک حرف بھی کہہ گیا تو میرا نام کاشف عالم نہیں مگر اسے اپنی عزت بنانے کا سوچنا بھی نہیں۔۔وہ اس لائق نہیں ہے۔۔ویسے بھی تمہیں اور کیا چاہیئے۔۔مزے کرو بس۔بڑی ہی سہولت سے یہ کہہ کر اس نے میز پر پڑی ہوئی اخبار دوبارہ اٹھائی اور پڑھنے میں مصروف ہوگیا۔

کیف عالم کا چہرہ سرخ ہوچکا تھا۔اس کا وجود تپنے لگا تھا۔۔۔

کچھ لمحے وہ وہاں ہی بیٹھا رہا کہ شاید ہمت کر کے وہ کوئی جواب دے سکے مگر اس کے پاس جواب تھا کہاں؟؟ وہ یوں ہی سرخ چہرہ لیئے اپنے کمرے میں چلا آیا اور ایک زور دار پنچ دیوار پر دے مارا۔

اس پنچ نے اسکو تسکین نہیں دی تھی۔۔اس نے پوری قوت سے ایک اور پنچ دیوار پر مارا۔۔شاید اب بھی کچھ کمی رہ گئی تھی۔۔اس نے پھر سے ایک پنچ مارا۔۔دیوار پر خون کے نشان نظر آئے۔۔اس نے اپنا ہاتھ دیکھا۔خون اسکی انگلیوں سے بہ رہا تھا۔بے اختیار وہ ایک جنونی قہقہہ لگا کر زمین میں گرتا چلا گیا۔وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا اپنے ہاتھ دیکھنے لگا۔۔خون میں لت پت ہاتھوں کی لکیریں دیکھنے لگا۔۔پھر کسی جنونی انداز میں اپنے دونوں ہاتھوں کے پنچ بنا کر زمین پر مارنے لگا۔۔۔

اسے یہ غصہ کس پر تھا؟؟کاشف پہ؟ماہم پہ؟خود پہ؟یا اپنی قسمت پہ؟یہ وہ نہیں جان پایا تھا۔۔اس وقت جو چیز وہ جانتا تھا وہ وہی کر رہا تھا۔۔والہانہ سے انداز میں زمین پر لگاتار پنچز۔

کیف۔۔کیف۔۔یہ کیا کر رہے ہو کیف۔۔۔اس کے پنچز کی آواز باہر تک گئی تھی۔۔جس پر فائزہ دوڑتی ہوئی اس کے کمرے میں آئی تھی۔

کیف نے کچھ نہیں سنا تھا وہ اب بھی زمین پر والہانہ پنچز مار رہا تھا۔فائزہ اس کی طرف لپکی اور اس کے ہاتھوں کو مظبوطی سے تھاما۔۔وہ اب گھٹنوں کے بل

اس کے دونوں ہاتھ تھامے اس کے مقابل بیٹھی تھی۔۔

کیف کے زخمی ہاتھوں پر اس کے آنسو گرے تھے۔

ہماری جان لوگے کیا کیف۔۔ہمارا کیا قصور ہے؟اس نے اشک بار آنکھوں سے کہا۔

کیف نے سر جھکالیا۔۔اس کے اشک زمین پر گرے۔۔اس کے لیے یہی اس کے ضبط کی انتہا تھی۔ورنہ اس کا بس چلتا تو اس وقت وہ پوری دنیا کو ہلا دیتا۔ سب کچھ زمیں بوس کردیتا۔۔جلا دیتا۔۔نست و نابود کردیتا۔۔یہاں تک کہ خود کو بھی۔

خالدہ اور عادل بھی کسی خدشے کے تحت اسی پل اس کے کمرے میں پہنچ چکے تھے۔

اس نے سر اٹھا کر ان دونوں کو دیکھا تھا۔۔ ایک درد بھری مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھری تھی۔

مبارک ہو آپ سب کو۔۔آپ سب جیت گئے۔۔ اس نے فائزہ سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔زمین پر اس کے ہاتھ سے نکلنے والے خون کے قطرے گرنے لگے۔

خالدہ اس کے ہاتھ دیکھ کر اس کی طرف بڑھنے لگی تھیں مگر کیف نے ہاتھ بڑھا کر انہیں پاس آنے سے روکا۔

آج کے بعد کیف عالم مرگیا۔۔مرگیا کیف عالم۔۔جائیں آپ سب جشن منائیں۔ خوشیاں منائیں۔۔چھوڑ دیا کیف عالم نے اپنی خواہش کو اور زندگی کو بھی۔۔

عادل جو اپنی کمر پر اپنے دونوں ہاتھ باندھے کھڑے یہ سب کچھ خاموش سے دیکھ رہے تھے کچھ قدم کیف کی جانب بڑھنے لگے۔۔

کیف نے ان کو بھی ہاتھ بڑھا کر روکا۔

کہا نا مرگیا کیف عالم۔۔مبارک ہو ابو جی۔۔اب کبھی بھی آپکے لاڈلے بھائی کو آپکے اس نالائق بیٹے کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔یہ کہتے ہی وہ جنونی انداز میں کمرے سے نکل گیا۔۔صرف کمرے سے ہی نہیں وہ گھر سے بھی نکل گیا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادھر کیف گھر چھوڑ کے چلا گیا ادھر ماہم کے لیئے عرش کا رشتہ آیا تھا اور فریدہ کب سے ماہم کا اس رشتے کے بارے میں جواب جاننا چاہ رہی تھی اور ماہم ٹالے جارہی تھی اس امید پہ کہ شاید کیف کے گھر والے ماہم کے لیئے کیف کا رشتہ لے کے آجائیں۔۔کتنا وقت چاہیئے تمہیں؟ میر اخیال ہے کہ اب تمہیں اپنا جواب دے دینا چاہیے۔فریدہ نے بریڈ پہ جام لگاتی ہوئی ماہم سے کہا۔

کیسا جواب ؟ وہ انجان بنتے ہوئے بولی تھی۔

عرش کے بارے میں جواب۔انداز دو ٹوک سا تھا۔

ابھی میں نے سوچا نہیں۔لاپرواہی سے بریڈ کا بائٹ لیتے ہوئے بولی۔

کب سوچو گی؟روز مجھے فرحت بھابھی کی کال آتی ہے۔۔کیا جواب دوں میں ان کو کہ میری بیٹی میرے کنڑول سے ہی باہر ہوتی جارہی ہے۔ان کا پارہ چڑھنے لگا۔

آپکو کیا جلدی ہے مما؟؟اور انکو کیا جلدی ہے؟؟میں بھاگی تو نہیں جارہی۔۔ شادی تو ویسے بھی دیر سے ہی کرنی ہے۔۔تو اتنی جلدی رشتہ کس لیے؟اس نے بے بسی سے بریڈ سلائس پلیٹ پہ رکھتے ہوئے کہا۔

اتنی دیر بھی کس لیے ماہم؟لڑکا دیکھا بھالا ہے تمہارا سگا کزن ہے۔۔سیرت اور صورت۔۔ہر لحاظ سے اچھا ہے پھر آخر کیا بات ہے جو تمہیں اتنا سوچنے پہ مجبور کر رہی ہے۔وہ اب اس پر سوالیہ نظریں جمائے بیٹھی تھیں۔

جو بھی سیرت اور صورت کے لحاظ سے اچھا نظر آئے گا۔۔کیا میں اس سے شادی کرلوں گی۔اسکے لہجے میں بے بسی تھی مگر فریدہ کو وہ بدتمیزی محسوس ہوئی۔

ماہم۔۔۔وہ رعب دار لہجہ میں بولیں۔

مل جائے گا آپکو جواب مما۔۔اور اگر جواب کی زیادہ جلدی ہے تو پھر میرا

جواب نہ ہے۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور پیر پٹختے ہوئے وہاں سے چل دی۔

فریدہ نے اپنا سر ہاتھوں میں لے لیا۔۔

آج 4 دن ہوگئے میرا کیف اب تک نہیں آیا۔۔میں کچھ نہیں جانتی مجھے میرا کیف چاہیے۔۔۔وہ سسکتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔عادل اور فائزہ انہیں کب سے چپ کروارہے تھے۔۔کیف کے سب دوستوں سے رابطہ کیا گیا تھا مگر کسی کو اس کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔

خدا کا واسطہ ہے مجھے میر اکیف لادو۔۔۔وہ تڑپیں۔۔

فائزہ بھی مسلسل آنسو بہارہی تھی۔۔بہا تو عادل بھی رہے تھے مگر اپنے اندر ہی۔

ماہم۔۔وہ ماہم جانتی ہوگی کہ کیف کہاں ہے۔۔اسے ضرور پتہ ہوگا۔۔کیف اس کی خاطر ہی تو ہم سے روٹھ کے چلا گیا۔۔اسے ضرور پتہ ہوگا۔انہیں جیسے پھر سے ماہم کا خیال آیا۔

ان 4 دنوں میں وہ پہلے بھی ماہم کا نام لیتی رہی تھیں مگر کسی نے ان کی بات پر دھیان نہیں دیا تھا۔کوئی بھی ماہم یا اس کے گھر والوں سے رابطہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس لڑکی کو اپنالیں۔۔میرا بیٹا مجھے واپس مل جائے گا۔خالدہ اچانک ہی عادل کے پیروں میں جا گری۔

عادل پہ سکتہ طاری ہوا۔یہ سب ان کے لیے ناقابل برداشت تھا۔

انہوں نے خالدہ کو اٹھانا چاہا مگر خالدہ نے مظبوطی سے عادل کی ٹانگیں پکڑلیں

چلیں ابھی چلیں ماہم کا ہاتھ مانگنے۔۔جیسے ہی کیف کو پتہ چلے گا کہ ہم نے اسکا رشتہ ماہم سے کردیا ہے وہ دوڑا چلا آئے گا۔۔وہ سسکیاں بھرتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

امی ٹھیک کہہ رہی ہیں ابو۔۔کیف کا رابطہ ضرور ماہم سے ہوگا۔۔بہتر یہی ہے کہ آپ پرانی باتیں بھول کر ماہم کا ہاتھ مانگنے پر راضی ہوجائیں۔۔کہیں یہ نا ہو کہ اپنی انا کے چکر میں ہم سب کیف کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو دیں۔فائزہ نے کہا تھا۔

میں کچھ نہیں جانتی۔۔ابھی اسی وقت ماہم کے گھر چلیں۔۔ہوسکتا ہے کہ کیف وہاں ہی ہو۔۔باقی تو ہر جگہ پتہ کرلیا آپ نے۔۔ایک ماہم کا گھر ہی تو رہتا ہے۔ وہ اب بھی عادل کی ٹانگوں کو جکڑے ہوئے تھیں۔

عادل نے مظبوطی سے خالدہ کو اپنی گرفت میں لیتے ہو ئے اٹھایا۔

بچکانہ باتیں مت کرو۔۔وہ ان کے گھر میں کیوں ہوگا۔

ماہم کو ضرور پتہ ہوگا ابو۔۔پلیز ابو۔۔ہم سب کا اتنا امتحان مت لیں۔۔اسطرح سسک سسک کر امی اپنا حال مزید خراب کرلیں گی۔۔کیف کو کچھ ہو نہ ہو امی کو ضرور کچھ ہوجائے گا۔۔اور امی کو اس حال میں دیکھ کر مجھے بھی۔فائزہ نے بھی روتے ہوئے کہا تھا۔

ٹھیک ہے۔۔کال کرو اس ماہم کو۔۔فریدہ سے بھی رابطہ کرو۔۔ہم ماہم لیں گے۔۔کب تک کرلے گا کیف ماہم سے شادی؟؟انہوں نے فائزہ سے پوچھا۔

ابو جی 2 سال تو ماسٹرز میں لگ جائیں گے 1 سال اسے اچھی جاب اور پوسٹ حاصل کرنے میں لگ ہی جائے گا۔۔آپ تو جانتے ہی ہیں وہ کتنا خوددار ہے۔۔ اپنی شادی کے لیے ایک پیسے کی بھی مدد آپ سے نہیں لے گا۔۔تو میرے حساب سے اسے 3 سال تو لگ ہی جائیں گے۔فائزہ نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔۔کہہ دو فریدہ سے کہ 3 سال بعد ماہم سے کیف کی شادی کردیں گے۔۔مگر ان 3 سالوں میں یہ بات صرف ہم دو گھروں کے درمیان ہی رہے گی۔۔کاشف یا کسی اور کو اس رشتے کے بارے میں پتہ نہیں چلنا چاہیے۔۔ 3 سال تک کاشف مزید ٹھنڈا ہوجائے گا۔۔تب کی میں تب دیکھ لوں گا۔یہ کہہ کر اچانک ہی انہیں کوئی اور خیال بھی آیا۔

اس بار وہ ہاں کردیں گے کیا ؟؟

ابو کیف اتنے یقین سے آپ سب کی منتیں کر رہا تھا۔۔یقیناً دوسری طرف سے

بات پکی ہی ہو گی۔اس نے اپنا اندازہ بتایا۔

ہمم۔۔ٹھیک ہے۔۔جلد از جلد ماہم اور فریدہ سے بات کرو۔۔اور ہاں نرمی اور اخلاق سے ان پر یہ ضرور واضح کردینا کہ اس وقت ہم انکے گھر باقاعدہ رشتہ لے کر نہیں آسکتے کیونکہ کسی کو بھی پتہ چل گیا تو بات کاشف تک جا پہنچے گی اور وہ وقت سے پہلے ہی فساد کھڑا کردے گا۔انہوں نے ہدایت دی۔

جی ابو جی۔۔میں ابھی صدف سے ماہم کا نمبر لیتی ہوں۔وہ کہتے ہی فوراً اپنا سیل فون لیے اس پر کال ملاتے ہوئے کمرے سے نکل گئی اور خالدہ تشکرانہ نظروں سے عادل کو دیکھنے لگیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عادل نے بھی خالدہ کو نظروں سے تسلی سی دی۔۔

چھے دن ہوچکے تھے۔۔کیف نے اس سے رابطہ نہیں کیا تھا۔وہ اپنے کمرے میں فرش پر بیٹھی آنسو بہانے میں مصروف تھی۔۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ کبھی زندگی میں وہ اس قدر روتلو بن جائے گی۔۔جب سے کیف اس کی زندگی میں آیا تھا اسے بس ایک ہی کام تھا۔۔رونے کا۔۔اور آج بھی وہ رو ہی رہی تھی۔۔کبھی اس کی یاد میں رونا تو کبھی اس کے الفاظ پر رونا۔۔کبھی اس کو کھو دینے کے خیال سے رونا اور آج اسے کھو دینے پر رونا۔۔آج آخری دن تھا جب وہ کیف کے لیے حق سے رو سکتی تھی۔۔۔

کل جمعہ کے دن وہ کسی اور کے نام ہو جانے والی تھی۔۔تب وہ کس حق سے کیف کے لیے آنسو بہاتی؟؟کیف اس کے لیئے بس ایک یاد بن کر رہ جانے والا تھا۔۔ایک ایسی یاد جو کبھی اسے کڑکتی دھوپ میں سلگاتی تو کبھی بارش کی ہلکی بوندوں سی اسے تسکین دیتی۔

وہ اپنے ہاتھ دیکھنے لگی۔۔کسی معصوم بچے کی طرح اپنے ہاتھوں میں کچھ کھوجنے لگی۔۔شاید کیف کا نام۔۔

اسکے سیل فون نے شور مچایا۔۔اس نے اپنے آنسو صاف کیئے اور سیل فون کی اسکرین دیکھی۔کوئی انجانہ نمبر اسکرین پر جگمگا رہا تھا۔وہ کال ڈسکنیکٹ کرنے ہی والی تھی کہ کسی خیال کے تحت اس نے اٹینڈ کرلی۔شاید اس کے دل کو کیف کا انتظار تھا۔ہوسکتا تھا وہ کسی اور کے نمبر سے اس سے رابطہ کر رہا ہو۔۔ہونے کو تو کچھ بھی ہوسکتا تھا۔

ہیلو۔اس نے کال ریسیو کرکہ کہا۔

میں فائزہ ہوں ماہم۔فائزہ نے ہیلو کے جواب میں اپنا تعرف کروایا۔

فائزہ؟؟ وہ پہچانی نہیں تھی۔۔اس وقت اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کی خالہ زاد فائزہ بھی کبھی اسے کال کرسکتی ہے۔۔

کیف کی بہن فائزہ۔فائزہ نے اب کیف کے نام سے اپنا تعارف کروایا۔۔۔کہنے کو تو وہ یہ بھی کہہ سکتی تھی کہ تمہاری خالہ کی بیٹی فائزہ۔۔تمہاری کزن فائزہ

مگر اس نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا۔۔وہ کیف کی وجہ سے ہی اسے کال کر رہی تھی تو تعارف بھی اس نے کیف کے نام سے ہی دینا بہتر سمجھا۔

ماہم کی بھوری آنکھیں حیرت سے پھیل چکی تھیں۔۔وہ اس پل گونگی سی ہوگئی تھی۔

کیف کہاں ہے؟فائزہ نے سوال کیا۔

کیف کہاں ہے مطلب؟ وہ مزید حیران ہوئی۔

فائزہ کو لگا وہ اسے بتانا نہیں چاہتی اور شاید بتائے گی بھی نہیں۔۔اس لیے اس نے بحث کرنے کے بجائے سیدھا بات کی طرف آنا مناسب سمجھا۔

امی تمہاری امی سے تمہارے رشتے کی بات کرنا چاہتی ہیں۔۔ان سے بات کروا دو۔۔اس نے خالہ لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔۔تمہاری امی کہا تھا۔

کیا؟؟؟اس نے بے یقینی سے کہا۔

تمہاری امی راضی تو ہیں نا؟ وہ اتنے سالوں میں فریدہ کو خالہ کہنا ہی بھول چکی تھے جیسے۔

پتہ نہیں۔۔۔وہ ہکی بکی سی بولی۔

کیا مطلب ہے پتہ نہیں۔۔؟؟پتہ کرو اور مجھے جواب دو۔۔میں انتظار کررہی ہوں اور اگر تمہیں بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے تو میری بات کرواؤ۔۔میں

ان سے خود ہی پوچھ لیتی ہوں۔فائزہ بغیر کوئی مروت رکھے بول رہی تھی۔۔

ماہم کو سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ اس رشتے کو اپنے لیے اعزاز سمجھے یا اپنی توہین۔

میں ان سے خود کیسے بات کروں آپی۔۔میں نے اب تک ان سے کوئی ذکر نہیں کیا۔۔میں ان سے آپکی بات کروادیتی ہوں۔ماہم نے بھرائی ہوئی سی آواز میں کہا۔

ٹھیک ہے۔۔میں ان سے بات کرلیتی ہوں۔۔فون دو انہیں۔اس بار فائزہ نے کچھ نرمی سے کہا تھا۔۔وہ ماہم کی بھرائی ہوئی آواز پر کچھ شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔

آپ ہولڈ کریں۔۔میں بات کرواتی ہوں۔۔مگر آپی۔۔۔اس نے کچھ سہم کر کہا۔

مگر؟؟؟وہ متجسس ہوئی۔

وہ میرے اور کیف کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں۔۔انہیں کچھ بھی پتہ نہیں ہے۔۔آپ بھی پلیز انہیں کچھ مت بتایئے گا۔لہجہ التجائیہ تھا۔

بے فکر رہو۔فائزہ کو ملنا بھی کیا تھا فریدہ کو کچھ بتاکر۔

وہ سیل فون ہاتھ میں لیے فریدہ کے پاس دوڑتے ہوئے آئی تھی۔

مما۔۔مما۔۔فائزہ آپی کی کال ہے۔اس نے سیل فون فریدہ کی طرف بڑھایا۔

کون فائزہ؟اتنی جلدی میں انہیں بھی یاد نہ آیا۔۔ظاہر ہے فائزہ کی کال کی امید انہیں بھی نہ تھی۔

اپنی فائزہ مما۔۔خالہ خالدہ کی بیٹی۔اس نے سیل فون مزید بڑھایا۔

فریدہ حیرت اور بے یقینی کے تاثرات لیئے ماہم کو دیکھنے لگیں۔

بات کریں ورنہ کال کٹ جائے گی۔ماہم نے کہا۔

ہیلو۔۔فائزہ؟؟؟اسی حیرانی کے عالم میں انہوں نے جیسے تصدیق چاہی۔

جی فائزہ بول رہی ہوں۔۔کیسی ہیں آپ؟ فائزہ نے رکھائی سے نہیں نرمی سے کہا تھا۔

میں بالکل ٹھیک میری بیٹی۔۔سالوں بعد تمہاری آواز سنی ہے۔۔تم کیسی ہو؟؟

فریدہ اب جذباتی سی ہونے لگی تھیں۔اس سے پہلے کے فائزہ جواب دیتی وہ مزید سوال کرنے لگیں۔

خالدہ کیسی ہے؟؟عادل بھائی کیسے ہیں؟بھول ہی گئے تم سب مجھے۔۔سالوں میں ایک فون تک نہیں کیا۔۔۔سوالوں کے ساتھ ساتھ اب وہ شکوہ بھی کرنے لگیں۔

آپکو نہیں بھولے خالہ۔۔اور ہم سب بالکل ٹھیک ہیں۔۔بس آپ سے کچھ مانگنا چاہتے ہیں۔فائزہ نے تمہید باندھی اور فریدہ کے محبت بھرے الفاظ نے اسے خالہ کہنے پر مجبور کر ہی دیا۔

جان بھی حاضر ہے میری بیٹی۔۔ترس گئی ہوں تم سب کے لیے۔۔اپنی بہن

کے لیے۔وہ اب ساتھ ہی آنسو بھی بہانے لگی تھیں۔

ہم بھی ترس گئے ہیں خالہ۔۔اسی لیے اس سارے قصے کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔
وہ بھی کچھ جذباتی ہوئی۔۔ساتھ ہی وہ اب موقف کی طرف آنے لگی۔

آپکے گھر سے رشتہ نہ ملنے پر سارا فساد کھڑا ہوا تھا۔۔اگر آپ وہی رشتہ ہمیں دے دیں تو سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔

کیا مطلب۔۔میں سمجھی نہیں۔وہ واقعی نہیں سمجھی تھیں۔

ہم کیف کے لیے ماہم کا ہاتھ مانگنا چاہتے ہیں۔

فریدہ کو سن کر جھٹکا لگا۔ماہم بھی بے چین سی مسلسل ان کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ کیسے ممکن ہے؟؟۔۔۔بے یقینی سے کہا۔

ممکن آپ نے بنانا ہے خالہ۔۔ہم سب راضی ہیں۔۔بس اب آپ سب ہامی بھریں تاکہ یہ سالوں کی ناراضی ختم ہو۔وہ بڑی رسانیت سے بولی۔

مگر فائزہ۔۔۔انہوں نے کچھ کہنا چاہا۔

آپ ایک آدھ دن سوچ لیں خالہ۔۔کوئی جلدی نہیں ہے۔۔میں دوبارہ آپ سے رابطہ کروں گی۔فائزہ نے سوچنے کے لیے مہلت دی۔۔کال کرنے سے پہلے وہ نہیں جانتی تھی کہ فریدہ سب باتوں سے بالکل ہی انجان ہے اور ایسے میں اس

کو سوچنے کے لیے وقت تو چاہیے ہی ہوگا۔

کال کٹ چکی تھی۔۔فائزہ ابھی بھی حیران پریشان سی تھیں۔

کیا کہا آپی نے۔۔۔؟ ماہم نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

تمہارا ہاتھ مانگ رہی تھی کیف کے لیے۔انھوں نے سیل فون اسے دیتے ہوئے کہا۔

ہائیں؟؟سچ ؟؟ اس نے مصنوعی حیرت سے کہا۔

ہمم۔۔۔ سر کو جنبش دے کر فریدہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

اب آپ کیا کریں گی مما؟؟ اسے تشویش ہوئی۔

پتہ نہیں۔۔کہیں کھوئے ہوئے وہ بولیں۔

مجھے لگتا ہے آپ کو ہاں کردینی چاہیے۔۔آپ کو ویسے بھی میرا رشتہ کرنے کی جلدی تھی۔۔تو اس بہانے رشتہ بھی ہوجائے گا اور آپ کی اپنی بہن سے صلح بھی۔اس نے معصوم سا چہرہ بناکر تجویز دی۔

مگر ماہم۔۔یہ سب اچانک۔۔۔مجھے تو بڑا عجیب لگ رہا ہے۔وہ الجھ سی گئیں۔

اس میں عجیب کیا ہے مما۔۔کہیں آپکو میری فکر تو نہیں۔۔؟؟آپ میری فکر نہ کریں۔۔میں نے تو آپکی خوشی کے لیے کاشف تک کے لیے ہاں کردی تھی۔۔تو پھر کیف کے لیے کیوں نہیں۔۔میں جانتی ہوں آپ خالہ کو بہت یاد کرتی ہیں

اور میں آپکی خوشی کے لیے کیف سے رشتے کے لیے تیار ہوں۔اب وہ چالاک بنی۔

تم پر تو مجھے مان ہے ماہم۔۔مگر کمال یہ ہے کہ ہمارا سالوں سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔آج اچانک ہی فون آیا اور فون کرتے ہی تمہارا ہاتھ بھی مانگ لیا۔وہ اپنی جگہ بالکل صحیح تھیں۔۔ایسی سچوئیشن کسی کو بھی دنگ کر سکتی ہے۔

کیا آپ اپنی بہن سے صلح کرنا نہیں چاہتیں؟اس نے اب جذباتی بلیک میلنگ شروع کی۔

چاہتی ہوں۔۔بلکہ ترستی ہوں اپنی بہن کے لیے۔انکی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔

تو وہ بھی ترستی ہوں گی نا مما۔تبھی تو انہوں نے صلح کے لیے ہاتھ بڑھایا ہے۔۔اور میرا رشتہ لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس بات کو ختم کرنا چاہا ہے آپ خود سوچیں اگر وہ میرے رشتہ نہیں لیں گے تو انکو ساری زندگی خلش رہ جائے گی۔۔ہمیشہ اپنی بے عزتی بھی یاد آئے گی۔۔۔اس نے فریدہ کے سوالوں کے جواب چالاکی سے اپنے حق میں دینا شروع کیئے۔

فریدہ بھی اس کی باتوں پر یقین کر رہی تھیں۔

ہاں ایسا ہی ہوگا اور میں اس بارے میں اگر سوچوں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔خاندان کے فنکشنز وغیرہ میں کیف سے بھی مل چکی ہوں ایک دو بار۔۔ وہ بھی نہایت سلجھا ہوا لگا تھا۔۔محسوس ہورہا تھا کہ اسے اپنوں سے پیار ہے۔۔

خود آکر ملا تھا مجھے جب کہ تم خالدہ سے چھپتی پھرتی ہو۔۔ویسے بھی خالدہ کی تربیت پر مجھے پورا بھروسہ ہے۔وہ مطمئن نظر آئیں۔

تو بس پھر۔۔ہاں کریں اور صلح کریں۔و ہ چہکی۔

شہباز؟؟اور عرش؟؟؟!نہیں یاد آیا۔

ماہم کے چہرے کا رنگ اڑا۔۔اب پھر سے کہیں عرش نامہ نہ شروع ہوجائے۔

بابا کو آپ منا لینا۔۔اور عرش کے لیے تو آپ نے اب تک ہاں کی ہی نہیں۔ اس نے پھر سے دماغ لڑایا۔

مگر ماہم؟؟؟وہ سوچ میں پڑیں۔

اب عرش سے تو کروڑ درجے کیف اچھے ہیں مما۔وہ کہے بنا نہ رہ سکیں۔

فریدہ اسے حیرانی سے دیکھنے لگیں۔ماہم ان کی سوالیہ نظروں سے بچنے کی خاطر وہاں سے کھسک گئی۔۔۔۔۔

پتہ لگا کیف کا؟؟ کہاں ہے میرا کیف ؟؟ کیا بتایا ماہم نے۔کمرے میں فائزہ کو آتا دیکھ کر فوراً ہی خالدہ اس کی طرف لپکیں اور سوالات شروع کردیئے۔

ہاں امی۔۔پتہ لگ گیا ہے۔۔ماہم نے بتایا ہے کہ وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔بس ناراض ہے اس لیے اس نے اپنا سیل فون آف رکھا ہوا ہے۔فائزہ نے دانستہ

جھوٹ کہہ دیا۔۔ماہم سے کہو اس سے کہے کے اب تو وہ گھر آجائے۔

ہاں امی کہہ دوں گی۔۔آجائے گا وہ۔اس نے مزید تسلی دی۔

میں ابھی شکرانے کے نفل پڑھ کر آتی ہوں۔۔۔وہ فوراً نفل پڑھنے کے لیے اٹھیں۔

انکے جانے کے بعد فائزہ نے عادل کو سب سچ بتایا کہ کیف کا کچھ پتہ نہیں چلا۔۔ماہم نے بھی کچھ نہیں بتایا۔

عادل کی پریشانی میں اضافہ ہوا۔

اپنی امی کو مت بتانا فائزہ۔۔انہوں نے ہدایت دی

فائزہ نے سر ہلادیا۔۔

ساتھ دن ہوچکے تھے کیف نے اب تک ماہم سے کوئی بات نہیں کی تھی رشتہ ہوئے بھی تین دن گزر چکے تھے مگر کیف کی نہ کوئی کال نہ میسج اسے تشویش ہوئی۔اس نے اب کیف کا انتظار کرنے کے بجائے خود ہی اس کا نمبر ملانا شروع کیا مگر نمبر آف پایا۔اسکے دل کی دھڑکن تیز سی ہوئی۔۔ہوسکتا ہے بیٹری لو ہوگئی ہو۔۔اس نے خود کو تسلی دی۔

سارا دن وہ کیف کا نمبر ملاتی رہی تھی مگر اسکا نمبر مسلسل آف جارہا تھا۔۔اب

اسے پریشانی لاحق ہوئی۔اب وہ اپنی خوشی بھول کر کچھ سوچنے پر مجبور ہوئی تھی کیف؟آخر کہاں تھا کیف؟وہ اتنی بوکھلائی کہ ہر منٹ بعد وہ کیف کو کال کرتی نہ جانے اس نے کتنے میسجز بھی کر ڈالے تھے ساری رات وہ سوئی نہیں تھی اور ہر منٹ کے بعد وہ اسے کال کرتی تھی اور ہر دفعہ نمبر آف ملتا تھا اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ اب وہ کیا کرے؟

رات کے پونے چار بجے غنودگی کے عالم میں اس نے ایک دفعہ پھر کیف کو کال کی اور اس بار خوش قسمتی سے اس کا نمبر آن تھا۔وہ جو بے سدھ بستر میں غنودگی کے عالم میں پڑی تھی یک دم ہی اٹھ بیٹھی تھی۔اس نے بے یقینی کے عالم میں پھر سے کال کی نمبر واقعی آن تھا یا اسکا وہم تھا؟ کسی نے اس کی کال کاٹ دی تھی۔۔

اس نے کچھ لمحے انتظار کیا اس امید پر کہ کیف اسے کال بیک کریگا مگر کیف نے کال نہیں کی تھی اسے شدید غصہ آیا رشتہ ہوئے چار دن نہیں ہوئے تھے اور مجنوں میاں کے تیور ہی بدل گئے تھے۔غصے میں اس نے اپنا سیل فون بستر پر زور سے پٹخا بھاڑ میں جائیں دکھائیں خوامخواہ کے نخرے اب میں بھی بات نہیں کرنے والی۔۔

کچھ دیر وہ یوں ہی بستر پر منہ پھلائے پڑی رہی پھر خود ہی دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر اسے میسج کرڈالا۔

منگیتر بنتے ہی یہ حال ہے۔۔شوہر بن کر جانے کیا کریں گے۔

کچھ ہی لمحوں میں رپلائے آیا تھا۔

آپ کون؟اور کیوں آدھی رات کو بے تکے میسج کر کہ پریشان کررہی ہیں۔۔

ماہم کی بھوری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔اسکی محبت،اسکا منگیتر،اس کا کیف اتنی جلدی کیسے بدل سکتا ہے اسے چکر سا آیا وہ اسے پہچاننے سے انکار کر رہا تھا۔

کیف مزاق کررہے ہوں گے اس نے خود کو تسلی دی۔۔

کال کریں پھر اچھی طرح یاد دلاتی ہوں کہ میں کون۔۔اس نے میسج لکھ بھیجا۔

میسج سینٹ ہوئے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ اس کی اسکرین پر

fiance ji

جگمگانے لگا تھا۔اس نے کیف کا نمبر

fiance ji

کے نام سے سیو کردیا تھا۔

وہ بے اختیار مسکرائی تھی ساتھ ہی عجیب سی جھجک کا شکار ہوئی مگر اسے کیف سے بہت ساری باتیں کرنی تھیں اور اس کی اچھی کلاس لینی تھی اس لیے اس

نے وقت ضائع کیے بغیر اس کی کال اٹینڈ کر لی تھی مگر کچھ بولی نہیں تھی سامنے والا بھی خاموش تھا۔

وہ خوامخواہ ہی مسکرانے لگی تھی آج وہ کیف سے پہلی دفعہ اس کی منگیتر کی حیثیت سے بات کرنے والی تھی اس کے گال بنا کچھ بولے بنا کچھ سنے بس ایک حسین احساس کے تحت گلابی ہوئے تھے۔

بولیں بھی کون ہیں آپ۔۔؟ایک اجنبی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

ماہم کے لبوں سے مسکراہٹ یک دم ہی غائب ہوئی۔گلابی پڑنے والا چہرہ اب کچھ پیلا سا ہوا۔

بولنا نہیں تھا تو کال کا کہا کیوں؟؟بہت شوق ہے لوگوں کو پریشان کرنے کا؟؟ کون ہیں آپ۔۔۔وہ ہکی بکی سی سیل فون کو کان سے ہٹا کر اس کی اسکرین دیکھنے لگی اور اسکرین پر نظر آنے والا نمبر۔

وہ نمبر کیف کا ہی تھا۔۔ہاں وہ کیف کا ہی نمبر تھا۔۔اس نے سیل فون دوبارہ کان سے لگایا۔

بولیں بھی۔۔کون ہیں آپ؟؟؟ارے مس چپ رہنے کے لیے اتنی دیر سے کال اور میسج کر رہی تھیں کیا؟؟

آ۔۔آپ کون ہیں؟؟؟ وہ ہکلائی۔

آپ مجھے رات گئے تنگ کررہی ہیں اور آپ کو پتہ ہی نہیں کہ میں کون ہوں گریٹ۔۔پہلے تو ذرا آپ مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں۔سامنے والی بنا کسی مروت کے بولی تھی۔

۔۔ میں ماہم قریشی ہوں۔۔ک۔۔کیف عالم کی منگیتر۔۔۔اس نے تھوک نگلی

یہ۔۔یہ کیف عالم کا نمبر ہے۔۔مجھے ان سے بات کرنی ہے ۔۔آپ کون ہیں اور کیف کا نمبر آپ کے پاس۔۔یا پھر کیف آپ کے ساتھ؟؟؟وہ ہڑبڑائی اسکے ماتھے سے پسینہ ٹپکنے لگا۔اچانک ہی کسی خیال نے اسکے ہوش اڑائے تھے۔۔کیا کیف اس وقت کسی لڑکی کے ساتھ تھا۔۔اسکو کی جانے والی کال کسی لڑکی نے ریسیوو کی تھی ۔۔۔

دیکھیں مس۔۔آپ جو کوئی بھی ہیں یا جس کی بھی منگیتر ہیں۔۔اب مجھے کال یا میسج مت کیجئے گا۔سامنے والی نے رکھائی سے جواب دیا اور کال کاٹ دی۔

ماہم اپنے سیل فون کو بغور دیکھنے لگی۔۔کیا وہ دوبارہ کال کرے؟؟مگر اب بچا ہی کیا ہے؟کیف کسی لڑکی کے ساتھ تھا؟؟رات کے اس وقت؟؟؟

وہ ایسا ویسا کچھ نہیں سوچنا چاہتی تھی مگر نہ چاہتے ہوئے بھی اسے یہی خیال آ رہے تھے۔۔اس وقت کوئی بھی کچھ اور سوچنے سے تو رہا۔۔اور نیند بھی اب آنے سے رہی۔۔

اپنے گھر سے جنونی انداز میں کیف باہر نکل آیا تھا ۔۔ایک عجیب سی اذیت تھی جو اس کا سانس لینا بھی محال کر رہی تھی ۔۔اگر وہ ماہم قریشی سے اتنی محبت نہ کرتا تو شاید اسے اتنی تکلیف بھی نہ ہوتی ۔۔مگر یہ اس کی محبت کی انتہا تھی کہ وہ اس اذیت میں گرفتار ہوگیا تھا۔

یہ کیفیت کچھ شدت اختیار کرتے ہوئے اپنا رنگ بدلنے لگی ۔۔ایک ہی پل میں کیف کو ماہم سے گھن آنے لگتی اور ایک ہی پل میں اس سے محبت ہونے لگتی ۔۔کبھی اس کا دل کرتا کہ اپنے چچا کا گریبان پکڑ لے اور کبھی دل کرتا کہ ماہم قریشی سے نفرت کرے ۔۔اتنی نفرت جو کسی نے کسی سے نہ کی ہو۔۔

وہ اپنے گھر سے نکل آیا تھا۔۔سیل فون اور والٹ اس کی جینز کی پاکٹ میں ہی تھا۔۔سب سے پہلے اس نے اپنا سیل فون آف کیا۔۔وہ جانتا تھا اسے اس کے گھر والے ضرور کال کریں گے اور اس وقت وہ کسی کی بھی کال اٹینڈ کرنے کی حالت میں نہیں تھا۔

اس نے انہی زخمی ہاتھوں سے اپنا سیل فون آف کر کے اپنی جینز کی پاکٹ میں ڈالا تھا۔وہ اب کہاں جائے گا۔۔کیسے جائے گا۔۔اسے کوئی اندازہ نہیں تھا۔۔وہ کیوں گھر سے نکل آیا تھا وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا۔۔کچھ جانتا تھا تو بس اتنا کہ وہ تکلیف میں ہے۔۔اذیت میں ہے۔۔اس کی غیرت اسے جینے نہیں دے رہی ۔۔اب غیرت میں وہ یا تو اپنے چچا کو کچھ کہہ ڈالے یا ماہم قریشی

کو۔

یہ ایک صبر آزما مرحلہ تھا اور اس سے وہی صبر ہی نہیں ہو پارہا تھا۔وہ ایک ایسا لڑکا تھا جسے زندگی میں کبھی بھی لڑکیوں میں دلچسپی رہی ہی نہیں تھی ۔۔اس نے کبھی صنف نازک کو اہمیت دی ہی نہیں تھی ۔۔وہ عجیب مزاج رکھتا تھا۔۔اسے لگتا تھا کہ ہر لڑکی بس شو شاں میں ماہر ہوتی ہے۔۔خوامخواہ معصوم بنتی ہیں ۔۔خوامخواہ نخرے دکھاتی ہیں ۔۔اسے لڑکیوں کی حرکات سے چڑ سی ہوتی تھی۔

وہ سوچتا تھا کہ اگر لڑکی نے ہیل والی جوتی پہن ہی لی ہے تو چلتے ہوئے اس کی گردن کیوں اکڑ جاتی ہے؟؟؟ اس کے چلنے کا انداز کیوں بدل جاتا ہے ؟؟؟ وہ پیر پٹخنے کیوں لگتی ہے؟؟؟

وہ سوچتا تھا کہ لڑکی کچھ دیکھ کر ڈر جائے تو وہ ڈرنے میں بھی سٹائل کیوں نہیں بھولتی ؟؟؟ چیخنا بھی سریلا ہے۔۔اس میں بھی ادا ۔۔اففففف۔چلتے چلتے گرجائیں گی تو اس میں بھی ادا۔۔اس میں بھی نازک مزاجی ۔۔۔ٹیڑھا میڑھا سا منہ بنائیں گی اور جانے کیا کیا۔

ساتھ ہی وہ لڑکیوں کو چلتی پھرتی میک اپ کی دکان سمجھتا تھا۔۔اسے لگتا تھا لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد روتی نہیں ہوں گی ۔۔میک اپ کرتی ہوں گی۔

ساری زندگی اپنی دو عدد پھوپھیوں اور ایک عدد خالہ ندا کی حرکات دیکھ کر

اسے یہی لگتا تھا کہ زیادہ تر عورتیں پیدا ہی چالاکیاں کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔۔ادھر کی بات ادھر کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔۔بات کو بڑھا چڑھا کر کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔

اس نے لڑکیوں اور عورتوں کا ایک عجیب ہی امیج اپنے دل دماغ میں فکس کرلیا تھا۔وہ ہر لڑکی کو اسی نظر سے دیکھتا اور اگنور کردیتا۔۔اس کے اسکول کالج میں بھی بہت سی لڑکیوں نے اسے اپنی طرف اٹریکٹ کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ نہیں ہوا تھا۔لڑکیاں جو اس نیلی آنکھوں والے کے لیے جو حربے آزماتی تھیں۔۔ وہ انہی حربوں سے ہی خار کھاتا تھا۔

ماہم قریشی وہ لڑکی تھی جس کی جانب وہ انجانے میں ہی کھنچا چلاگیا تھا۔۔ماموں کے گھر میں جب وہ کبھی ڈر جاتی تھی تو گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگتی تھی اور ساتھ ہی اچھلنے بھی لگتی تھی ۔۔ہرگز اسے اس بات کی فکر نہ ہوتی کہ وہ بندریہ لگ رہی ہے۔

میک اپ کرنے کو کوشش تو اس کی ناکام تھی ہی ۔۔اور اسی طرح کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے لے کر بڑی بڑی باتوں تک وہ اسے سب سے مختلف محسوس ہوئی تھی ۔۔سب سے جدا۔

جب وہ پہلی دفعہ ماہم قریشی کے ساتھ ماموں اظہر کے گھر میں رہا تھا تب وہ سولہ سال کی تھی ۔۔اس نے کیف کی طرف پھول بڑھایا تھا اور خود ہی جھجک

بھی گئی تھی ۔۔وہ پہلا موقع تھا جب کیف کے دل میں ماہم قریشی کے لیئے پسندیدگی کے جذبات ابھرے تھے ۔۔اسے یہ محسوس ہوا کہ وہ اس معصوم چہرے کو پسند کرنے لگا ہے ۔۔البتہ محبت جیسا خیال اسے فی الحال نہیں آیا تھا۔۔وہ خود بھی تقریباً بیس سال کا تھا۔۔۔

دو سال بعد جب وہ ماہم قریشی سے ملا تب بھی اس کو ویسا ہی پایا جیسے وہ دو سال پہلے تھی ۔۔تب اس کے دل نے اسے یہ محسوس کروایا کہ ماہم قریشی اس کی پسند نہیں ۔۔اس کی محبت ہے ۔۔اور وقت نے یہ احساس کروایا کہ وہ اس کی محبت ہی نہیں ۔۔اس کا جنون بھی ہے

اب جن حالات میں وہ آپھنسا تھا۔۔وہ ماہم قریشی سے رشتہ نہیں جوڑ سکتا تھا۔۔اس کی غیرت یہ گنوارا نہیں کرتی تھی کہ وہ ساری زندگی اپنے چچا کے منہ سے ایسے الفاظ سنے۔

وہ جب گھر سے نکلا تھا تو ماہم قریشی کو پانے کی امید چھوڑ کر نکلا تھا۔۔اسے اپنی زندگی سے نکال دینے کے فیصلے پر نکلا تھا۔۔وہ ساری زندگی اپنی غیرت کا امتحان نہیں دے سکتا تھا۔

وہ فیصلہ کرچکا تھا کہ اب ماہم قریشی کو اپنا ہمسفر بنانے کا سوچے گا بھی نہیں ۔۔اس میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ ایسے الفاظ کے بعد ماہم قریشی کو اپنی بیوی کا عہدہ دے سکے۔۔۔

پر سوال یہ تھا کہ اب وہ اس کے بغیر جیئے گا کیسے ؟؟؟ جسے کھو دینے کے خوف سے وہ سکھر بھاگا چلا آیا تھا۔۔اب اسے ایک بار پھر سے کھونے والا ہے۔۔

وہ اپنی سوچوں میں ڈوبا۔۔زخمی ہاتھ لیے ۔۔دنیا سے انجان۔۔سڑکوں پر بے مقصد چلے جارہا تھا کہ ایک تیز رفتار گاڑی نے اسے ہوا میں اچھالا اور وہ گھسیٹتا ہوا سڑک کنارے جاپہنچا۔

اپنی آنکھیں بند ہونے سے پہلے جو آخری چیز اس نے دیکھی تھی وہ تھا لوگوں کا ہجوم ۔۔اس کے سر پر سڑک پر بری طرح سے گرنے کی وجہ سے بہت بری چوٹ آئی تھی ۔۔ٹانگیں تیز رفتار گاڑی سے ٹکرانے کی وجہ سے بری طرح زخمی ہوئی تھیں اس کا سارا جسم خراشوں سے چھلا ہوا تھا۔

لوگوں نے اسے قریبی اسپتال میں ایڈمٹ کروادیا تھا جہاں اسے کئی گھنٹے آئی سی یو میں رکھا گیا تھا۔۔اس کے سیل فون ٹکرے ٹکڑے ہو گیا تھا جس کی وجہ سے کوئی بھی اس کے رشتے داروں کو اطلاع نہیں کر پایا تھا۔

ہوش آنے پر اس نے اپنے قریب صرف انجان چہروں کو ہی پایا۔اس سے اس کے رشتے داروں کا نمبر پوچھا گیا تو اس نے عابد شاہ کا نمبر دے دیا۔۔

عابد فوراً کراچی سے سکھر آ گیا تھا۔۔اور کیف کے ساتھ تین دن اسپتال رہا تھا۔۔وہ ڈسچارج لینا چاہتا تھا مگر جب تک وہ پوری طرح سے خطرے سے باہر

نہیں ہوا ڈاکٹرز نے اسے ڈسچارج نہیں کیا۔

عابد نے اسے بہت سمجھایا کہ وہ اپنے گھر والوں کو اطلاع دے مگر کیف نے اس کی ایک نہیں سنی ۔۔ساتھ ہی اسے قسم بھی دے دی کہ وہ اس کے گھر والوں کو کچھ نہیں بتائے گا۔

کیف نہیں چاہتا تھا کہ کوئی بھی اس کی یہ حالت دیکھے ۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی محبت اسے مزید شرمندہ کرے۔۔وہ چچا کے سامنے اپنا یہ حال دکھا کر خود کو تماشہ بھی نہیں بنانا چاہتا تھا۔۔ویسے بھی وہ فی الحال سب سے دور رہنا چاہتا تھا۔۔۔

عابد کیف کو کراچی لے آیا تھا۔۔وہ خطرے سے باہر ضرور تھا مگر اب بھی زخمی تھا۔۔پاؤں اور کمر میں چوٹوں کی وجہ سے وہ بنا سہارے کے چل پھر نہیں سکتا تھا اور نہ ہی بیٹھ سکتا تھا۔سر پر بھی کافی ٹانکے لگے تھے۔

کراچی آنے کے بعد بھی عابد نے بہت اصرار کیا کہ وہ کم از کم گھر کال کرکہ اتنا تو بتادے کہ وہ کراچی میں ہے ۔۔مگر کیف اس پر بھی نہیں مانا۔

ماہم قریشی سے تو ناطہ توڑ ہی چکا تھا شاید اپنے گھر والوں سے بھی ہمیشہ کے لیے ناطہ توڑنا چاہتا تھا۔۔آج وہ اس حال میں ان سب کی وجہ سے ہی تو تھا۔۔اس نے ان سب کو ملزم گردانا۔

اسکا سیل فون ٹوٹ چکا تھا۔۔اسے نئے سیل کا خیال آیا ہی نہیں ۔۔اسکا کوئی تھا

ہی نہیں جس سے وہ رابطہ کرتا۔کرن جو اتنے دن سے کیف کا یونیورسٹی میں انتظار کرتی رہی تھی روز عابد سے پوچھتی تھی کہ کیف کب آئے گا۔

جب عابد نے بھی یونیورسٹی آنا چھوڑ دیا کیونکہ وہ کیف کے ساتھ اسپتال تھا اور کیف کا نمبر بھی مسلسل آف ملنے لگا تو اس نے پاگلوں کی طرح عابد کو کالز کرنا شروع کردیں کچھ دن تو عابد نے اسے ٹالا مگر جب وہ دونوں کراچی آگئے تو عابد نے کرن کو کیف کے ایکسیڈینٹ کے بارے میں بتادیا۔

کرن فوراً ہی کیف سے ملنے آگئی تھی ۔۔ان دنوں میں اس نے کیف کا بہت خیال رکھا تھا۔۔اس کے کپڑے وہی استری کر جایا کرتی تھی ۔۔کھانا بھی وہی بناتی تھی ۔۔اس بہانے عابد شاہ کو بھی کھانے کا موقع مل جاتا۔۔اس کے تو مفت میں ہی وارے نیارے ہوگئے تھے۔

عابد نے کچھ دن بعد کیف کو نیا سیل فون لادیا کیونکہ اسے پریشانی ہوتی تھی ۔۔وہ جب بھی کہیں باہر ہوتا تو کیف کی خیریت نہیں پوچھ پاتا تھا۔۔۔مگر کیف نے اپنی سم آن نہیں کی تھی ۔۔اس نے عابد کا ہی کوئی نمبر اپنے زیر استعمال رکھا تھا۔

قریب دس دن بعد اسے ماہم قریشی کا خیال آیا ۔۔اسے یہ احساس ہوا کہ بھلے ہی وہ سب کچھ ختم کر آیا ہے مگر ماہم ؟؟؟ وہ تو اسی کے انتظار میں ہوگی ۔۔بھلے ہی اس نے یہ کہا تھا کہ وہ رابطہ نہ کرے تو ماہم اسے بھول جائے مگر

جانے اسے وہ یاد رہا بھی ہوگا یا نہیں۔سب کچھ سوچ کر اس نے اپنا نمبر کرن کو دیا اور اسے ہدایت کی کہ وہ یہ نمبر صرف دیر رات کو آن کرے اور جو بھی اسے میسج یا کال کرے اسے کچھ کھری کھوٹی سنائے۔۔

کیف کو اندازہ تھا کہ اس کے گھر میں سے کوئی بھی دیر رات کو اسے کال نہیں کرے گا البتہ ماہم اگر اس کے انتظار میں ہوئی تو وہ اسے ضرور کال کرے گی۔

کیف کے کہے مطابق کرن نے نمبر دیر رات کو آن کیا اور پھر صبح سویرے بند کردیا۔۔البتہ عابد کو کال کرکے اسے ساری روداد سنائی تھی جو۔۔کیف کو وہ شرمندگی سے بتا ہی نہ پائی کہ ماہم نے اس کو میسجز میں جانے کتنا برا بھلا کہا ہے۔۔۔کرن نے نمبرآف کردیا تھا اس کے بعد پہلی ہی فرصت میں وہ کیف سے ملنے چلی آئی تھی تاکہ اس کو اس کی سم واپس کرسکے۔۔عابد نے بھی اسے بتادیا تھا کہ کیف کو اس نے سب میسجز کے بارے میں بتادیا ہے ۔۔مگر ساتھ ہی اسے کچھ سوالات کے جوابات بھی چاہیے تھے ۔۔اس کا موڈ کچھ ٹھیک نہیں تھا۔۔اس وقت دن کے ایک بج رہے تھے ۔۔کیف کا حال پوچھ لینے کے بعد وہ کچھ سنجیدہ سی ہوکر بولی۔

تم نے مجھے اپنا نمبر اپنی منگیتر سے گالیاں دلوانے کے لیے دیا تھا۔

کیف مسکرایا۔۔کرن چڑی۔

تم نے جیسا کہا میں نے ویسا کیا۔۔تم سے ایک سوال بھی نہیں کیا کہ مجھے اپنا نمبر کیوں دے رہے ہو۔۔کسی کو کھری کھوٹی سنانے کا کیوں کہہ رہے ہو۔۔ میں تم سے کوئی سوال کرتی بھی نہیں مگر اب بات میری سیلف ریسپیکٹ کی ہے۔۔وہ کون تھی جس نے مجھے جانے کیا کیا کہہ دیا۔وہ برہم نظر آئی۔

وہ جو بھی تھی۔۔اس نے جو بھی کہا اسکے لیے میں معذرت کرتا ہوں ۔۔میرا مقصد یہ نہیں تھا۔۔اور تم بھی بھول جاؤ سب۔کیف بھی اب سنجیدہ ہوا۔

کیا وہ واقعی تمہاری منگیتر ہے ؟؟اس نے سوال کیا۔

تمہیں کیا لگتا ہے۔اس نے ابرو چڑھائے۔

مجھے تو نہیں لگتا۔۔آج تک تم نے کبھی ایسا کوئی ذکر کیا ہی نہیں ۔۔۔وہ اعتماد سے بولی۔

جب تمہیں نہیں لگتا ۔۔تو سمجھ لو کہ نہیں ہے۔اس نے رسانیت سے کہا اور کرن مسکرادی۔

یہ لو اپنی سم ۔۔اپنے پاس رکھو اسے ۔۔اس پاگل لڑکی کا کیا بھروسہ اب تک گالیاں بکے جارہی ہوگی۔اس نے اپنے ہینڈ بیگ سے سم کھنگالتے ہوئے کہا۔

نہ تو وہ پاگل ہے۔۔نہ وہ بکتی ہے۔لہجہ دو ٹوک ہوا۔

میرا خیال ہے آئندہ سے مجھے تمہارے ذاتی معاملات میں انوالو نہیں ہونا چاہئے

وہ خفگی سے بولی اورساتھ ہی کیف کی طرف اس کی سم بھی بڑھادی۔

کافی پیو گی ؟؟ کیف نے بات کو بدلا۔

تم بنا کر پلاؤ گے۔اس نے شریر سے انداز میں کہا۔

why not

اس نے کندھے اچکائے۔

رہنے دو۔۔آرام کرو۔۔میں خود بنالیتی ہوں۔۔ہاں مگر تمہارے ہاتھ کی کافی ڈیو رہی۔اس کا موڈ اب کچھ ٹھیک ہوچکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہم قریشی کا خون اب تک کھول رہا تھا۔۔اس دھوکے باز نے اس کے ساتھ اتنا بڑا دھوکا کیا تھا۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیف عالم کا منہ نوچ ڈالے۔

دوپہر کے دو بج رہے تھے ۔۔اب تک وہ جانے کتنے میسجز اسے کرچکی تھی مگر اس کی بھڑاس تھی جو ختم ہی نہیں ہورہی تھی۔وہ نہیں جانتی تھی کہ نمبر آف ہے یا آن۔۔اسے بس اتنا پتہ تھا کہ وہ پاگلوں کی طرح میسج پر میسج کررہی ہے اور سامنے والا خاموش ہے ۔۔۔

دن کے دو بجے تک کرن جاچکی تھی اور کیف اپنے سم کارڈ کو دیکھنے لگا تھا۔

جانے اسے کیا سوجھی کہ اس نے اپنی سم آن کرلی ۔۔شاید اندر ہی اندر سے وہ ماہم کے غصیلے میسج پڑھنا چاہتا تھا۔

سم کارڈ آن ہوتے ہی لگا تار بیس پچیس میسج آچکے تھے ۔۔وہ بے اختیار مسکرایا اس نے باری باری سارے میسج پڑھنا شروع کیے اور ہر میسج کے بعد وہ بے ساختہ ہنسنے لگتا۔

لچا،لفنگا،دو ٹکے کا لوفر،سڑک پر پڑا ہوا کچڑا اور جانے کون کون سے القابات سے اسے نوازا گیا تھا۔سارے میسج پڑھ لینے کے بعد وہ سم دوبارہ آف ہی کرنے والا تھا کہ ایک میسج آیا جو اسی وقت ماہم نے اسے کیا تھا جس پر وہ چونک سا گیا۔کچھ تو گڑبڑ ضرور تھی ۔۔وہ ایسے کیسے کہہ سکتی تھی۔

میسج میں لکھا تھا کہ۔۔بھاڑ میں جائیں آپ۔۔میں آپ سے اپنا رشتہ توڑتی ہوں مجھے اب تک امید تھی کہ شاید مجھے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو یا آپ مجھے کوئی صفائی دیں گے۔۔مگر آپ نے ثابت کردیا کہ جو میں سوچ رہی تھی وہی سچ تھا۔۔میں ابھی فائزہ آپی کو کال کر کے بتارہی ہوں کہ میں یہ رشتہ توڑ رہی ہوں۔۔گڈ بائے۔۔

وہ کس رشتے کی بات کررہی تھی؟؟ پہلے اس نے منگیتر کہا خود کو۔۔اور اب؟؟ اب میسج میں بھی رشتے کی بات؟؟اور فائزہ آپی سے اس کا رابطہ کب ہوا جو وہ اتنے اعتماد سے ان سے بات کرنے کا کہہ رہی تھی۔

ماہم میسج کرکے غصے میں لال پیلی ہو کر کمرے میں ٹہل رہی تھی ۔۔اپنی طرف سے اس نے آخری حربہ آزمایا تھا۔۔اگر کیف رشتہ توڑ دینے کی دھمکی پر بھی خاموش رہتا ہے تو مطلب صاف تھا۔۔اسکا دل ہچکولے کھانے لگا تھا۔۔بے بسی سے وہ غصے میں پیر پٹخ پٹخ کر چل رہی تھی۔

کیف کچھ دیر سوچتا رہا ۔۔ سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔۔وہ اپنی انہی سوچوں میں اپنا نمبر آف کرنا ہی بھول گیا۔۔کچھ ہی دیر میں اس کے سیل پر فائزہ کی کال آنے لگی۔۔اگر اس نے ماہم کا میسج نہ پڑھا ہوا ہوتا تو یقیناً وہ فائزہ کی کال کاٹ کر سیل آف کر دیتا مگر اس کی چھٹی حس نے کام کیا۔۔اور اس نے کال اٹینڈ کر لی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا فائزہ نے بھرائی ہوئی آواز میں اس پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔۔

کہاں ہو تم۔۔ہو کدھر ۔۔کیسے ہو۔۔نمبر آف کیوں تھا۔۔بولو ۔۔جواب دو۔۔ بولتے کچھ نہیں۔

مجھے بولنے دیں گی تو بولوں گا نا۔لہجہ میں اطمینان تھا۔

اس کی آواز سن کر فائزہ اب باقاعدہ رونے لگی تھی ۔۔وہ سارا ہی دن کیف کا نمبر ٹرائے کرتی رہتی تھی ۔۔اور اتنے دن بعد آج جا کر قسمت نے اس کا ساتھ دیا تھا۔

آپی روئیں نہیں ۔۔اس نے فائزہ کو چپ کروانا چاہا۔

سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔یہ کون سا طریقہ ہے کیف؟؟؟ تمہیں ذرا فکر نہیں ہماری جانتے بھی ہو امی کتنا روئی ہیں ۔۔اور ابو جی ؟؟؟ ان کے اندر تو جیسے جان ہی نہیں ہے ۔۔کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تمہیں ۔۔اتنی فکر ہو رہی تھی تمہاری کہ جانے تم کس حال میں ہو۔۔تمہارے ہر دوست ہر جان پہچان والے سے رابطہ کیا ۔۔کسی کو تمہاری کچھ خبر نہیں تھی ۔۔۔لہجہ میں سختی تھی ۔۔اس وقت وہ رو نہ رہی ہوتی تو یقیناً اسے اچھی خاصی ڈانٹ پلاتی۔

امی اور ابو سے کہہ دیں کہ میں بالکل ٹھیک ہوں۔اس نے کہا۔

گھر کب آوگے کیف ۔۔ہم سب تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتے ہیں ۔۔تسلی کرنا چاہتے ہیں۔وہ اب اپنے رونے پر قابو پاتے ہوئے بولیں۔

کون سا گھر آپی ۔۔میرا اب کوئی گھر نہیں ہے۔

یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔

میں سب سے ناطہ توڑ چکا ہوں۔

تمہاری خاطر ہم سب نے چچا سے چھپ کر تمہارا رشتہ کر دیا پھر بھی تم یہ سب بکواس کر رہے ہو۔وہ طیش میں آئی۔

رشتہ ؟؟کس سے ؟؟کب ؟؟اس نے سوالات کیئے۔

فائزہ سمجھ گئی کہ وہ ہر بات سے بے خبر ہے ۔۔اس نے کیف کے گھر سے جانے کے بعد کے تمام حالات بتا دیئے۔

کیف کو سن کر شاک لگا تھا۔۔جب وہ ماہم قریشی کے لیے سب کی منتیں کرتا پھر رہا تھا۔۔تب کسی نے اس کی بات نہیں مانی ۔۔اس کے صبر کا امتحان لیااور اب جب وہ اسے چھوڑ دینے کا حتمی فیصلہ کرچکا تھا ۔۔بلکہ چھوڑ ہی چکا تھا تو ایک بار پھر اس کا رشتہ کرکہ اس کے صبر کا امتحان لیا جارہا تھا۔۔وہ کب تک اور کیسے چچا کی باتوں کو برداشت کرے گا۔

کیف کا سر اس پل واقعی چکڑایا تھا۔۔وہ بے ساختہ کہہ بیٹھا۔

میں رشتہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔

فائزہ کو اپنی سماعتوں پر یقین نہ آیا۔

کیا کہا تم نے ؟؟

آپی ۔۔وہ ۔۔کچھ نہیں۔وہ کچھ کہتے کہتے رکا۔اب وہ کچھ کہتا تو اس کی خیر نہیں تھی۔

کچھ نہ ہی ہو تو بہتر ہے ۔۔پہلے ہی تم بہت تماشہ کرچکے ہو۔اس نے تنبیہ کی۔

جلد از جلد گھر آؤ۔۔اور فی الحال امی کو سیل فون دے رہی ہوں ان سے بات

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کرلو۔فائزہ نے کہتے ہوئے خالدہ کے کمرے کا رخ کیا۔

خالدہ نے کیف سے بہت جذباتی باتیں کی تھیں ۔۔اس کو ڈانٹا بھی تھا۔۔رشتے کی مبارک بھی دی تھی ۔۔اپنا سارا دکھ سنایا۔۔اور جلد گھر آنے کا حکم دیا۔

کیف نے بھی جلد از جلد گھر واپس آنے کا وعدہ کردیا۔۔خالدہ نے عادل سے بھی بات کروانا چاہی مگر کیف نے ٹال دیا۔۔اس وقت اس میں عادل سے بات کرنے کی ہمت نہ تھی ۔۔نہ وہ ان کے سوالوں کے جواب دے پاتا۔

ماہم بیچاری غصہ کر کر کے تھک چکی تو اب حسب عادت آنسو بہانے میں مصروف ہوگئی۔فائزہ کو کال کر کے رشتہ توڑ دینے کی ہمت اس میں نہ تھی۔۔ وہ اضطراب کی سی کیفیت میں اب تک ٹہل رہی تھی۔

فائزہ کی کال کے بعد کیف نے بہت سوچا۔۔اس کے پاس اب کوئی آپشن نہیں تھا۔۔خود با خود ہی راستہ بن گیا تھا اور اس کا رشتہ ماہم قریشی سے ہوگیا تھا۔۔ اسے اب اپنی غیرت کو مارکر یہ کڑوا گھونٹ پینا ہی تھا۔

اس نے اپنے دل کو ہر طرح سے سمجھایا کہ اس میں ماہم کا کیا قصور ہے؟جو کچھ کہا چچا نے کہا۔۔اور وہ ماہم کے ساتھ شادی کرتے ہی اپنے چچا سے سارے تعلقات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کردے گا ۔۔کبھی ان کے سامنے خود آئے گا نہ ماہم کو آنے دے گا۔وہ انہی سب سوچوں میں گرفتار تھا کہ کسی

خیال نے اس کے چھکے اڑائے تھے ۔۔ماہم ۔۔وہ جانے اب کیا سمجھ بیٹھی تھی
اب وہ اسے یقین کیسے دلوائے گا کہ اس کی زندگی میں کوئی اور نہیں ۔۔اس
نے ماہم کا خیال آتے ہی فوراً اسے کال کر دی۔

ماہم جو ابھی تک آنسو بہانے میں مصروف ہی تھی اسکی کال پر یکدم اٹھ بیٹھی
تھی ۔۔پلک جھپکتے ہی اس نے کال اٹینڈ کر لی تھی مگر خاموش رہی ۔۔کال اٹینڈ
کرتے ہی اسے یہ خیال گزرا کہ جانے یہ کیف ہی ہے یا وہ رات والی چڑیل۔

کیسا لگا تمہیں میرا مزاق۔۔۔اس کے کال اٹینڈ کرتے ہی کیف نے کہا۔

مزاق؟؟؟وہ حیرت زدہ ہوئی۔

ہاں نا مزاق۔۔تم مجھے کتنا تنگ کرتی تھی۔۔بس میں نے سوچا تھوڑا سا تنگ
تمہیں بھی کرلوں۔لہجے میں شرارت تھی۔

جھوٹ مت بولیں۔۔کوئی مزاق نہیں تھا وہ۔۔میں نے آپکا اصلی چہرہ دیکھ لیا
ہے۔وہ برہم ہوئی۔

oh come on

کہا نا مزاق تھا۔۔اگر ایسا ویسا کچھ ہوتا تو یقین مانو تم سات جنم میں بھی نہ جان
پاتی ۔۔۔لہجے میں اعتماد تھا۔

مگر اب تو جان گئی ہوں نا۔وہ قائل نہیں ہوئی تھی۔

جان گئی ہو کیونکہ میں نے جاننے دیا ۔۔ورنہ خود سوچو میں کیوں کسی اور کو تمہاری کال اٹینڈ کرنے دیتا۔وہ ماہم کو سچ بتا کر الجھانا نہیں چاہتا تھا ۔۔نہ ہی اسے کوئی لمبی چوڑی اپنے گھر چھوڑ جانے کی تفصیل سنانا چاہتا تھا۔۔یہ سب باتیں کال پر مناسب نہیں لگتیں ۔۔۔

چلو مان لیا کہ مزاق تھا مگر اتنے دن سے کہاں غائب تھے آپ۔وہ کچھ نرم پڑی۔

اچھا۔۔مم۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم مجھ سے بات کرنے کے لیے اتنی بے چین ہو گی ۔۔اب جب پتہ لگ گیا ہے تو بندہ حاضر ہے۔۔

اس نے چھیڑا وہ بھی مسکرادی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

12 دن بعد کیف مسکراتا ہوا گھر میں داخل ہوا تھا مگر سامنے ہی لان میں کاشف کو ٹہلتا دیکھا۔کاشف اسے دیکھتے ہی اس کی جانب بڑھا۔۔کیف کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔کاشف نے اس کے قریب آکر اسکو گلے لگایا کیف نے بھی رسماً ہلکا سا ہاتھ کاشف پر رکھ دیا تھا۔

بھابی نے بتایا کہ تم گھر آئے ہو ورنہ تم نے تو آ کر ملنا ہی چھوڑ دیا ہے۔وہ خوش اخلاقی سے شکوہ کررہا تھا۔

ایسی کوئی بات نہیں ۔۔میں چند گھنٹے پہلے ہی آیا ہوں۔اس نے سنجیدگی سے

جواب دیا۔۔۔

آتے ہی آرام کرتے۔۔سفر کی تھکاوٹ اتارتے ۔۔کہاں چل پڑے تھے۔کاشف نے جانچتی نظروں سے کیف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

دوست سے ملنے گیا تھا۔کیف نے اپنا ماتھا ہلکا سا کھجاتے ہوئے کہا۔

اور سناؤ بھئی ۔۔کیا حال چال ہیں ۔۔۔کاشف نے کیف کے کندھے پر اپنا بازو ڈال لیا۔۔اور آہستہ آہستہ اس کے ساتھ چلنے لگا۔

کیف کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ پھر سے بولا۔

بڑا پریشان کیا تم نے۔۔بھلا ایسے بھی کوئی کرتا ہے ۔۔یوں لاپتہ ہوکر بڑی بچکانی حرکت کی تم نے مگر خیر جانے دو۔۔اب بتاؤ۔۔کچھ عقل آئی یا نہیں لڑکیوں کی پہچان ہوئی یا نہیں۔وہ اسے کریدنے لگا تھا۔

مجھے لوگوں کی پہچان ہو گئی ہے چچا۔اس نے ذومعنی جواب دیا۔

کاشف ذرا سا ہنس پڑا۔

شکر ہے۔۔اب اپنی پڑھائی پر دھیان دو۔۔اور اب کسی ایسی ویسی کے چکر میں پڑ کر ہمیں خوار نہ کرنا۔اپنی بات کہتے ہی اس نے خود ہی ہلکا سا قہقہہ لگا دیا۔

کیف نے رک کر کاشف کو دیکھا ۔۔پھر نرمی سے اس کا بازو اپنے کندھے سے ہٹایا اور اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لے کر نرمی اور چہرے پہ

ہلکی سی مسکان کے ساتھ بولا۔

آپ میری بالکل بھی فکر نہ کریں چچا۔۔آپ اپنے بیوی بچوں کی طرف دھیان دیں۔۔ان کو آپ کی زیادہ ضرورت ہے۔

اسی طرح مسکراتے ہوئے ہی اس نے کاشف کا ہاتھ چھوڑا اور نرمی سے کہا۔

میں تھکا ہوا ہوں ۔۔آرام کرنے جا رہا ہوں۔

جواب کا انتظار کیے بغیر وہ آگے بڑھ گیا اور کاشف کسی سوچ میں ڈوب گیا۔

امو۔۔میں خالہ کے گھر جارہا ہوں۔۔شاید آج کچھ دیر ہو جائے۔وہ خود پر پرفیوم سپرے کرتے ہوئے بولا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیف!!! وہ حیرت زدہ ہوئیں۔

کل ہی تو گئے تھے تم۔۔آج پھر؟؟ وہ متفکر تھیں۔

کل انہوں نے بہت کہا کہ میں کھانا کھا کر جاؤں مگر مجھے جلدی تھی۔۔ان سے وعدہ کیا تھا کہ دوبارہ ڈنر کرنے آؤں گا۔۔کل تو واپس کراچی جا رہا ہوں اس لیے سوچا آج ہی چلا جاؤں۔اس نے بتایا۔

مگر میں نے تم سے کہا تھا کہ پہلی اور آخری بار جاؤ گے۔انہوں نے جتایا۔

امو۔۔آج آخری بار ۔۔ویسے بھی میں تو یہاں ہوتا ہی نہیں۔۔تو بس یہی میرا آخری ڈنر ہوگا۔وہ لاپرواہی سے بولا تھا۔

مگر ابھی تو شام کے چار بج رہے ہیں۔۔یہ ڈنر کا کونسا وقت ہے؟ وہ تیوریاں چڑھائے بولیں۔

اب عین کھانے کے وقت جا کر بیٹھ جانا اچھا لگتا ہے کیا؟؟پہلے جاؤں گا نا تاکہ خالہ سے حال احوال بھی کرلوں۔وہ اسی ہی انداز میں کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا تھا۔

خالدہ کچھ کہتے کہتے رہ گئی ۔۔۔

کیف نے صبح اٹھتے ہی ماہم سے کال کر کے پوچھ لیا تھا کہ کہیں ان کے گھر ان دونوں کے ننھیال میں سے کوئی ہے تو نہیں؟یا کسی کا آنے کا ارادہ تو نہیں جس پر ماہم نے ہنس کر یہی کہہ دیا کہ ننھیال میں سے خالہ ندا کے علاوہ کوئی اتنا فارغ نہیں کہ ہر وقت سر پر سوار رہے اور خالہ ندا بھی فی الحال اپنے سسرال میں کسی شادی پر گئی ہیں۔۔

کیف کو تسلی ہوئی تو اس نے ماہم کے گھر جانے کا پلان بنا لیا تھا۔۔

ماہم کو کال کرنے کے بعد کیف واش روم میں جاکر اپنے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر خود کو ریلیکس کرنے لگا پھر کپڑے بدلے۔جینز کے اوپر

وائٹ ٹی شرٹ اور ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں وہ خاصا دلکش لگ رہا تھا مگر چہرے پر کئی شکنیں تھیں۔

ماہم بھی کال کے بعد اپنے کمرے میں جاکر اپنے کالج بیگ سے بکس نکالنے لگی کیف نے سکھر آنے سے پہلے اس سے کہا تھا کہ اسے پڑھائی میں جو کچھ بھی سمجھ نہیں آتا کیف اسے سمجھادے گا۔۔وہ سارے سوالات ایک جگہ لکھ رکھے تو بس وہ اسی کام میں جت گئی تھی۔ابھی وہ اپنی کتابوں میں ہی الجھی ہوئی تھی کہ عالیہ اس کے سر پر آپہنچی تھی۔

خیریت تو ہے آج سنڈے کو بھی پڑھائی ہورہی ہے۔اس کی اچانک آواز پر ماہم نے کتابوں سے سر اٹھا کر دیکھا۔

تم یہاں۔۔تم کیوں آئی؟ پھر کچھ سنبھلی۔۔میرا مطلب ہے تم نے بتایا ہی نہیں کہ تم آنے والی ہو۔

بتائے بغیر آنا منع ہے کیا۔۔؟آج سنڈے ہے میں اور عرش آج فری تھے اور نورین تو ہوتی ہی فری ہے۔۔تو بس آگئے۔عرش کا سن کر ماہم کے چہرے کا رنگ اڑا۔۔عرش بھی آیا تھا۔۔اور کیف ۔۔کیف بھی آنے والا تھا ۔۔کیف تو عرش کا نام سن کر بھی لال پیلا ہونے لگتا تھا اور آج جب اسے سامنے دیکھے گا تو ۔۔ماہم نے سوچ کر ہی آنکھیں کس کے موند لیں۔

مر گئے آج تو۔۔۔وہ منمنائی۔

شاید نہیں آنا چاہیے تھا۔۔کوئی بات نہیں واپس چلے جاتے ہیں۔عالیہ نے اسکے چہرے کے بدلتے رنگ کو بھانپتے ہوئے اور اس کے عجیب و غریب رنگ ڈھنگ کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

نہیں نہیں۔۔بہت اچھا کیا۔۔۔وہ تقریباً اچھل پڑی تھی جیسے ابھی عالیہ کو پکڑ کے روک لے گی وہ اتنی بد اخلاق بھی نہیں تھی کہ اسے یوں ہی ناراض کرکے بھیج دیتی۔

میں خود بھی تمہاری طرف ہی آنے کا سوچ رہی تھی۔۔وہ چہرے پر زبردستی مسکراہٹ لاتے ہوئے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عالیہ بھی پھیکا پھیکا سا مسکرادی۔

ماہم نے اس سے نارملی ہی گپ شپ شروع کردی ۔۔وہ بھی مطمئن ہوگئی تھی کہ اس نے یہاں آکر کوئی غلطی نہیں کی۔

کچھ دیر ہی گزری تھی کہ وہاں عرش بھی آدھمکا تھا ۔۔ہمیشہ کی طرح۔

ماہم کے چہرے کی رنگت ایک دفعہ پھر بدلی ۔۔۔

کتنی بے مروت ہو تم دونوں۔۔میں کب سے لاؤنج میں سارہ اور نورین کے ساتھ بیٹھا بور ہورہا ہوں۔۔وہ دونوں پتہ نہیں کون سے کارٹون دیکھنے میں لگی ہیں۔۔اور تم دونوں یہاں الگ تھلگ بیٹھ گئی ہو۔۔میں کہاں جاؤں اب؟اس

نے آتے ہی شکوہ کیا۔

ہم بھی بس آ ہی رہے تھے۔۔چلو وہیں چل کر بیٹھتے ہیں ۔۔آج کرکٹ میچ بھی ہے ۔۔وہ بھی دیکھ لیں گے ۔۔۔ماہم نے فٹ سے کہا۔۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ کیف آئے اور عرش کو باقاعدہ اس کے کمرے میں جما دیکھے۔

یہ کہتے ہی وہ عرش اور عالیہ سے بھی پہلے کمرے سے نکل گئی تھی ۔۔عالیہ اور عرش نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔عرش نے کندھے اچکائے اور لاؤنج کی طرف چل پڑا ۔۔عالیہ نے بھی اس کی تقلید کی۔

لاؤنج میں سارہ اور نورین پہلے ہی براجمان تھیں ۔۔ان دونوں سے ریموٹ لیکر چینل بدلنا بھی ایک مشکل مرحلہ تھا ۔۔۔مانگنے سے تو وہ ریموٹ دینے نہیں والی تھیں ۔۔کوئی اور ہی حربہ آزمانے کی ضرورت تھی۔

ماہم نے بھی کیف کے آنے کی فکر کو ایک طرف رکھا۔۔۔اور بڑے ہی نارمل سے تاثرات لیے سارہ کے کچھ قریب ہوکر بیٹھ گئی ۔۔۔

سارہ کی نظریں مسلسل کارٹونز پر ہی جمی ہوئی تھیں۔۔ماہم نے کن اکھیوں سے سارہ کے ہاتھ کا بغور جائزہ لیا۔۔ریموٹ پر گرفت اتنی مظبوط نہیں تھی۔۔بس پھر کیا تھا ۔۔ اچانک ہی اس نے سارہ کے ہاتھ پر جھپٹا مارا تھا اب ریموٹ ماہم کے ہاتھ میں تھا۔۔

سارہ کا حیرت زدہ ۔۔بلکہ شاک زدہ چہرہ دیکھ کر سب ہی ہنس پڑے تھے۔۔جو

کچھ ہی دیر میں روتلو چہرہ بھی بن چکا تھا۔ماہم بھی اس کی روتلو سی شکل دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس ہی رہی تھی کہ سامنے سے کیف کو نوید کے ہمراہ آتے دیکھا یکدم ہی ہنسی اڑن چھو ہوئی ۔۔جانے اب اسے کتنی وضاحتیں دینی پڑیں گی اپنے عرش کے سامنے اس طرح ہنسنے کی۔

کیف کا موڈ بھی اسے بگڑا ہوا سا ہی لگا۔۔سلام دعا کے بعد اس نے کیف کو بھی لاؤنج میں بٹھا دیا اور خود فریدہ کو کمرے سے بلانے کے لیے چل دی۔ کچھ دیر میں جب وہ فریدہ کے ساتھ لاؤنج میں واپس آئی تو وہاں کیف موجود نہیں تھا ۔۔وہ ٹھٹک گئی۔

کیف کہاں چلا گیا تھا۔۔کہیں ناراض ہوکر واپس تو ۔۔؟؟وہ متفکر ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیف کدھر ہے؟؟ فریدہ نے اسے لاؤنج میں نہ دیکھ کر سوال کیا۔

وہ ماہم آپی کے کمرے میں گئے ہیں۔سارہ نے سادگی سے جواب دیا۔

مما آپ بیٹھیں۔۔میں بلا لاتی ہوں۔وہ حواس باختہ سی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

آپ یہاں کیوں آ گئے؟؟ اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنے بیڈ پر نیم دراز کیف کو دیکھ کر کہا۔

کیف نے ابرو چڑھا کر اسے دیکھا۔

ایسے اچھا نہیں لگتا ناکہ ایک بندہ سب سے الگ جاکر بیٹھ جائے۔۔کیا سوچیں گے سب۔وہ اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے بولی۔

میں اکیلا نہیں بیٹھوں گا۔۔تم بھی یہاں ہی بیٹھو گی۔۔۔دو ٹوک جواب آیا۔

ٹھیک ہے۔۔میں سب کو یہیں بلالیتی ہوں۔وہ اپنے غصے کو پیتی ہوئی بولی۔

میں تم سے ملنے آیا تھا۔۔تمہارے رشتے داروں سے نہیں۔۔انکو مجھ سے دور ہی رکھو۔لہجے میں تلخی تھی۔

وہ میرے کزنز ہیں۔۔۔ اس نے جتایا۔

اور میں کیا ہوں ؟؟ لہجہ عجیب ہوا۔

ٹھیک ہے۔۔بیٹھے رہیں یہاں اکیلے ہی۔۔۔وہ پیر پٹختی کمرے سے نکل گئی۔

لاؤنج میں آئی تو خفت زدہ تھی۔۔صد شکر کہ سب کا دھیان میچ کی طرف تھا فریدہ بھی کچن میں جاچکی تھیں ۔۔اس نے فرید ہ کو کچن میں جاکر کہہ دیا کہ کیف کی طبعیت اچانک کچھ خراب ہوگئی ہے۔۔بلڈ پریشر لو ہوگیا ہے شاید اس لیے وہ آرام کر رہے ہیں ۔۔فریدہ نے بھی اسے کہہ دیا کہ وہ کیف کو سونے دے کچھ دیر ۔۔تب تک لنچ بھی بن جائے گا۔

وہ اڑی اڑی سی رنگت کے ساتھ لاؤنج میں سب کے ساتھ بیٹھ چکی تھی سپر لیگ کا میچ شروع ہوچکا تھا۔۔سب بہت ایکسائیٹڈ تھے۔۔سارہ اور نورین بھی

اب کارٹون بھول چکی تھیں ۔۔سب کی نظریں بس اسکرین پر جمی تھیں ۔۔کسی نے ماہم کے چہرے کو نہیں دیکھا تھا ۔۔وہ بھی بظاہر نظریں اسکرین پر ہی جمائے بیٹھی تھی مگر اس کا دھیان کہیں اور ہی تھا۔

کچھ ہی دیر میں اس کے سیل فون پر میسج آیا۔

ابھی اور اسی وقت یہاں آؤ۔۔۔

پڑھ کر اس کے اعصاب جواب دے گئے۔

آپ پلیز یہاں آجائیں۔۔سب جانے کیا سوچیں کہ آپ کیوں الگ ہوکر بیٹھے ہیں۔۔۔اس نے جواب دیا۔

کچھ ہی لمحوں میں اگلا میسج آیا۔

میں نے کہا نا ابھی اور اسی وقت یہاں آؤ۔۔ورنہ میں ہی چلا جاتا ہوں۔۔

پڑھ کر وہ بے بس ہوئی ۔۔ نظریں چرانے کے سے انداز میں وہ اپنے کمرے تک گئی ۔۔کس نے اسے جاتا دیکھا اور کس نے نہیں ۔۔وہ انجان رہی ۔۔ مگر دل میں عجب سی شرمندگی لیے۔

کیا مسئلہ ہے۔۔؟؟ وہ آتے ہی بولی تھی ۔۔آواز مدھم مگر لہجہ غضیلہ تھا۔

تم نے مجھے گھر بلا کر میری یہ عزت کرنی تھی۔۔۔جواب تلخ لہجے میں ملا۔

وہ شاکی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں یہاں بیٹھا ہوں۔۔تمہارے لیے آیا ہوں اور تمہیں اپنے ان کزنز سے فرصت نہیں۔لہجہ مزید تلخ ہوا۔۔کزنز لفظ پر بھی خاصا زور دیا گیا تھا۔

آپکو خود ہی شوق چڑھا ہے یہاں بیٹھنے کا۔اس نے بھی تلخی سے ہی جواب دیا۔

تم بھی یہیں بیٹھو گی ۔۔کوئی ضرورت نہیں اپنے اس عاشق کے ساتھ بیٹھنے کی۔۔۔اس کے لفظ پگھلتے سیسے سے اس کے کانوں میں گھلے۔

وہ میرا عاشق نہیں ہے ۔۔آئی سمجھ۔۔اور میں یہاں اس طرح نہیں بیٹھوں گی۔۔وہ دو ٹوک بولی مگر پھر لہجہ نرم کرتے ہوئے کہا۔

کم از کم مجھے میرے ددھیال میں تو بدنام نہ کریں۔۔کیا سوچیں گے سب کہ میں اپنے ہی گھر میں الگ ہی ایک کمرے میں آپکے ساتھ تنہائی میں بیٹھی ہوں اگر انکو پتہ ہوتا کہ آپ میرے منگیتر ہیں تب شاید بے شرم بنتے ہوئے ان سب کو اگنور کرکے میں یہاں بیٹھ بھی جاتی مگر اب۔۔وہ کچھ کہتے کہتے رکی۔ ظاہر ہے وہ خود پر پھر سے کسی بھی افیئر کا لیبل لگوانا نہیں چاہتی تھی۔

آج تمہیں میرے ساتھ تنہا بیٹھنے پر اعتراض ہے جو کہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔۔چل کیا رہا ہے سب؟؟آخر مسئلہ کیا ہے تمہارا۔۔تمہیں اس عرش کے سامنے اپنے امیج کی اتنی پرواہ کیوں ہے؟کیوں نہیں چاہتی تم کہ وہ تمہیں اور مجھے ایک ساتھ دیکھے۔۔کس بات کی فکر ہے تمہیں؟؟کہیں تم ڈبل گیم تو نہیں کھیل رہی نا؟؟لہجہ زہریلا ہوا۔

تو کیا وہ دانستہ چاہتا ہے کہ عرش اسے اور کیف کو ایک ساتھ دیکھے؟؟ماہم کے ذہن میں ایک پل کے لیے سوال گونجا تھا۔۔مگر یہ وقت کچھ بھی سوچنے کا نہیں تھا۔

پہلے مجھے کبھی کوئی فکر اس لیے نہیں ہوئی کیونکہ میری نیت صاف تھی۔۔میں جانتی تھی ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں اس لیے میں نے کبھی پرواہ نہیں کی کہ لوگ کیا سوچتے ہیں مگر اب ہمارے درمیان واقعی کچھ ہے تو میں بھی کانشس ہوگئی ہوں ۔۔پہلے میرے دل میں کوئی چور نہیں تھا ۔۔میں دندنا کر آپکے ساتھ بات کرتی تھی ۔۔اب میرے دل میں ایک طرح سے چور ہی ہے اور ویسے بھی اپنی پہلے کی لاپرواہی کا انجام بھی میں دیکھ ہی چکی ہوں ۔۔۔سب نے ہی جانے کتنے قصے افسانے گھڑ ڈالے تھے۔۔دوبارہ وہ غلطی نہیں کرنا چاہتی۔

وہ کچھ ٹھنڈا پڑتے ہوئے اپنی طرف سے اپنی بات سمجھانے کی سعی کر رہی تھی۔کیف عالم کے تاثرات ایسے ہی رہے جیسے اس نے ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا ہو۔اس نے لمبی سانس کھینچی اور پھر اس کو خاموش پاکر گویا ہوئی۔

جہاں تک آپکی بات ہے۔۔آپکو کمپنی دینے کی بات ہے ۔۔۔آپ چلیں میرے ساتھ۔۔ہم سب کے ساتھ بیٹھیں گے۔۔فن کریں گے ۔۔ مل کر میچ دیکھیں

گے۔۔۔

دیکھو ماہم۔۔تم نے شادی مجھ سے کرنی ہے ۔۔کوئی کیا سوچتے ہیں تمہیں اس بات کی فکر نہیں ہونی چاہیے۔۔اس بات کی فکر ہونی چاہیے کہ میں کیا سوچتا ہوں۔۔تم اپنے اس عاشق کے ساتھ نہیں بیٹھوگی۔۔نہ مجھے اسکے ساتھ بٹھانے کی جتن کروگی۔وہ اب بھی جوں کا توں اپنی بات پر ڈٹا ہوا تھا۔

دماغ تو ٹھیک ہے آپکا کیف ۔۔۔اس کا پارہ بھی اب چڑھنے لگا۔

میں اپنے کسی عاشق کے ساتھ تن تنہا جاکر کسی کونے میں نہیں بیٹھ گئی۔۔میں سب کے ساتھ بیٹھی ہوں۔۔اور آپ بھی سب کے ساتھ ہی بیٹھیں گے۔اس نے کیف پر سر سری نظر ڈالتے جیسے اپنا حتمی فیصلہ سنایا تھا۔۔ساتھ ہی وہ اس کے جواب کے لیے رکی نہیں تھی ۔۔وہ اپنے کمرے سے ہی جانے لگی تھی۔

کہیں نہیں جاؤگی تم سمجھی۔۔۔اس نے یک دم ہی بڑھ کر اس کی کلائی کو اپنے مظبوط ہاتھ کی گرفت میں لیا تھا۔

چھوڑیں مجھے ۔۔پاگل تو نہیں ہوگئے آپ۔وہ اپنی کلائی چھڑوانے کی سعی کرتے ہوئے منمنائی تھی۔

وہ جیولری کی شوقین نہیں تھی۔۔آج کیف نے آنا تھا تو بس اپنے سوٹ سے میچنگ اس نے جو دو کانچ کی چوڑیاں پہن رکھی تھیں۔۔ وہ ٹوٹ کر زمین پر بکھر چکی تھیں ۔۔ایک آدھ خراش بھی آئی تھی مگر اتنی گہری نہیں تھی کہ

خون نکل آتا۔

کیوں چھوڑوں؟؟ تاکہ تم اپنے اس عاشق کے ساتھ جم کر بیٹھ جاؤ۔۔اور میں یہاں بن بلائے مہمان کی طرح سڑتا رہوں۔اس کا انداز مزید جارحانہ ہوا تھا کلائی پر گرفت اور بھی مظبوط ہوئی ۔۔

وہ ماہم کے معاملے میں یونہی جنونی ہوجایا کرتا تھا ۔۔مرد تو مرد وہ تو یہ بھی برداشت نہیں کر پاتا تھا کہ وہ کسی لڑکی سے بھی کیف سے بڑھ کر بات کرے اور آج وہ یہ کیسے برداشت کرتا کہ ماہم اس کے رقیب کے سامنے بھی جائے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیف کہ ان الفاظ نے ماہم کا پارہ مزید چڑھایا تھا ۔۔ساتھ ہی اس کا جارحانہ انداز اور کلائی پر محسوس ہوتی گرفت جو مظبوط سے مظبوط ہوتی جا رہی تھی نے اسے تپایا تھا۔

ہاں۔۔ہاں مجھے اپنے اس عاشق کے ساتھ بیٹھنا ہے اور جم کر بیٹھنا ہے۔۔دفع ہوجائیں آپ ۔۔جان چھوڑدیں میری۔وہ چلا اٹھی تھی۔

ماہم قریشی کے یہ الفاظ ۔۔۔کیف کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑی۔

ماہم نے غصیلی نظروں سے کیف کو دیکھا اور گرفت ڈھیلی محسوس ہوتے ہی جھٹکے سے اپنی کلائی کھینچ لی اور نم آنکھوں سے اپنی سرخ ہوتی کلائی کو دیکھنے لگی۔

رہو تم اپنے عاشق کے ساتھ۔۔تمہاری جان چھوڑدی میں نے ہمیشہ کے لیے۔۔ اب تم جان چھوڑ دو میری ہمیشہ کے لیے۔وہ بھی پھنکارا تھا ۔۔اور ایک تپتی نگاہ اس پر ڈال کر کمرے سے ہی نکل گیا۔

کمرے سے کیا وہ تو گھر سے ہی نکل گیا تھا۔

ماہم اپنی ہی جگہ ساکت کھڑی رہی۔۔اس پل وہ منجمد لگی۔۔سرد لگی۔۔مردہ لگی۔جانے کتنے ہی پل اسے سنبھلنے میں لگے اور وہ زمین پر ڈھیر ہوتی گئی جذباتوں کا فوارہ پھوٹا اور وہ بلک بلک کر رونے لگی۔

جب احساس ہوا کہ اسکے گھر میں مہمان بھی موجود ہیں تو اسے خود کو سنبھالنا پڑا ۔۔اپنا بکھرا وجود سمیٹنا پڑا۔۔چہرے پر ایک فریبی تبسم سجانا پڑا۔۔۔اور سب کے سامنے ایک ہنستی مسکراتی ماہم قریشی بن کر آنا پڑا سب کے جانے کے بعد جب ماہم نے اپنی ماں کو یہ بتایا تو ماہم کی ماں کو کیف پہ بہت غصہ آیا اور ساتھ ہی ماہم کے مستقبل کی فکر بھی ہونے لگی کہ ماہم کی شادی کیف سے طے تھی جسکی اتنی گھٹیا سوچ ہے۔

اس دن کے بعد ماہم نے عرش کے رشتے کے لیئے ہاں کردی ماہم نے جیسے ہی فریدہ کو عرش کے رشتے کے لیئے ہاں کی تھی ۔۔فریدہ نے فوراً ہی شہباز سے بات کی تھی شہباز کو پہلے تو دھچکا لگا تھا مگر انہیں اپنی بیٹی پر پورا بھروسہ

تھا انکے نزدیک اگر ماہم نے کوئی فیصلہ کیا تھا تو سوچ کر ہی کیا تھا

ان 3 سالوں میں یہ تبدیلی بھی آئی تھی کہ عرش پہلے شہباز کو امیچیور لگتا تھا انہیں لگتا تھا کہ وہ ابھی کم عمر ہے وہ ایک جگہ نہیں ٹک پائے گا مگر ان 3 سالوں میں عرش ذرا بھی نہیں بدلا تھا ۔۔وہ آج بھی ماہم کے رشتے کے حوالے سے اتنا ہی سنجیدہ تھا جتنا 3 سال پہلے اور سچ تو یہ بھی تھا کہ وہ ان تین سالوں میں سب کے دلوں میں اپنے لیے ایک خاص مقام تک بناچکا تھا یہاں تک کے چھوٹی سی سارہ کی نظر میں بھی۔

اس معصوم سی بچی کو بھی بے حد خوشی ہوئی تھی جب اس کو پتہ چلا تھا کہ اس کا بہنوئی اب کیف نہیں عرش ہوگا ماہم کو ہر بار کیف کی وجہ سے اداس پریشان دیکھ کر وہ اندر ہی اندر کیف سے چڑنے لگی تھی مگر جتاتی نہیں تھی۔

جب عرش اور اسکی فیملی کو پتہ چلا تھا کہ شہباز اور فریدہ نے رشتے کے لیے راضی ہیں تو ان کے گھر میں تو جیسے عید ہوگئی تھی عالیہ اور عرش پھولے نہیں سما رہے تھے۔۔

ماہم کے چچا نے بھی بار بار ٹرانسفر سے تنگ آ کر بہت پہلے ہی جاب چھوڑ کر بڑے پیمانے پر اپنا بزنس شروع کرلیا تھا جس میں عرش بھی انہی کے ساتھ تھا اس لیے فوراً شادی کرنے میں بھی انہیں کوئی مسئلہ درپیش نہیں تھا۔دعائے خیر کے بعد منگنی وغیرہ کے جھنجھٹ میں پڑنے کے بجائے سیدھا شادی کی تاریخ

بھی رکھ دی گئی تھی۔

دعائے خیر میں شہباز کے سب بہن بھائی شامل تھے مگر فریدہ کے خاندان سے کسی کو بھی نہیں بلایا گیا تھا اور یہ فیصلہ ماہم کا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ فی الحال کیف تک یہ بات کسی بھی صورت میں پہنچے اسے خدشہ تھا کہ کہیں وہ پھر سے آکر اپنا سر ہی نہ پھاڑلے۔۔(خودکش حملہ آور کہیں کا)

زینب نے اسے بہت خوبصورت سجایا تھا۔۔گہرے سبز رنگ کا شرارہ پہنے نفیس سی جیولری میں وہ بہت دلکش لگ رہی تھی عالیہ نے اسے دیکھتے ہی فٹا فٹ سے تصویریں کھینچنا شروع کردی تھیں حالانکہ وہ روکتی رہی جس پر عالیہ نے زینب کے سامنے ہی منہ پھٹ سے انداز میں کہا۔

ان میڈم کا یہ فیصلہ ہے کہ شادی تک یہ عرش سے پردہ کریں گی حالانکہ ہمارے ہاں ایسا کوئی رواج نہیں ہے انہوں نے اپنا ہی رواج نکالا ہے مگر اب کم از کم میرے مظلوم بھائی کا اتنا تو حق بنتا ہے نہ کہ وہ اپنی ہونے والی ان کی تصویریں ہی دیکھ لیں۔

اس کی بات پر زینب اور باقی تمام کزنز ہنس دی تھیں اور اس کی بات کی تائید بھی کی تھی۔

عالیہ نے ڈھیر ساری تصویریں کھینچ کر سب بڑوں کے درمیان بیٹھے عرش کو چپکے سے دکھائی بھی تھیں اور عرش کی ستائشی نظروں کا حال واپس آکر سب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کزنز کو سنایا بھی تھا۔

سب کی ہنسی۔۔ قہقہے۔۔اور سب سے بڑھ کر اس نے جو آج عزت محسوس کی تھی اس سب نے اسے ایک سکون سا دیا تھا۔رشتہ تو اس کا پہلے بھی ہوا تھا مگر نہ کوئی دعا دینے کے لیے آیا نہ سسرال سے کوئی جوڑے آئے نہ کسی نے اسے انگوٹھی پہنائی نہ کوئی مٹھائی بانٹی گئی۔

دعائے خیر کے بعد وہ جانے کتنی ہی دیر اپنے بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی جو اس کی چچی نے اسے پہنائی تھی دیکھتی رہی تھی سب کچھ محبت ہی نہیں ہوتی کہ انسان اس کے پیچھے اندھا دھند بھاگ پڑے اور اپنا آپ گنواتا آئے کچھ احساس محبت سے بڑھ کر بھی ہوتے ہیں دیر سے ہی سہی مگر آج اس نے وہ سب احساسات محسوس کیے تھے۔

ماہم اپنا سیل نمبر بدل کر شادی کی تیاریوں میں مصروف ہوگئی تھی پھیلتے پھیلتے اسکے رشتے کی خبر اس کے سارے ننھیال تک پہنچ چکی تھی ۔۔کچھ قریبی لوگوں کو فریدہ نے بھی خود ہی بتادیا تھا ظاہر ہے اب اچانک شادی کا کارڈ دینے سے تو رہے ۔۔خبر عادل اور خالدہ تک بھی جاپہنچی تھی مگر انہیں کوئی شاک نہیں لگا وہ تو اپنی طرف سے بہت پہلے ہی ماہم سے کیف کا رشتہ توڑ چکے تھے تو ظاہر ہے اب ماہم کا کسی اور جگہ تو رشتہ طے پانا ہی تھا۔کاشف

نے بھی من ہی من عرش کو خوش قسمت جانا تھا بزنس پارٹیز میں وہ بہت دفعہ عرش سے مل چکا تھا مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہی ماہم کا منگیتر بن جائے گا پتہ ہی نہ چلا تھا کہ 2 ماہ گزر گئے اور وہ وقت بھی آپہنچا جب ماہم اپنے مایوں میں بیٹھی تھی یہ وہ وقت تھا جب واقعی اس کے دل میں ہول اٹھنے لگے تھے صرف ایک ہی ہفتہ بچا تھا اس کی شادی کو ۔۔وہ پھر سے سوچوں میں رہنے لگی تھی ۔۔کہیں اس نے واقعی کوئی جلد بازی تو نہیں کردی تھی۔

مایوں والے دن سے ہی صدف اور سعد بھی اسکے گھر شادی تک رہنے کے لیے آچکے تھے۔صدف سے ماہم نے کبھی بھی اپنی اور کیف کی کوئی بات بھی شیئر نہیں کی تھی اس کے باوجود وہ کچھ نا کچھ جانتی تھی جو کہ اس کے ذاتی اندازے تھے اس کے دل میں سوال تو تھے مگر جواب وہ کس سے لیتی سو اس نے تمام سوالات کو جھٹکا تھا اور بڑی ہی گرم جوشی سے مایوں میں شامل ہوئی تھی۔

ماہم قریشی اس بات سے مطمئن تھی کہ اس نے اپنی عزت نفس کی خاطر کیف کو چھوڑدیا ہے مگر جو بات اسے پریشان کرنے لگی تھی وہ تھی اس پر آنے والی ذمہ داریاں کیا وہ عرش کی اچھی بیوی بن پائے گی کیا وہ عرش کو محبت دے پائے گی کیا وہ اس کا خیال رکھ پائے گی؟ان 2 ماہ میں بھی بہت کوشش کے باوجود وہ عرش سے رتی برابر بھی محبت نہیں کرپائی تھی وہ چاہتے ہوئے بھی

وہ سب محسوس ہی نہیں کرپاتی تھی جو اسے اپنے منگیتر کے لیے محسوس ہونا چاہیے تھا۔

جب جب بھی اس نے اپنا دل کھولا مایوسی ہی ہوئی۔۔

اسے کسی حد تک اب لگنے لگا تھا کہ شاید واقعی اس نے جلد بازی کی ہے۔۔ کیف سے الگ ہونے کے فوراً بعد ہی اسے کسی اور رشتے میں نہیں جڑنا چاہیے تھا خود کو تھوڑا وقت دینا چاہیے تھا مگر وقت دینے کا مطلب تو یہ بھی تھا کہ ایک دفعہ پھر کیف اس کی زندگی میں آسکے شاید تبھی اس نے خود کو وقت ہی نہیں دیا تھا۔

مہندی کا فنکشن بڑے ہی دھوم دھام سے جاری تھا ڈھولک اور تالیوں کی آواز نے ماحول کو خوشگوار بنایا ہوا تھا ہر آنے والے مہمان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی ندا خالہ،احسن ،امبر سبھی ہی تو آئے تھے۔

مہندی سے سجے ہاتھوں میں مہندی سے ہی لکھا ہوا عرش کا نام جو زینب نے زبردستی اس کے ہاتھوں پر لکھا تھا بہت خوبصورت لگ رہا تھا وہ پیلے ،سبز،گلابی اور کچھ شوخ سے رنگوں کے امتزاج والے لہنگے میں ملبوس تھی اسے پراندہ پہنایا گیا تھا گلاب کے پھولوں کے خوبصورت گجروں سے سجایا گیا تھا جن کی مہک اسے مسحور کرنے کے بجائے جانے کیا کیا سوچنے پر مجبور کر رہی تھی۔

آج آخری دن تھا اس کی آزادی کا کل سے وہ ایک رشتے میں بندھنے جا رہی تھی ایک ایسا رشتہ جسے شاید اس نے مجبوری میں ہی جوڑا تھا خوشی سے نہیں اور مجبوریاں نبھانا کہاں آسان ہوتا ہے۔

صرف محبت ہی کے لیے قیمت ادا نہیں کرنی ہوتی سکون اور عزت کے لیے بھی بہت سی قیمتیں ادا کرنی پڑتی ہیں یہ تو بس ہر انسان کی ترجیحات پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ کیا چنتا ہے کچھ وقت پر سنبھل جاتے ہیں کچھ ٹھوکر کھانے کے بعد

عرش بھی کاٹن کے سفید شلوار سوٹ میں کافی پر کشش لگ رہا تھا ہلکی بڑھی ہوئی شیو اس کی شخصیت کو چار چاند لگا رہی تھی

ان کے ہاں شادیاں اپنے گھروں میں ہی کی جاتی تھیں اور سارے فنکشنز بھی میرج ہال کا رواج سخت ناپسند کیا جاتا تھا ان سب کا ماننا کہ میرج ہالز نے شادیوں کی وہ رونق چھین لی ہے جو گھروں میں ہوا کرتی ہے لہذا مہندی کا فنکشن بھی ان کے اپنے گھر میں ہی منعقد کیا گیا تھا۔

اسٹیج پر آنے سے پہلے ماہم کے کمرے میں سارہ بھی فراک پہنے بار بار اس سے لپٹ رہی تھی ماہم بار بار اسے تسلیاں دیتی تھی۔

اوہو سارہ میں کون سا دور جا رہی ہوں ساتھ والے گھر میں ہی جا رہی ہوں اتنا مت رو کیا کہیں گے سب کے دلہن کی بہن بھوتنی بنی ہوئی تھی۔

اس گھر میں تو نہیں ہوں گی نہ آپی مجھے اب کون پڑھائے گا۔اسے پڑھائی یاد آئی تھی جو پہلے تو کبھی یاد نہیں آتی تھی۔

میں ہی پڑھاؤں گی بلکہ میں اور تمہارے عرش بھائی مل کر تمہیں پڑھائیں گے عرش کا نام سن کر وہ چہک اٹھی تھی عرش سے تو وہ ضرور ہی پڑھتی۔۔ ان 5 سال میں وہ اس کا فیورٹ جو بن گیا تھا۔

فریدہ بھی آنکھوں میں نمی لیے اس کے کمرے میں آئی تھیں کہہ کچھ نہ پائی تھیں بس اس کے گلے ہی لگی تھیں شہباز بھی بس خود کو بظاہر سنبھالے ہوئے تھے مگر بیٹی کی شادی میں اندر ہی اندر باپ پر کیا گزرتی ہے وہ تو صرف ایک باپ ہی سمجھ سکتا ہے۔وہ تو ماہم سے مایوں کے بعد سے ہی نظریں چرانے لگے تھے اس سے چھپتے پھرتے تھے کہ کہیں اسے دیکھ کر ان کی آنکھوں سے غم ہی نہ چھلک پڑے وہ گھر میں آئے مہمانوں کے سامنے کسی بچے کی طرح رونا بلکنا نہیں چاہتے تھے تبھی ظبط کیئے ہوئے تھے۔

اسٹیج پر بٹھاکر اسے کیا رسوم ادا کی گئیں وہ کچھ نہیں جانتی تھی وہ مسلسل اپنے ہی خیالات میں ڈوبی رہی تھی کون آیا کون ملا کیا رسم ہوئی ہر بات سے انجان وہ بس ایک بت کی طرح ہی بیٹھی تھی۔

ہاٹ پنک اور پیچ کلر کے عروسی لباس میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی جب

اس کے بغل میں اس کی زندگی کا ہمسفر بیٹھا تھا وہ مکلمل طور پر خالی الذہن تھی اس وقت سے ہی جب اس کا نکاح عرش قریشی سے پڑھایا گیا تھا۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

کتنی طاقت تھی ان لفظوں میں جنھوں نے ماہم قریشی کو ہمیشہ کے لیے صرف اور صرف عرش قریشی کا کردیا تھا۔

اس کی سوچوں کی انتہا سے لیکر دل کی گہرائی تک ہر احساس کی شروعات سے لیکر ہر جذبے کی شدت تک سب عرش کے نام ہوچکا تھا۔

نکاح کے وقت اس نے خود سے ایک عہد کیا تھا بھلے ہی وہ عرش کو محبت نہیں دے پائے گی جس کا وہ حق دار تھا اس معاملے میں اس کا بس نہیں چل سکتا تھا یہ اس کے اختیار میں ہی نہیں تھا مگر وہ ہمیشہ عرش کی وفادار بیوی بن کر رہے گی یہ اس کے اختیار میں تھا اس کی فرمانبرادر بیوی بن کر رہے گی یہ بھی اس کے اختیار میں تھا۔

اس پل اس نے فقط ایک ہی دعا مانگی تھی اپنے رب سے کہ وہ اسے اتنی ہمت اور حوصلہ ضرور دے کہ وہ اپنا خود سے کیا ہوا وعدہ نبھا پائے زندگی میں کبھی

بھی اس کے قدم نہ ڈگمگائیں۔۔

ماہم کی شادی کا کاشف کو علم تھا آج وہ دیر رات تک اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ لان میں بیٹھا تھا سب خوشگوار ماحول میں چائے کے گھونٹ بھرتے سگریٹ کے کش لگا رہے تھے یوں لگ رہا تھا جیسے آج یہ سب منی پارٹی کا لطف لے رہے ہیں مین گیٹ بھی اسی وجہ سے کھلا ہی ہوا تھا

سناؤ میاں کیسی رہی شادی؟کاشف نے اپنے ایک آنے والے دوست سے پوچھا تھا جو عرش کی شادی سے سیدھا ہی اس منی پارٹی میں شامل ہونے آیا تھا۔وہ عرش کا بھی بزنس کی وجہ سے قریبی جان پہچان والا تھا اسی لیے اسے شادی میں مدعو کیا گیا تھا وہ بھی باراتی بن کر شہباز کے گھر گیا تھا۔

بہت زبردست حالانکہ میں گھر میں شادیوں کے حق میں نہیں ہوں مگر شہباز صاحب نے گھر میں ہی اتنے زبردست انتظامات کروائے تھے کہ مزہ ہی آگیا

دولہے میاں کا سناؤ اس کے کیا حال تھے؟ کاشف نے مزید پوچھا

عرش تو خوشی سے پھولے ہی نہیں سمارہا تھا

ظاہر ہے عرش اتنی اچھی جگہ شادی کررہا تھا خاندان اچھا ہے لڑکی اچھی ہے اس کا حق بنتا ہے کہ وہ خوش اور مطمئن ہو۔

یہ آخری جملے مین گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے کیف نے سنے تھے اتنی اچھی جگہ خاندان اچھا لڑکی اچھی آج کاشف کہ منہ سے یہ الفاظ وہ وہیں ساکت رہ گیا۔۔

کاشف کی کیف کی جانب پشت تھی وہ کیف کو مین گیٹ سے آتا ہوا دیکھ نہیں پایا تھا باقی سب بھی محو گفتگو تھے اسی اثنا میں ایک دوست سے مزید تذکرہ کیا

ہاں واقعی شہباز صاحب بہت ہی نائس بندے ہیں بہت اچھے گھر کا انتخاب کیا ہے عرش نے اور سب سے بڑی بات اس کے اپنے ہیں سگے چچا کا گھر ہے سمجھو ایک ہی گھر ہوا۔ایک اور دوست نے تبصرہ کیا وہ بھی عرش سے کچھ نا کچھ جان پہچان رکھتا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شہباز تو جو ہیں سو ہیں ان کی بیٹی بھی ماشاءاللہ اچھی سلجھی ہوئی ہے عرش کا گھر اچھا بس جائے گا۔یہ کہنے والا اور کوئی نہیں کاشف تھا ان سب کے سامنے ماہم قریشی کی برائی کرکے اسے کوئی فائدہ نہیں ملنے والا تھا یہ سب اسکے اور ماہم کے ماضی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے ان کے آگے اسے ماہم کو نیچے گرانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی لہذا آج وہ سچ ہی بول رہا تھا جھوٹ تو وہ اپنے خاندان والوں کے آگے بولا کرتا تھا اپنی عزت بچانے کی خاطر کہ کہیں کوئی اسے ٹھکرائے جانے کا طعنہ ہی نہ دے

کیف کے کان اب سائیں سائیں کرنے لگے تھے وہ لال پیلا ہوتا ہوا کاشف کے

سامنے جا کھڑا ہوا۔

کیا کہا آپ نے ابھی۔آواز مدھم تھی مگر لہجہ کاٹ کھانے والا۔۔۔

کاشف اس کی آواز پر یکدم چونکا بے ساختہ پلٹ کر دیکھا بے یقینی چہرے سے جھلکی

کچھ توقف کے بعد سنبھلتے ہوئے مصنوعی سا مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔

تم نے تو ملک سے باہر جانا تھا آج تم واپس گھر کیسے آگئے

یہاں نہ آتا تو سچ کیسے جانتا وہ سچ جس کو میرا دل تو ہمیشہ سے جانتا تھا مگر پھر بھی جانے کیوں آپ کی باتوں کی وجہ سے میں شک و شبہات میں پڑجاتا تھا۔

وہ دانت پیستے ہوئے جتلاتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہا تھا۔

چلو اندر چل کر بات کرتے ہیں تمہیں نادیہ کے ہاتھ کی چائے بھی پلواتا ہوں۔

کاشف اپنی نشست سے اٹھا اور اس کے بازو کو اپنی انگلیوں سے کچھ دباتے ہوئے اپنے ساتھ لیکر اندر کی جانب بڑھا۔

کیف مسلسل کاشف کی طرف گہری نظریں گاڑھے بت بنا چلتا رہا۔

اب بولو کیا مسئلہ ہے۔لاؤنج میں آکر کاشف نے جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا تھا

وہ گھر اچھا ماہم سلجھی ہوئی کیا تھا یہ سب مجھے تو آپ ہمیشہ کچھ اور ہی کہتے آئے ہیں۔وہ تقریباً چلایا تھا۔

دیکھو کیف تمہیں تو میں برباد ہونے سے بچارہا تھا یہ غیر لوگ ہیں انکے سامنے بھابی کے میکے کی بے عزتی کرکے مجھے کیا ملے گا اور یہ اس لڑکی کا کردار جان کر کریں گے بھی کیا؟ویسے بھی اب کیا فائدہ وہ کسی کی بیوی ہے خوامخواہ میری باتوں سے اس کا گھر خراب نہیں ہونا چاہیے۔وہ بڑے ہی پرسکون انداز میں اپنی بات مکمل کیے اب کیف کو دیکھ رہا تھا۔

کیف تلخ سا مسکرایا۔

سچ بولیں چچا سچ بولیں آج تو سچ بولیں اب جھوٹ کا کوئی فائدہ نہیں اور سچ کا کوئی نقصان نہیں اب میں چاہ کر بھی اس سے شادی نہیں کرسکتا کم از کم آج تو سچ بولیں اس کا لہجہ اب اونچا نہیں تھا شرم دلانے والا تھا۔

کاشف نے چبھتی نظروں سے اسے دیکھا پھر صوفے کی جانب بڑھا بڑی شان سے اس پر براجمان ہوا اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھا اور شان بے نیازی سے اپنا پاؤں ہلانے لگا۔

کونسا سچ سننا چاہتے ہو میرے پیارے بھتیجے۔اس نے طنزیہ سا میٹھا لہجہ کرتے ہوئے کہا۔

آپ کا اور ماہم کا سچ۔اس نے بھی طنزیہ ہی کہا۔

کاشف نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔

تم بچے ہو کیف میرا اور اس لڑکی کا کوئی سچ نہیں ہے تمہیں کوئی پتھر مارے گا تو کیا تم کبھی اسے پھول دو گے نہیں نا تو بھلا میں کیسے ذلت کے بدلے عزت دیتا۔وہ لوگ مجھے بڑھا اور جانے کیا کیا کہتے تھے تو میں بھی انہیں بدکردار،آزاد خیال جانے کیا کیا کہہ دیتا تھا۔وہ بڑی ہی سہولت سے کیف پر بجلی گرا رہا تھا۔

چچا اسے واقعی شاک لگا تھا اس کا گلا رندھا تھا مگر ضبط کیے بولا۔آپ تو کہتے تھے کہ وہ۔۔۔وہ کہنا چاہتا تھا مگر کہہ نہیں سکا۔

کاشف اس کی ادھوری بات سمجھ چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کم آن بیٹا کومن سینس نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے وہ ایسی ویسی ہوتی تو میں خود اس سے رشتے کے لیے ہامی ہی کیوں بھرتا باقی جو سب میں کہتا رہا ظاہر ہے وہ میرا غصہ تھا ریجیکشن کا دکھ تھا اب میں اتنا فرشتہ صفت تو نہیں کہ کوئی مجھے دھتکار دے اور میں اس کے قصیدے پڑھوں

ایک ہی رات میں اس پر اتنی بجلیاں گرچکیں تھیں کہ اس کے لیے سنبھلنا مشکل تھا پہلے ماہم کی شادی اور اب کاشف عالم کے یہ انکشافات۔وہ کیا بحث کرے اب کاشف سے کیا کہے اس سے لڑے جھگڑے اب کیا بچا تھا سننے کے لیے؟مگر پھر بھی ایک آخری سوال کیا۔

تو پھر آپ نے میرے اس سے رشتہ کرنے پر مخالفت کیوں کی کیوں بار بار

میرے سامنے اس کے خلاف بولتے رہے؟

خلاف اسی لیے بولتا تھا کیونکہ میں اس کے خلاف ہی تھا وجہ تمہیں بتاچکا ہوں نہ وہ مجھے ذلیل کرتے نہ امید دے کر انکار کرتے نہ میں ان کے خلاف بولتا جہاں تک بات ہے تمہارے رشتے کی تو میں کبھی رکاوٹ نہیں بنا۔اس نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا۔

کیف کے چہرے کا رنگ مزید زرد ہوا وہ شخص صاف مکررہا تھا وہیں وہ اسے مکرنے نہیں دے گا اب وہ کچھ طیش میں آیا

آپ نے مخالفت کی تھی چچا فائزہ آپی کو انکار کیا پھر مجھے وہ سب کہا جس کی وجہ سے میں گھر تک چھوڑکر چلا گیا تھا۔

کاشف استہزائیہ مسکرایا۔

رشتہ گھر کے بڑے کرتے ہیں بچے نہیں تم اور فائزہ گھر کے بچے ہو تم دونوں کی بات کو میں نے سنجیدگی سے لیا ہی نہیں اگر گھر کے بڑے بھائی یا بھابی مجھ سے رشتے کے حوالے سے بات کرتے مجھے قائل کرنے کی کوشش کرتے تو میں ان کے فیصلے پر سر تسلیم خم کرلیتا تم گھر چھوڑکر چلے گئے تب بھی بھائی یا بھابی نے ایک بار بھی مجھ سے نہیں کہا کہ کاشف ہم کیف کا رشتہ ماہم سے کرنا چاہتے ہیں تم اس پر اعتراض نہ کرنا۔اس نے بڑے ہی سکون سے اپنی نشست سے اٹھ کر کیف کے قریب بڑھ کر کہا تھا۔

یہ سب کیا تھا؟کیا کہہ رہا تھا یہ شخص ایک ہی پل میں اس کی زندگی مزاق بن چکی تھی وہ جو ہر بات کا ملبہ ماہم قریشی پر گرا دیتا تھا آج کسی نے بڑی ہی چالاکی سے سارا ملبہ اس پر گرادیا تھا

اسے لگا تھا کہ اب وہ بول ہی نہیں پائے گا بولنے کو تھا بھی تو کچھ نہیں کاشف عالم نے تو بڑی سہولت سے بات ہی ختم کردی تھی وہ خود کو مکھن میں سے بال کی طرح نکال کر صاف ستھرا ہوگیا تھا اور کیف عالم کو کٹہرے میں لا کھڑا کیا تھا۔

تمہیں مزید کوئی سوال جواب کرنے ہوں تو کسی دن فرصت میں مل بیٹھیں گے مگر فی الحال میرے دوست کافی دیر سے میرا انتظار کررہے ہیں۔اس نے کیف کی پیٹھ کو ذرا سا تھپک کر کہا اور پھر لاؤنج سے جاتے جاتے رکا۔

تم چاہو تو ہمیں جوائن کرسکتے ہو۔چہرے پر فریبی مسکراہٹ سے آفر دے کر وہ چلاگیا تھا۔

کیف کی دنیا گھومی تھی سر چکرانے لگا تھا اس کے اعصاب جواب دینے لگے تھے۔

آسٹریلیا کے خوبصورت اور بڑے شہروں میں سے ایک سڈنی میں وہ ایک ہفتے کے لیے آئے تھے۔۔اس سے پہلے وہ آسٹریلیا کے کوئین لینڈ سٹیٹ میں واقع

ساحلی شہر گولڈ کوسٹ میں ایک ہفتے کے لیے رکے تھے۔

اس ایک ہفتے میں گولڈ کوسٹ کے سینڈی بیچز اور تھیم پارکس نے انہیں اپنا دیوانہ بنا دیا تھا ۔۔اور ڈریم ورلڈ تھیم پارک ان دونوں کاپسندیدہ تھیم پارک بنا تھا۔

سڈنی اوپرا ہاوس میں سیر و تفریح کے بعد جانے سے پہلے وہ اپنی تصویریں کھنچوا رہی تھی اور عرش قریشی بھی بڑے اشتیاق سے اس کی ہنستی مسکراتی تصویریں اپنے کیمرے میں اتار رہا تھا۔

یہ پوز نہیں ۔۔یہ پہلے بھی ہر تصویر میں ہے۔اس نے اپنی نظروں کے سامنے سے کیمرا ہٹا کر کہا ۔۔وہ غالباً اسے چھیڑ رہا تھا ۔۔اور وہ چھڑ بھی گئی تھی۔

میں کوئی پوز ووز نہیں بنا رہی اوکے۔۔بس یادگار کے طور پر ۔۔بلکہ میں بنواتی ہی نہیں۔وہ ہمیشہ سے نک چڑھی تھی ۔۔اسی طرح ناک چڑھا کر بولی تھی۔

اچھا بابا تم پوز نہیں بناتی ۔۔مان لیا میں نے ۔۔اب ایسے کرو یاد گار کے لیے وہ ذرا سامنے کھڑی ہو جاؤ۔

وہ بھی اس کے اشارہ کی ہوئی جگہ پر کھڑی ہو گئی تھی۔

اب ذرا بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے چہرے پہ مسکراہٹ سجائے میری طرف دیکھو۔وہ جیسے جیسے کہہ رہا تھا وہ بھی ساتھ ساتھ کرتی گئی مگر اس کے آخری

فقرے نے اسے تپایا۔

اور ہاں یہ کیمرے کے لیے بالکل بھی پوز نہیں ہے۔اس نے بڑی سنجیدگی سے اسے کچھ جتایا تھا۔

عرش۔۔آپ بھی نا۔۔کبھی نہیں سدھریں گے۔وہ مصنوعی خفگی سے اس کے بازو سے آ کر لپٹ گئی تھی۔

عرش اس کے چہرے پر آئی کچھ لٹوں کو نرمی سے ہٹا رہا تھا۔

کیف۔۔۔ عرش نے بے ساختہ کہا۔

ماہم کو لگا اسکے جسم سے جان ہی نکل گئی ہو۔۔شادی کے چار ماہ بعد وہ پہلی دفعہ یہ نام سن رہی تھی۔۔اسکا اندر لرز چکا تھا۔انکی شادی کو چار ماہ گزر چکے تھے اور وہ اپنی شادی کے بعد پہلی دفعہ کسی فارن ٹرپ پر آئے تھے۔

وہ بے ساختہ اس کے بازو سے الگ ہوئی۔

وہ کیف ہی ہے نا۔۔تمہارا وہ عجیب سا خالہ زاد۔عرش نے سامنے ہی دیکھتے ہوئے کہا۔

ماہم نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو سامنے کیف عالم کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

وہ واقعی کیف عالم تھا جو چند افراد کے ساتھ محو گفتگو تھا۔

یہ دیکھو۔۔اسے کہتے ہیں اتفاق ۔۔سوچا بھی نہیں تھا کہ اتنی دور آ کر کسی اپنے سے یوں سامنا ہو جائے گا۔عرش نے پر جوش ہوتے ہوئے کہا۔

اپنا؟؟؟۔۔۔بے اختیار ماہم کے منہ سے نکلا۔

میں تمہارے میکے کو اپنا ہی سمجھتا ہوں بے وقوف لڑکی۔۔تمہارا رشتے دار ہے تو میرے لیے قابل احترام ہے ۔۔تم سے جڑی ہر چیز میرے لیے قابل احترام ہے۔عرش نے مسکراتے ہوئے اسے بتایا۔

کیوں ؟؟ اس کا سوال بے ساختہ تھا۔

کیونکہ تم میرے لیے قابل احترام ہو۔۔اب چلو اس سے جا کر ملتے ہیں یہ نہ ہو کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔وہ اس کا ہاتھ تھامے کیف عالم کی جانب بڑھنے لگا جو اب بھی کسی سے محو گفتگو تھا۔

رہنے دیں بس۔۔چلیں یہاں سے۔۔ویسے بھی ہم نے اب ہاربر پل جانا تھا۔اس نے بہانہ بنانا چاہ ۔۔۔وہ مزید بھی کچھ کہہ ہی رہی تھی کہ کیف عالم کی نظر ان دونوں پر پڑ گئی۔

بے یقینی، تحیر اسکے چہرے سے عیاں ہوا۔۔مگر جو نہیں دکھا وہ تھا اسکا دل۔۔جو اس وقت بند ہونے کو تھا ۔۔اس کا روم روم سلگ اٹھا تھا۔۔۔

وہ عرش کو اس کی جانب بڑھتا دیکھ اپنے ساتھ موجود گوروں سے ایکسکیوز کرتا

انہی کی طرف بڑھنے لگا تھا۔۔مگر وہ عرش کے لیے نہیں ماہم قریشی کے لیے بڑھ رہا تھا۔

سلام دعا کے بعد اور کچھ رسمی حال احوال کے بعد عرش نے کیف سے سوال کیا۔

تم یہاں سڈنی میں کیسے ؟؟

میں تو یہاں دو تین ماہ سے ہوں ۔۔جاب کررہا ہوں۔۔اب ایک نظر ماہم پر ڈالی۔۔تم نے بتایا نہیں اپنے ہزبینڈ کو کہ میں سڈنی میں ہوں۔

ماہم کا خون کھولا۔۔اسے بھی کہاں پتہ تھا کہ کیف عالم سڈنی میں ہے ۔۔اگر پتہ ہوتا تو وہ سڈنی تو کیا آسٹریلیا بھی نہ آتی۔

بلکہ ہاں تمہیں بھی کہاں پتہ ہوگا۔۔تم تو شادی کے بعد غائب ہی ہوگئی۔۔وہ خود سے ہی کچھ جتاتا ہوا بول پڑا۔

ماہم قریشی اندر ہی اندر سلگنے لگی ۔۔اب عرش کو کہے بھی تو کیا۔

آہ نائس۔۔ویسے تم نے پوچھا نہیں کہ ہم یہاں کیسے؟؟عرش نے حیرانی سے کہا۔

نیولی ویڈ کپلز تو کہیں بھی پہنچ جاتے ہیں۔۔اس میں پوچھنا کیسا؟ کیف عالم نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا مگر نیولی ویڈ کپلز کہنے میں اس کا کتنا خون خشک ہوا

تھا یہ تو بس وہی جانتا تھا۔

ویسے تم دونوں چاہو تو میں تم دونوں کو سڈنی کی بہترین لوکیشنز دکھا سکتا ہوں۔کیف عالم نے اب اچھا میزبان بننا چاہ تھا۔۔مگر صرف ماہم قریشی کے قریب رہنے کی خاطر ۔۔۔

عرش تو یقیناً ہامی بھرنے والا تھا۔۔بھلا اسے کیا اعتراض ہوتا کیف عالم کی کمپنی سے مگر ماہم یک دم ہی بول اٹھی تھی۔

نو تھینکس۔۔وہ کیا ہے نا نیولی ویڈ کپلز اکیلے ہی گھومتے پھرتے اچھے لگتے ہیں کسی تیسرے کی گنجائش نہیں ہوتی۔۔

عرش اسکی اس روڈنیس پر حیران ہوا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اس کے سیل پر فرحت کی کال آنے لگی تھی۔

ایکسکیوز می۔۔ماما کی کال آرہی ہے۔وہ کہہ کر کال اٹینڈ کرتا ان سے دور چلتا گیا۔

ماہم بھی اس کی تقلید میں بڑھنے لگی تھی۔

روکو ماہم ۔۔مجھے کچھ کہنا ہے۔

مگر مجھے کچھ نہیں سننا۔وہ رکے بغیر بڑھنے لگی تھی مگر کیف کے اگلے جملے نے اس کے قدم روک لیے تھے ۔۔وہ کچھ پل کے لیے پتھرا گئی تھی۔

شادی کرلو مجھ سے۔۔طلاق لے لو عرش سے۔اس نے بڑی رسانیت سے کہا تھا جیسے یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔

کیا کہا تم نے؟؟اس نے پہلی دفعہ کیف کو آپکے بجائے تم کہہ کر مخاطب کیا تھا۔آپ سے تم تک کا سفر خاصا طویل تھا۔

ہاں ماہم ۔۔طلاق لے لو۔۔میں یہاں سیٹل ہو گیا ہوں ۔۔ہم یہاں بہت خوش رہیں گے ۔۔۔تو وہ اسے اب خوشیوں کا لالچ دے رہا تھا۔

بکواس بند کرو کیف عالم۔۔وہ ابل پڑی تھی ۔۔چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

میں نے تمہیں اتنی مشکلوں سے پا کر اپنی کم عقلی سے گنوا دیا ماہی۔۔میں چچا کی اصلیت جان گیا ہوں ۔۔سار قصور ان کا تھا۔۔ان کی عجیب و غریب باتیں ہی شاید میرا دماغ خراب کردیتی تھیں۔۔۔اس نے کچھ قریب ہو کر کہا تھا ماہم نے اسے غصیلی نظروں سے گھورا اور جتنا وہ قریب آیا تھا اس سے دوگنا پیچھے کو ہوتے ہوئے کہا۔

نہیں کیف عالم۔۔میرا اپنا سکہ کھوٹا تھا۔

میں اب کبھی تمہیں تنگ نہیں کروں گا۔۔کبھی کوئی جھگڑا نہیں کروں گا۔۔ تمہیں یہاں لے آؤں گا۔۔یہاں تم اپنی مرضی سے زندگی گزارنا میں ایک لفظ بھی نہیں کہوں گا۔مزید لالچ دیا گیا تھا۔

مگر میں ابھی بھی اپنی مرضی سے ہی زندگی گزار رہی ہوں۔وہ کبھی بھی اس سے بحث میں نہ پڑتی ۔۔نہ ہی اس سے کوئی بات کرتی اگر کیف اسے دھڑلے سے پروپوز نہ کر دیتا ۔۔وہ اب صرف حیرت کی وجہ سے رکی ہوئی تھی ۔۔کیا کیف عالم اسے یہ سمجھتا ہے؟؟اسے گھن آنے لگی تھی ۔۔وہ حقارت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

گزار رہی ہوگی مگرتم عرش سے محبت نہیں کرتی۔میں یقین سے کہہ سکتا ہوں اور ایسے رشتے کا کیا فائدہ جس میں محبت ہی نہ ہو۔اس نے محبت کا ویک پوائنٹ پکڑا تھا۔

جس طرح ہم عورتوں کے لیے محبت سے زیادہ عزت اہمیت رکھتی ہے ۔۔اسی ہی طرح مردوں کے لیے محبت سے زیادہ وفاداری اہمیت رکھتی ہے ۔۔محبت بھلے نہ سہی مگر میں عرش کو وفاداری تو دے ہی سکتی ہوں۔وہ اب سینے پر بازو لپیٹے اسے حقارت سے دیکھ رہی تھی ۔۔اس نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ وہ عرش کو دھوکا دے گی ۔۔وہ اس کی یہ غلط فہمی بلکہ خوش فہمی ابھی دور کر ہی دے گی۔

دیکھو ماہم۔۔ایک آخری بار مجھے معاف کر دو۔۔میں نے آج تک تمہیں جو جو بھی کہا۔۔اس سب کے لیے مجھے معاف کر دو۔۔میں وعدہ کرتا ہوں ۔۔بلکہ قسم کھاتا ہوں کہ آج کے بعد کبھی تمہیں چیپ نہیں کہوں گا۔۔میں اب

تمہاری بہت عزت کرتا ہوں اور ہمیشہ تمہاری دل سے عزت کروں گا۔۔واپس آ جاؤ ماہم ۔۔واپس آجاؤ میری زندگی میں۔اب لہجہ التجائیہ تھا۔

ماہم تلخ سا مسکرائی۔

تم کل بھی میری عزت نہیں کرتے تھے کیف عالم۔۔تم آج بھی میری عزت نہیں کرتے۔۔اگر کرتے تو کبھی مجھ سے یہ امید نہ لگاتے کہ میں عرش کو دھوکا دے کر تمہارے پاس آ جاؤں گی۔۔تم کل بھی مجھے چیپ سمجھتے تھے تم آج بھی مجھے چیپ ہی سمجھتے ہو۔۔کل تمہیں لگتا تھا کہ میں تمہیں چھوڑ کر کسی کے ساتھ بھی سیٹ ہو جاؤں گی ۔۔اور آج تمہیں لگتا ہے کہ عرش کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ۔۔۔کہتے کہتے اسکا گلا رندھا۔اسے اپنی توہین محسوس ہوئی تھی کیا وہ اتنی گئی گزری تھی کہ؟؟اس شخص نے ہمیشہ اسکی توہین کی تھی اور آج بھی اس نے وہی کیا تھا۔

بٹ تھینکس۔۔ایک دفعہ پھر مجھے یقین دہانی کروانے کے لیے کہ میرا فیصلہ درست تھا۔اس نے آنسوؤں کو بند لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔وہ شخص اسکا کچھ نہیں تھا کہ جس کی خاطر یا جس کی بات کی اتنی اہمیت ہو کہ ماہم قریشی آنسو بہائے اس کے آنسو کتنے قیمتی ہیں اس کا احساس بھی تو اسے عرش قریشی نے ہی کروایا تھا ۔۔وہ اپنے آنسو کبھی بھی ایسی جگہ خرچ نہیں کرے گی۔

وہ اپنی بات کہہ کر رکی نہیں تھی ۔۔عرش جو کچھ فاصلے پر ہی تھا وہ اس کے

پاس جا پہنچی تھی۔

کیف عالم اسے بس جا تا دیکھتا رہا تھا۔

ماہم نے عرش کے قریب جا کر اس کا بازو تھام لیا تھا۔

اچھا ماما پھر بات ہو گی ۔۔بائے۔

عرش نے ماہم کے پاس آنے پر مسکرا کر کال ڈسکنیٹ کر دی تھی۔

وہ کیف۔۔۔عرش نے کچھ کہنا چاہ۔

ششش۔۔صرف آپ اور میں۔۔ہم سات سمندر پار اکیلے وقت بتانے آئے ہیں۔اس نے عرش کے کان میں سرگوشی کی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عرش اس کی بات پر مسکرا دیا تھا۔

کیف عالم وہیں اپنی جگہ ساکت ماہم قریشی کو عرش قریشی کے شانے پر سر رکھے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا کہ آنکھوں میں آئی نمی سے منظر دھندلانے لگا تھا۔

تم آج بھی میری عزت نہیں کرتے۔۔اگر کرتے تو کبھی بھی مجھ سے یہ امید نہ لگاتے کہ میں عرش کو دھوکا دے کر تمہارے پاس آ جاؤں گی۔۔۔

اس کے الفاظ کی گہرائی کیف عالم کے دل میں اترتی چلی گئ تھی۔

تمہارا فیصلہ درست ہے ماہم قریشی۔

اس نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

❤ختم شدہ❤

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول۔ناولٹ۔افسانہ۔کالم۔آرٹیکل۔شاعری۔ پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews